دورِ جدید کی تاریخ مدینہ منورہ پر ۱۹۸۵ء کی بین الاقوامی سیرت ایوارڈ یافتہ کتاب

تالیف

پیرِ طریقت حضرت علامہ الحاج

ابو النصر منظور احمد شاہ صاحب مدظلہ العالی

بانی و شیخ الحدیث جامعہ فریدیہ ساہیوال

الناشر

مکتبہ نظامیہ ◎ جامعہ فریدیہ ساہیوال

مکتبۃ الجامعہ بستان العلوم

دورِ جدید کی تاریخ مدینہ منورہ پر ۱۹۸۵ء کی بین الاقوامی سیرت ایوارڈ یافتہ کتاب

تالیف

پیرِ طریقت، حضرت، علامہ، الحاج

ابو النصر منظور احمد شاہ صاحب مدظلہ العالی

بانی و شیخ الحدیث جامعہ فریدیہ ساہیوال

الناشر

مکتبہ نظامیہ ◎ جامعہ فریدیہ ساہیوال

نام کتاب ــــــــــ مدینۃ الرسول

تالیف ــــــــــ حضرت علامہ ابوالنصر منظور احمد شاہ

پروف ریڈنگ ــــــــــ ابوالبرکات محمد اللہ دتہ فریدی

قاری عبدالعزیز فریدی

کتابت و ٹائیٹل ــــــــــ محمد الیاس نقشبندی

طابع و ناشر ــــــــــ مکتبہ نظامیہ، ساہیوال

مطبع ــــــــــ اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز - لاہور

صفحات ــــــــــ ۴۴۰

تعداد ــــــــــ ۱۱۰۰ (گیارہ سو)

بار اوّل ــــــــــ مئی ۱۹۸۴ء

بار دوئم ــــــــــ دسمبر ۱۹۸۵ء

بار سوئم ــــــــــ جنوری ۱۹۸۷ء

بار چہارم ــــــــــ جولائی ۱۹۸۹ء

بار پنجم ــــــــــ دسمبر ۱۹۹۲ء

بار ششم ــــــــــ فروری ۱۹۹۶ء

بار ہفتم ــــــــــ مئی ۱۹۹۸ء

ہدیہ ــــــــــ ۱۸۰ روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ ساہیوال

فون: ۶۶۶۸۵ ، ۶۶۹۸۵

پبلشرز: شبیر برادرز ○ اردو بازار ○ لاہور

آئینہ مضامین

اِنتساب

۱۔ ہر اُس آنکھ کی طرف جو مدینۃ الرسولؐ کی یاد میں بہتی ہے۔

۲۔ ہر اُس جان کی طرف جو مدینۃ الرسولؐ پر قربان ہے۔

۳۔ ہر اُس دل کی طرف جو مدینۃ الرسولؐ کی یاد میں تڑپتا ہے۔

۴۔ ہر اُس روح کی طرف جو مدینۃ الرسولؐ کی حاضری کے لیے مضطرب ہے۔

۵۔ ہر اُس دماغ کی طرف جو مدینۃ الرسولؐ کی سوچ میں مستغرق ہے۔

۶۔ ہر اُس قدم کی طرف جو مدینۃ الرسولؐ کی طرف اُٹھتا ہے۔

۷۔ ہر اس سوچ کی طرف جس کا محور و مرکز مدینۃ الرسولؐ ہے۔

انہیں کے وسیلہ سے اپنی اس کتاب کو دربارگوہر بار حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

ع زچشم آستیں بردار گوہر را تماشا کن

وصلی اللہ علی حبیبہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

تقریظ

از رشحاتِ قلم غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ العالی
صدر جماعت اہلِ سنت پاکستان، شیخ الحدیث مدرسہ عربیہ انوار العلوم۔ ملتان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

گزشتہ سال "مدینۃ الرسول" صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت مولانا ابو النصر سید منظور احمد شاہ صاحب کی ملاقات ہوئی اور مدینہ طیبہ کے اندر اور باہر اہم مقاماتِ مقدسہ کی زیارت ہم نے ایک ساتھ کی۔ مدینہ منورہ کی جو چیز نظر آتی آنکھوں کے راستہ اس نے قلب کی گہرائیوں میں کیف و سرور کی ایسی لطیف کیفیت پیدا کر دی کہ اُسے دل ہی محسوس کرتا تھا، زبان اس کے اظہار سے عاجز تھی۔ اسی اثنا میں فقیر نے شاہ صاحب موصوف سے عرض کیا کہ "مدینۃ الرسول" کے عنوان سے آپ ایک کتاب لکھیں اور اس میں دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل لکھیں اور کیف و سرور کے جذبات کا جو اظہار نوکِ قلم سے ہو سکتا ہے اسے ضبطِ تحریر میں لے آئیں۔ الحمد للہ شاہ صاحب موصوف نے نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ "مدینۃ الرسول" کے عنوان پر زیرِ نظر کتاب تالیف فرمائی اہلِ ذوق اور اہلِ محبت کے لیے یہ کتاب نعمتِ عظمٰی ہے۔ قارئین کرام جس قدر پڑھتے جائیں گے ان کے قلوب محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لذت سے مسرور ہوتے جائیں گے۔ اللّٰھم ارزقنا زیارۃ حبیبک واجعل موتنا فی بلد رسولک صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم۔ اللہ تعالٰی حضرت مولانا الحاج ابو النصر منظور احمد شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالٰی کو اس عظیم خدمت پر اجرِ عظیم عطا فرمائے اور اس مبارک کتاب کو شرفِ قبول بخشے۔ آمین

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۶۔ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ
مطابق ۵۔ جنوری ۱۹۸۲ء

اظہارِ خیال

حضرت پیرِ طریقت علامہ ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب مدظلہ العالی

ایک تعارف، ایک تذکرہ

تحریر: ابوالبرکات محمد اللہ دتہ فریدی

دراز قامت، اکہری جسامت، نکھری رنگت، رفتار باوقار، شیریں گفتار، وسیع النظر عمیق الفکر، علم وعمل کی مجسم تصویر، یہ ہیں ایک عالمِ دین، نامور مناظرِ اسلام، رواں قلم مصنف حضرت علامہ پیر ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب مدظلہ جن کے علم وحکم اور قلم حقیقت رقم سے طالبانِ راہِ حق وصداقت ایک عرصہ سے استفادہ کر رہے ہیں۔ حضرت موصوف کی تحریروں کے حسین نقوش خامہ وقرطاس سے وابستہ حضرات کے نزدیک گوہر ہائے تابدار کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق آپ ۱۹۵۲ء سے رزم گاہ حق وباطل میں دشمنانِ دین سے برسرِ پیکار اور شمعِ عشقِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فروزاں کیے ہوئے ہیں۔

● یہ امر کسی تبصرہ کا محتاج نہیں کہ ہر دور میں خلافِ اسلام قوتوں نے اہلِ حق کو پریشان کرنے کی مساعی نامشکور کیں، مگر سرفروشانِ اسلام کا یہ قافلہ ہمیشہ حق وصداقت پر جاری رہا۔

یوں ہی برصغیر میں انگریزی حکومت نے جن فتنہ سامانیوں سے کام لیا، اس کے نتائج بھی عالمِ اسلام کی راہ میں خاروخس سے کم نہیں۔

سامراجیوں کی سیاست کا سب سے مکروہ پہلو شمعِ عشقِ حبیب علیہ السلام کی تابانیوں کو مسلمانوں کے قلوب واذہان سے گل کرکے انہیں محبوبِ یزداں خواجۂ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم سے برگشتہ کرنا تھا۔ تاکہ اس کا لگایا ہوا پودا عیسائیت صحیح طور پر

نشو و نما پا سکے۔

اس کے لیے اُس نے ہر طریقے سے متوقع نتائج حاصل کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا۔ ایسے پُر آشوب دَور میں سالارِ قافلہ حرّیت حضرت علامہ فضلِ حق خیر آبادیؒ اور آپ کی تعلیمات کے صحیح ترجمان حضرت امام احمد رضا خاںؒ بریلوی نے تحریر و تقریر سے دہریت کے پھیلے ہُوئے جال کو تار تار کیا اور علمائے ربّانیین کی ایک ایسی جماعت تیار کی جن کا علم و فضل، تقویٰ و ورع اور جذبۂ حُبِّ نبی ہر طاغوتی طاقت کے سامنے سدِ سکندری ثابت ہُوا۔

● حضرت پیرِ طریقت بھی اپنے ان قدسی صفات اکابرین کے پیغام کے سچّے امین ہیں آپ نے ہمیشہ اعلائے کلمۃ الحق کے فریضہ کو باحسن وجوہ نبھایا۔

یوں تو آپ نے تمام باطل نظریات سے مجاہدانہ ٹکرلی لیکن عیسائیت کے عفریت کو آپ نے ایسا پچھاڑا کہ ہر مکتبِ فکر نے اس پر دادِ تحسین پیش کی۔ مسیحیت کے خلاف حضرت کے جذبات کا یہ عالم ہے کہ تنِ تنہا کلیساؤں میں جا کر اپنے دَور کے نامور پادریوں کو للکارا۔

اس دَور میں آپ نے عیسائیوں کے خلاف مختلف مقالے اور کتب سپردِ قلم کیں جن میں سے "مسیح کون" "مکالمہ مسلمان و عیسائی" "لا تثلیث فی التوحید" اور آئینہ حق چھپ چکی ہیں۔

عیسائی پادریوں نے "کفارہ ابنیت مسیح" تثلیث اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کی قربانی" بے شمار ایسے مسائل کھڑے کیے۔ لیکن آپ نے خدا داد صلاحیتوں سے ہر ایک کا ردِ بلیغ کیا اور اپنی قلندری ضربوں سے قصرِ عیسائیت کی بُنیادیں ہلا دیں۔ نتیجتاً سارھے تین ہزار سے زائد عیسائیوں نے آپ کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کیا۔[1]

---

[1] ان ہی خدمات کے پیشِ نظر اہلِ سنت وجماعت کے اکابر علماء و مشائخ نے آپ کو "فاتح عیسائیت" کے خطاب سے نوازا۔

جن مشہور پادریوں کے ساتھ آپ کی پنجہ آزمائی ہوئی ہے، ان میں سے چند ایک کے نام حسب ذیل ہیں :

۱- پادری عبدالحق (انڈیا)
۲- پادری سادھو سگنت مسیح (لاہور)
۳- پادری کے ایل ناصر (گوجرانوالہ)
۴- پادری میلا رام (ساہیوال)
۵- پادری ڈیوڈ مسیح (")

● اہلِ سُنّت کے یہ بطلِ جلیل ۱۹۴۰ء میں موضع پیر بخش چوہان متصل جلال آباد ضلع فیروز پور انڈیا میں مخدوم المشائخ حضرت پیر چراغ علی شاہؒ کے گھر پیدا ہوئے۔

گھر کا ماحول ابتداً دینی، رُوحانی، علمی، اخلاقی اعتبار سے معیاری تھا جس نے خاطر خواہ اپنے اثرات دکھائے۔

آپ کے والدِ گرامیؒ منقولات کے علاوہ مروجہ علوم درس نظامی خصوصاً فارسی میں خاصی مہارت رکھتے تھے۔ بایں وجہ آپ نے ابتدائی تعلیم انہیں کے سایۂ شفقت میں حاصل کی تقسیم کے بعد حضرت پیر چراغ علی شاہ انڈیا سے ہجرت فرما کر پاکپتن کے موضع ڈھیپئی میں فروکش ہُوئے۔

یہاں آکر حضرت علامہ ابوالنصر شاہ صاحب نے اپنے وقت کے مایۂ ناز اساتذہ شاہانِ علم وفن حضرت مولانا محمد اسماعیلؒ۔ رئیس العلماء حضرت فقیہ اعظم مولانا مفتی ابوالخیر محمد نوراللہ النعیمی القادری محدث بصیر پوریؒ اور غزالئ زماں سندالمحدثین حضرت علامہ سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیے اور خداداد ذہانت سے اپنے محترم اساتذہ کو بے پناہ متاثر کیا اور گوہرِ مقصود سے اپنے دامنِ طلب کو خوب بھرا۔

آپ نے فاضل عربی۔ فاضل فارسی اور علوم نظامیہ سے فراغت کے بعد میٹرک۔

مستند کوئٹہ اکیڈمی، متخصص ایم۔ اے جامعہ اسلامیہ بہاولپور، مستند پاکستان اکیڈمی، پشاور کے امتحانات بڑی کامیابی سے پاس کیے۔

● یوں تو حضرت کی اخلاقی، روحانی تربیت میں آپ کے والدین کریمین اور مشفق اساتذہ نے بھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی۔ مگر شیخ کامل، بقیۃ السلف حضرت فرید العصر میاں علی محمد خان چشتی نظامی علیہ الرحمہ بسی شریف کی نگاہ فیض نے طریقت میں آپکو بام عروج تک پہنچایا۔ شاہ صاحب حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نہ صرف منظور نگاہ مریدین میں سے ہیں بلکہ خلیفہ مجاز بھی ہیں۔ آپ کو بھی اپنے شیخ سے عشق کی حد تک عقیدت ہے۔ اب بھی جب کبھی مرشدِ کامل کے تبرکات کی زیارت کرتے ہیں تو بے خودی کا عجیب سماں ہوتا ہے۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے آخری غسل اور نمازِ جنازہ پڑھانے کی سعادت آپ ہی کو نصیب ہوئی۔

● حصولِ علم کے بعد حضرت مولانا ابوالنصر شاہ صاحب نے اپنے انتہائی شفیق استاذِ مکرم حضرت فقیہہ اعظم مولانا مفتی محمد نور اللہ نعیمی کے ارشاد کے مطابق ساہی وال کو اپنی تدریسی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ جب آپ نے اس شہر میں سکونت اختیار کی تو یہاں کا مذہبی ماحول بے حد دگرگوں تھا۔

مذاہبِ باطلہ کے علاوہ عیسائیت کی تبلیغ و اشاعت زوروں پر تھی۔ آپ نے اہلِ سنّت کے سٹیج سے باقاعدہ طور پر ان تمام ترگمراہ کن نظریات کا تعاقب کیا۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ بیسیوں مساجد اہلِ سنّت، کئی ادارے اور علمار کا ایک لشکرِ جرار خدمتِ اسلام میں مصروف ہے۔ اور بحمد اللہ فضا صلوٰۃ وسلام کے دلنواز نغموں سے گونج رہی ہے۔

● ان اعتقادی نشیب و فراز پر کڑی نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ حضرت شاہ صاحب نے تدریسی کام کی طرف بھی پوری پوری دلچسپی لی۔ اس سلسلے میں آپ نے ابتداً دارالعلوم

عالیہ عربیہ، جامعہ حنفیہ جیسے دینی ادارے قائم کیے، لیکن بعد میں جامعہ فریدیہ کی داغ بیل ڈالی جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس قدر پھلا پھولا کہ اب ایک عظیم اسلامی یونیورسٹی کا منظر پیش کر رہا ہے۔

جامعہ کا سنگِ بنیاد حضرت فرید العصر قطب الوقت میاں علی محمد خانؒ اور حضرت فقیہہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی بصیر پوری نے اپنے مقدس ہاتھوں سے رکھا۔ اس مختصر عرصہ میں جامعہ سے سینکڑوں علماء و حفاظ دامنِ مراد کو بھر چکے ہیں۔ جامعہ کے حسین مناظر، پرشکوہ دو منزلہ عمارت۔ زیبِ نظر دارالحدیث۔ طلبا اور محترم اساتذہ کا جم غفیر جامع مسجد اولیاء۔ اور مخدوم المشائخ حضرت پیر چراغ علی شاہؒ کا مزار پرانوار دیدنی ہے۔

جامعہ کا نظامِ تعلیم انتہائی مثالی ہے۔ نمازِ صبح کے بعد حضرت شاہ صاحب خود درسِ حدیث دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ تمام شعبوں میں قابلِ قدر اساتذہ اپنی ذمہ داریوں کو انجام دے رہے ہیں۔

علومِ دینیہ میں افتاء ایک اہم ترین شعبہ ہے۔ جامعہ میں یہ کام بھی پورے حسن کے ساتھ پورا ہو رہا ہے۔ مسندِ افتاء کی زینت حضرت مولانا **مفتی محمد مظہر فرید شاہ صاحب** ہیں جو انتہائی زیرک، معاملہ فہم متقی اور خدا ترس عالم دین ہیں۔

- ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں جب ربوہ کے دجال مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کی ناپاک ذریت نے مسلمانوں کی غیرتِ ایمانی کو للکارا تو آپ بھی دیگر علماء اور دانشورانِ قوم کی طرح سربکف میدانِ عمل میں آئے۔ اور صوبہ بھر کے طوفانی دورے کیے۔ اپنے علاقہ میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ بلکہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختمِ نبوت میں تو آپ نے اپنے استادِ محترم حضرت مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمیؒ کے ساتھ تقریباً ۹ ماہ کا طویل عرصہ جیل کی کال کوٹھڑیوں میں گزارا اور قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار ہوئے۔
- ۱۳۹۰ھ بمطابق ۱۹۷۰ء میں نیشنل عوامی لیگ کے سربراہ بھاشانی کی ریشہ دوانیوں نے ایک عجیب طوفانِ بدتمیزی برپا کر دیا۔ اسی کے ایماء پر ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سوشلسٹوں

اور کمیونسٹوں نے ایک کانفرنس منعقد کی۔ جس کی اشتعال انگیز قراردادوں سے ملک کی فضا مکدر ہو گئی۔ اس کے ردِ عمل کے طور پر اسی ٹوبہ میں ہی ۱۳، ۱۴ جون ۱۹۷۰ء کو علمائے اہلِ سنت نے ایک آل پاکستان سُنی کانفرنس کا اہتمام کیا۔ جس میں ہزاروں علماء و مشائخ کے علاوہ لاکھوں کی تعداد میں عوام شریک ہوئے۔ آپ اس تاریخی کانفرنس میں اپنے شیخ حضرت میاں علی محمد خاں صاحب بسی شریف کا پیغام لے کر بطور نائب شریک ہوئے۔

● یوں ہی ۱۶-۱۷ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو مدینۃ الاولیاء ملتان شریف میں منعقدہ آل پاکستان سُنی کانفرنس میں اگرچہ مدینۃ الرسول کی حاضری کی وجہ سے آپ شرکت نہیں کر سکے تاہم کانفرنس کی تیاریوں میں بھرپور حصہ لیا اور جامعہ فریدیہ کے طلباء کی تنظیم بزمِ فرید اور انجمن حزب الفریدیہ نے اس موقع پر نمایاں کردار ادا کیا۔ نیز ماہنامہ انوار الفریدیہ کا خصوصی نمبر شائع کیا۔

● ۲۵-۲۶ مارچ ۱۹۷۹ء کو مصطفےٰ آباد (رائے ونڈ) میں ایک تاریخ ساز کُل پاکستان میلادِ مصطفےٰ کانفرنس ہوئی۔ ملک بھر کے تمام سُنی علماء و مشائخ اور لاکھوں عوام اہلِ سنت نے شمولیت کی۔ حضرت شاہ صاحب نے اس کانفرنس کی پہلی نشست میں افتتاحی خطاب کیا۔ اندرونِ ملک ان تبلیغی سرگرمیوں کے علاوہ ۱۹۸۲ء میں بیرونِ ممالک ہالینڈ، مانچسٹر کا تبلیغی دورہ بھی کیا اور ورلڈ اسلامک مشن کے تحت برمنگھم میں ہونے والی میلادِ مصطفےٰ کانفرنس کی صدارت کی۔

حضرت شاہ صاحب قبلہ نے ہر فقیہ اور عالم کی طرح سیاست کے اُلجھے گیسوؤں میں شرعی مشاطگی فرمائی ہے۔ آپ کے والدِ گرامی علیہ الرحمۃ تقسیم سے قبل آل انڈیا سُنی کانفرنس اور مسلم لیگ سے وابستہ تھے۔ جب آپ نے شعور کی آنکھ کھولی تو اہلِ سنت کی سیاسی ترجمان جمعیت علمائے پاکستان موجود تھی۔ اس وقت غازی کشمیر علامہ ابوالحسنات

محمد احمد قادریؒ صدر اور غزالی زماں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی ناظمِ اعلیٰ تھے۔

حضرت شاہ صاحب نے اپنے حلقے کے علاوہ جمعیت کی مرکزی مجلس عاملہ اور شوریٰ میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ غالباً ۱۹۵۰ء کا دور ہے۔ اسی دور میں آپ نے جمعیت علمائے پاکستان (مغربی) کے ناظمِ نشر و اشاعت مخدوم غلام معین الدین نعیمی کا کاخیل کے ساتھ مل کر صوبہ بھر کے دور دراز علاقوں کا دورہ کیا۔

اس وقت الجمعیت، سوادِ اعظم، رضوان، ماہِ طیبہ پاکستان سے اور نوری کرن پاپان، سہ روزہ دعوت انڈیا سے اہلِ سُنت کی صحافت پر جلوہ گر تھے۔ آپ نے ان تمام جرائد کی توسیع اشاعت میں مقدور بھر کوشش کی۔

۱۹۷۰ء کے بعد اگرچہ آپ باقاعدہ عہدیدار کی حیثیت سے وابستہ نہیں رہ سکے مگر تمام تر ہمدردیاں قائدِ اہلِ سُنت حضرت مولانا علامہ شاہ احمد نورانی، مجاہدِ ملت علامہ عبدالستار خان نیازی، مفکرِ ملت پروفیسر شاہ فرید الحق۔ جناب ملک محمد اکبر ساقی، اور دیگر قائدین جمعیت کے ساتھ ہیں۔

بھٹو دورِ حکومت اربابِ سیاست کے نزدیک انتہائی ہنگامہ خیز دور ہے آپ نے اس کڑے وقت میں بھی خوب پامردی سے قائدینِ اہلِ سُنت کا ساتھ دیا۔ اور جب کبھی بھی قائدینِ جمعیت نے ساہی وال کا دورہ کیا تو جامعہ فریدیہ کو ہی اپنی مساعی کا مرکز پایا۔

۱۹۷۷ء سے آپ کے تربیت کردہ علماء کی تنظیم انجمن حزب الفرید نے ماہنامہ انوار الفرید کا اجراء کیا جو آپ کی سرپرستی میں صحافتی کردار ادا کر رہا ہے۔

حضرت قبلہ شاہ صاحب اس وقت جماعت اہلِ سُنت پنجاب کے صدر کی حیثیت سے ملک و ملت اور اہلِ سُنت کی خدمت میں مصروف ہیں۔ حضرت شاہ صاحب گوناگوں مسائل کے باوجود تصنیف و تالیف کا وافر ذوق رکھتے ہیں۔ آپ نے اب تک کئی کتابیں، رسائل، مقالے لکھے ہیں۔ چنانچہ زیرِ نظر کتاب "مدینۃ الرسول" اسی قلمی ذوق کا بیّن ثبوت ہے۔

مدینۃ الرسول کے علمی حسن پر تو اہلِ علم حضرات ہی تبصرہ کر سکتے ہیں لیکن یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ نبیٔ محترم، نورِ مجسم، محبوب ربِ العلیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کے حالات و واقعات جو فی الواقع منشاءِ ایزدی کے عین مطابق ہیں کا بیان روحِ انسانی کے لیے چشمۂ آبِ حیواں کا کام دیتے ہیں۔ ان کا تذکرہ جب ایک عاشقِ رسول، پرہیزگار باعمل عالمِ دین کرے تو نہ صرف یہ کہ دل و دماغ اثر پذیر ہوتے ہیں بلکہ روح کی دنیا میں کیف و سرور کی عجیب کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ "مدینۃ الرسول" بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے دیارِ پاک کی گلی کوچوں، حسین وادیوں کے روح پرور مناظر کا ایک ایسا ہی حسین مرقع ہے جسے سراپا عشق و مستی، ہمہ تن ادب و نیاز، سیدی و مرشدی مولائی حضرت پیرِ طریقت علامہ ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب شیخ الحدیث جامعہ فریدیہ ساہیوال نے بارگاہِ حسن و ناز میں بطورِ نذرانہ پیش کیا۔

اس میں آپ نے اپنی ۲۳ حاضریوں، قلبی واردانوں اور تاریخ مدینہ منورہ کا ذکر اس انداز سے کیا ہے کہ بلاشبہ قاری اپنے آپ کو دیارِ حبیب پاک علیہ السلام میں حاضر محسوس کرتا ہے۔

آخر میں میں حضرت علامہ شبیر احمد شاہ صاحب ہاشمی، حضرت مولانا قاری عبدالعزیز صاحب فریدی، جناب الحاج احسان الحق صاحب فریدی کا تشکر گزار ہوں جنھوں نے اس کی ترتیب و تزئین میں اپنے مفید مشوروں سے میری رہبری فرمائی بخصوصاً حضرت مولانا قاری عبدالعزیز فریدی صاحب نے تو اس سلسلے میں بے حد محنت کی ہے اللہ تعالیٰ انہیں اجرِ عظیم سے نوازے۔ آمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

خاکِ راہِ عارفاں

الفقیر ابوالبرکات محمد اللہ دتہ فریدی

(سابق) مدیر ماہنامہ "انوار الفرید" ساہیوال

عرضِ مؤلف

مجھے اپنی کم مائیگی اور علمی بے بضاعتی کا پورا پورا احساس ہے لیکن تحدیث نعمت کے طور پر یہ کہنا بھی کوئی مبالغہ نہیں کہ مدینہ منورہ کے در و دیوار، راہ و غبار سے جو قلبی تعلق جوادِ مطلق نے مجھے میسر فرمایا ہے وہ میری نجات کے لیے کافی سامان ہے۔ کون نہیں جانتا کہ سرکار دو جہاں کی بارگاہِ بے کس پناہ وہ بارگاہ ہے جہاں سیدنا جبرائیل علیہ السلام تو کیا انبیاء علیہم السلام بھی نفس گم کردہ ہیں۔

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید مسیحا و کلیم ایں جا

اور بقول حضرت امام احمد رضا خان بریلوی یہ کہنا بھی سرمایۂ افتخار ہے کہ

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

یوں تو میں عرصہ تیس سال سے قلم و قرطاس سے وابستہ ہوں لیکن زیرِ نظر کتاب "مدینۃ الرسول" پر قلم اٹھانے میں مجھے فخر ہے اور یہ میری زندگی کا ماحصل ہے۔ بار ہا کی حاضری صرف عجز و نیاز، ہدیۂ سلام اور ذوقِ قلبی کی ہی نہ تھی بلکہ مطالعاتی بھی تھی۔ میں نے اس عرصہ میں دیارِ پاک کے کوچہ و بازار کی تاریخ تلاش کرنے میں جان جوکھوں میں ڈال کر جتنی کتابیں میسر آئیں سب کے متن پڑھے۔ حاشیے ٹٹولے، بین السطور میں جھانکا شرح کو دیکھا۔ اور زبانی اہلِ علم و فضل سے ملتا رہا۔ مسلسل پچیس سال سے کوئے جاناں کی آب و ہوا

سگانِ محترم، معزز باسیوں، خدام محترم، اور ذی جاہ حاضرین سے ملنے کے بعد یہ صحیفۂ نجات مرتب کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس کی خوبیوں یا کوتاہیوں سے متعلق تو محترم قارئین ہی فیصلہ کریں گے۔ میرے لیے تو یہ قلبی واردات، آنسوؤں کی زبان، محبت کا سوز اور عشق کی سرمستی ہے۔ میرا دعویٰ یہ ہرگز نہیں ہے کہ اِس موضوع پر میری یہ کاوش حرفِ آخر ہے بلکہ اپنا ادعا تو یہ ہے کہ یہ چند اوراق ایک خاندانی گدا کے کشکول میں داتائے کائنات کا ذرۂ نخیر ہے۔ مَیں نے اس سلسلہ میں متقدمین اور متاخرین کی کتب پڑھیں جن کا ذکر آپ "جن کتب سے استفادہ کیا گیا ہے" کے صفحات میں دیکھ سکیں گے۔ اس کے علاوہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور جدہ مکرمہ کے کتب خانوں میں نوادر مخطوطات کو بھی دیکھا قطب المشائخ حضرت سیدی و مولائی مولانا خواجہ محمد ضیاء الدین قادری رضوی، مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی پاک محافل سے دامن مراد کو گوہرِ مراد سے بھرتا رہا لیکن دیارِ حبیب کے حکمرانوں کی تاریخ حاصل کرنے میں مجھے خاصی دِقّت کا سامنا کرنا پڑا۔ مَیں نے عراق، ایران، ترکی، سعودی عرب، انڈونیشیا، ملائشیا وغیرہ کے مختلف مطابع اور اہلِ علم کو خطوط لکھے لیکن کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ آخر میرے عزیزوں منیر احمد فریدی۔ عطا محمد فریدی اور دیگر اربابِ طریقت نے یہ ہمالیہ بھی سر کر ہی لیا کہ منیر احمد فریدی نے پاکستان سے مدینہ منورہ کا سفر صرف اسی مقصد کے لیے کیا تو "اسرار المدینۃ المنورہ" کا مختصر مگر جامع رسالہ سید الحسینی احمد الخیاری کی تالیف مکہ مکرمہ کے قدیم کتب خانہ سے دستیاب ہو گیا۔ اس کی مدد سے آخر میں تاریخ کا یہ اہم باب بھی قارئین کے سامنے آ سکا۔ مَیں اس تالیف کے سلسلہ میں ملک اور بیرونِ ملک کے ممتاز علماء، مشائخ عظام کا شکر گزار ہوں کہ ان کی خصوصی دعاؤں سے یہ کتاب مکمل ہوئی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ سید الانبیاء محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلم۔

لٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

میری اس کتاب مدینۃ الرسولؐ سے نہ تو مدینہ منورّہ کی عظمت میں کوئی اضافہ ہوا ہے، نہ ہی میری اس تحریر سے تاریخ مدینہ منورہ کی حفاظت مطلوب وہ تو محفوظ ہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس مقدس عنوان پر لکھنے سے میری تحریر کو فروغ ملا ہے۔ میری معلومات میں اضافہ ہوا ہے۔ دل کو جلا اور سکون نصیب ہوا ہے۔ سیّدنا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ؎

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ
لٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

ترجمہ: میں نے اپنے کلام سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف نہیں کی بلکہ اپنے کلام کو حضور علیہ السلام کے نام سے مزین کیا ہے۔

میں نے خلوص دل سے کوشش کی ہے کہ میرا قلم آداب مدینۃ الرسولؐ کو ملحوظ رکھے۔ قواعد وضوابط کی پابندی کرتے ہوئے عشق و محبت کے بحر بے کنار سے حسب استطاعت استفادہ کرتے ہوئے آہستہ آہستہ مدینۃ الرسولؐ میں حاضری دے۔ خدا کرے میری مساعی قبول ہوں۔ میری عقیدت کا یہ گلدستہ اجڑے دلوں کے لیے بہار، ویران بستیوں کے لیے رونق اور دکھی دلوں کے لیے مرہم ثابت ہو۔

میں نے اس عنوان پر لکھنے سے پہلے بیش قدر کتب کا مطالعہ کیا۔ مگر سب سے زیادہ محبوب کتاب "وفاء الوفاء" ثابت ہوئی۔

میری اس کتاب کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس کا بیشتر حصہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں لکھا گیا اور اسے یہ فضیلت بھی میسر ہے کہ حرم نبوی شریف میں ہی شروع کی گئی اور اس مقدس مقام پر ہی اختتام پذیر ہوئی۔ مدینہ منورہ کی روحانی شخصیت سیدی مولانا ضیاء الدین قادری جنہوں نے مجھے سلسلۂ قادریہ کی بھی اجازت بخشی، اس کتاب کی تکمیل اور قبولیت کی دعا فرمائی۔

مجھے اعتراف ہے کہ میری کم علمی کے باعث اس عنوان کے بہت سے پہلو تشنۂ تکمیل ہیں۔ تاہم میری اس کاوش سے اگر کوئی بات پسند آئے تو دعا سے نوازیں اور اگر کہیں کوئی کوتاہی ہو تو نشاندہی فرمائیں تاکہ دوسری اشاعت میں اصلاح کی جا سکے۔

؎ کچھ نہ بولوں گا زبان سے ان کی بزمِ خاص میں
آنسوؤں کے ساز پر لکھنا ہے افسانہ مجھے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلم۔

ابوالنصر منظور احمد
مدینہ منورہ
۱۶؍ اکتوبر ۱۹۸۰ء

سببِ تالیف

اکتوبر سنہ ۱۹۸۰ء کی بات ہے کہ مجھے شیخ المحدثین علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ کی معیت میں سرزمین مدینہ منورہ میں حاضری کا شرف نصیب ہوا ہم حضرت کے ایک مرید و شاگرد قاضی وزیر علی صاحب کے ہاں مہمان تھے۔ میری خوشی کی انتہا تھی کہ ملتِ اسلامیہ کے عظیم فرزند کی معیت میں صلوٰۃ و سلام پیش کرنے کی سعادت ملی۔ اور یقین تھا کہ جب انہیں بھیک ملے گی تو محروم میں بھی نہیں رہوں گا۔ ان کے بڑھاپے اور کمزوری کے باعث گھر سے لے کر دو بار گو ہر بار تک مجھے ان کا سہارا بننے کا شرف ملا۔ جوں جوں حرم انور قریب آ رہا ہے درد و ذوق اور آنسوؤں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ میں نے ان کے سر کو بار بار جھکتے اُٹھتے دیکھا تو اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ کا یہ شعر یاد آ گیا۔

پیشِ نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار
روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

الحمدللہ اس موقع پر میری آنکھوں نے وہ حسین مناظر دیکھے جن کا تعلق کہنے یا لکھنے سے نہیں بلکہ دیکھنے سے ہی ہے۔ ۱۶ اکتوبر کو ہم زیارات کے لیے گئے۔ حضور سلمان رضی اللہ عنہ کے باغ میں حاضری ہوئی۔ ہم سبھی وہاں کی حالت زار پر جی بھر کر روئے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے لگائے گئے پودے صرف اکھاڑے ہی نہیں گئے بلکہ ان کے تنے بھی جلا دیے گئے ہیں۔ یہاں بے خودی کا عجیب منظر تھا جلے ہوئے تنے دیکھ کر جی جل رہا تھا حضرت علامہ کاظمی صاحب کی اس کیفیت کو دیکھ کر مجھے یہ چند اشعار یاد

آ گئے جو میں نے پڑھنے شروع کر دیے

اَمِنْ تَذَکُّرِ جِیْرَانٍ بِذِی سَلَمٍ مَزَجْتَ دَمْعًا جَرٰی مِنْ مُقْلَۃٍ بِدَمٍ

ترجمہ: کیا تجھے ذی سلم کے ہمسائے یاد آ گئے کہ آنسو ملا ہوا خون تیری آنکھوں سے جاری ہے۔

اَمْ ھَبَّتِ الرِّیْحُ مِنْ تِلْقَاءِ کَاظِمَۃٍ اَوْ اَوْمَضَ الْبَرْقُ فِی الظَّلْمَاءِ مِنْ اِضَمٍ

ترجمہ یا کاظمہ کی طرف سے ہوا آگئی یا اضم کی طرف سے بجلی چمکی،

کاظمہ مدینہ منورہ کا نام ہے اور اضم مدینہ منورہ کی ایک پہاڑی کا نام ہے۔

فَمَا لِعَیْنَیْکَ اِنْ قُلْتَ اکْفُفَا ھَمَتَا وَمَا لِقَلْبِکَ اِنْ قُلْتَ اسْتَفِقْ یَہِمٖ

ترجمہ: تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے کہ منع کرنے سے اور روتی ہیں اور تیرے دل کو کیا ہو گیا کہ تو اسے کہتا ہے افاقہ میں آ تو وہ بے خود ہو جاتا ہے۔

لَوْلَا الْھَوٰی لَمْ تُرِقْ دَمْعًا عَلٰی طَلَلٍ وَلَا اَرِقْتَ لِذِکْرِ الْبَانِ وَالْعَلَمِ

ترجمہ: اگر تو عاشق نہ ہوتا تو کھنڈرات پر نہ روتا۔ اور درخت بان اور علم کے ذکر سے بے تاب نہ ہوتا۔

نَعَمْ سَرٰی طَیْفُ مَنْ اَھْوٰی فَاَرَّقَنِیْ وَالْحُبُّ یَعْتَرِضُ اللَّذَّاتِ بِالْاَلَمِ

ترجمہ: ہاں سچ ہے مجھے اس کا خیال آ گیا جسے میں چاہتا ہوں اسی لیے مجھ پر رقت طاری ہو گئی۔ اور محبت لذتوں کو درد سے بدل دیتی ہے۔

یہ آخری شعر حضرت علامہ صاحب بھی میرے ساتھ دیر تک پڑھتے رہے۔

زیارات سے فارغ ہو کر واپس گھر پہنچے، تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ مدینۃ الرسول کے نام سے کتاب لکھنے کی سعادت حاصل کرو۔ میں اس کی تکمیل و قبولیت کے لیے دعا کرتا ہوں۔ میں نے غزالئ وقت کے ان کلمات کو دولت گرانمایہ سمجھا اور "مدینۃ الرسول" کتاب لکھنے کا فیصلہ کر لیا۔ میں نے ترتیب تحریر کے متعلق عرض کیا کہ کس طرح یہ کتاب لکھوں تو فرمایا اس میں ہجرت شریفہ کا ذکر ضرور کرنا اور پھر مدینہ منورہ کے عنوان پر لکھنا۔

نمازِ عصر کا وقت ہو چکا تھا میں حرمِ انور میں حاضر ہوا اور صلوٰۃ وسلام کا نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کے بعد حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کتاب کے لکھنے کی اجازت چاہی اور مدد و کرم کی درخواست کی چنانچہ وہیں حرمِ انور میں گنبدِ خضریٰ کے سامنے ہی آغاز کر دیا۔

؎ کچھ ثنا دے عشق کے بولوں میں اے رضاؔ
مشتاق طبع لذتِ سوزِ جگر کی ہے

خدا کرے میں اس کتاب کو تکمیل کے بعد دربارِ گوہر بار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں بطور نذرانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر سکوں۔

میں اپنی اس کتاب کی تکمیل و قبولیت کے لیے پروانۂ شمع رسالت حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں بارگاہ رسالت میں درخواست پیش کرتا ہوں۔

میں بدناں کہیں بھیم بھرم دا | تو ہیں صاحب لاج شرم دا
زور فرید کوں تینڈڑے دم دا | لگیاں سانول توڑ نبھائیں

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

ابوالنصر منظور احمد
مدینہ منورہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۰ء

دِل ودماغ مدینۃ الرسُولؐ میں

استاذِ محتشم حضرت علامہ کاظمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے کتاب "مدینۃ الرسولؐ" لکھنے کا حکم دے کر مجھ پر احسانِ عظیم کیا ہے۔ دورانِ تالیف میں جہاں بھی رُہا مگر میرا دل، میرا دماغ، عقل، ہوش و خرد سبھی مدینہ منورہ کی جگہ، بازاروں، مسجدوں، پہاڑوں، باغات، وادیوں، چشموں کی زیارت میں مصروف رہے۔ لکھتے لکھتے ایسا بھی ہوا ہے قلم رک گیا اور بارگاہ نبوت میں صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ پیش کرنا شروع کر دیا۔ کہ روح۔ دل و دماغ نے گنبدِ خضریٰ کو دیکھ لیا۔ کون ہے جو جلوۂ محبوب دیکھ کر بغیر صلوٰۃ و سلام گذر جائے۔ ایسی صورت پیش آنے پر اعلیٰ حضرت کا شعر یاد آیا۔

؎ جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

دوسری جگہ اسی عنوان کو یوں بیان فرمایا ہے۔

؎ ارے اے خدا کے بندو کہیں میرے دل کو ڈھونڈو
میرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہُوا خدایا۔ نہ کوئی گیا نہ آیا
ہمیں اے رضا تیرے دل کا پتہ چلا بشکل
در روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا۔ یہ نہ پوچھ کیسا پایا

مَیں اسی ذوق و محبت کی وادی میں گم گشتہ حضور غزالی وقت کی مزید ترقیٔ درجات اور درازیٔ عمر کے لیے دعا کرتا ہوں اور ان سے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

مدینۃ الرسولؐ کے عنوان پر لکھی گئی کتابیں

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس محبوب شہر مدینہ منورہ پر میری ناقص معلومات کے مطابق اس وقت تک مندرجہ ذیل کتابیں لکھی گئیں۔

نام کتاب	مؤلفہ
۱۔ اخبار المدینہ	محمد بن حسن ابن زبالہ المتوفی سنہ ۲ ھ
۲۔ تاریخ المدینہ	زبیر بن بکار مکی متوفی سنہ ۲۵۶ھ
۳۔ آثار المدینہ	عمر بن شیبہ
۴۔ اخبار المدینہ	یحییٰ بن حسن ہمعصر عمر بن شیبہ
۵۔ فضائل المدینہ	مفضل الجندی متوفی سنہ ۳۰۸ھ
۶۔ الانبار المبینہ	قاسم بن عساکر متوفی سنہ ۳۰۸ھ
۷۔ اتحاف الزائر	ابن عساکر
۸۔ بہجۃ النفوس	عبداللہ بن محمد المرجانی متوفی سنہ ۶۶۹ھ
۹۔ روضۃ الفردوس	محمد بن احمد الاقشہری متوفی سنہ ۷۳۹ھ
۱۰۔ التعریف	محمد احمد المطری متوفی سنہ ۷۴۱ھ
۱۱۔ الاعلام فیمن دخل المدینہ	عبداللہ بن محمد فرحون متوفی سنہ ۷۶۵ھ
۱۲۔ نصیحۃ المشاور	〃 〃 〃
۱۳۔ تحقیق النصرہ	زین ابی بکر المراغی متوفی سنہ ۸۱۶ھ
۱۴۔ المغانم المطابہ	مجد فیروز آبادی متوفی سنہ ۸۱۷ھ
۱۵۔ وفاء الوفاء	علامہ نورالدین سمہودی مدنی متوفی سنہ ۹۱۱ھ

نام کتاب	مؤلف
۱۶۔ خلاصۃ الوفا	علامہ نور الدین سمہودی مدنی متوفی ۹۱۱ھ
۱۷۔ عمدۃ الاخبار	سید عباسی
۱۸۔ فصول من تاریخ المدینہ	السید علی حافظ
۱۹۔ تحفۃ المحبین	شیخ عبدالرحمٰن انصاری
۲۰۔ تنزیل السکینہ	علامہ تاج الدین سبکی
۲۱۔ عمدۃ الاخبار فی مدینۃ المختار	احمد بن عبدالحمید عباسی
۲۲۔ نزہۃ الناظرین	سید جعفر برزنجی
۲۳۔ مرآۃ الحرمین	سید ابراہیم رفعت
۲۴۔ مرآۃ الحرمین	ابو ایوب صبری (ترجمان ترکی)
۲۵۔ الرحلۃ الحجازیہ	شیخ محمد طیب التنوخی
۲۶۔ آثار المدینہ	عبدالقدوس انصاری
۲۷۔ جذب القلوب	امام المحدثین محمد عبدالحق دہلوی
۲۸۔ تاریخ المدینہ	محمد عبدالمعبود
۲۹۔ مدینۃ الرسول	ابو النصر منظور احمد (آپ کے ہاتھ میں ہے)

مجھے یاد آتے ہیں...

نتیجۂ فکر مولانا حسن رضا خاں عَلَیہِ الرَّحمَۃ

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ — کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ

مبارک رہے عندلیبو تمہیں گل — ہمیں گل سے بہتر ہے خارِ مدینہ

میری خاک یارب نہ برباد جائے — پسِ مرگ کر دے غبارِ مدینہ

کبھی تو معاصی کے خرمن میں یارب — لگے آتشِ لالہ زارِ مدینہ

رگِ گل کی جب نازکی دیکھتا ہوں — مجھے یاد آتے ہیں خارِ مدینہ

ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی — شب و روز خاکِ مزارِ مدینہ

جدھر دیکھیے باغِ جنت کھلا ہے — نظر میں ہیں نقش و نگارِ مدینہ

رہیں ان کے جلوے بسیں ان کے جلوے — میرا دل ہے یادگارِ مدینہ

دو عالم میں بٹتا ہے صدقہ یہاں کا — ہمیں اک نہیں ریزہ خوارِ مدینہ

بنا آسمان منزلِ ابنِ مریم — گئے لامکاں تاجدارِ مدینہ

شرف جن سے حاصل ہوا انبیاء کو
وہی ہیں حسنؔ افتخارِ مدینہ

ذکرِ شہرِ سیّدِ کائنات

۱۹۸۱ء

پیش کارِ مہتمم دارُالعلوم جامعہ فریدیہ ساہیوال

۱۹۸۱ء

ہے جمالِ حکمت و عرفان مدینۃ الرسول ؐ   حسن افزا ہے رُخِ ایماں مدینۃ الرسول ؐ

عاشقاں سرورِ کون و مکاں کے واسطے   ہے سکونِ قلب کا ساماں مدینۃ الرسول ؐ

مظہرِ کاملِ کمالِ صانعِ قدرت کا ہے   رحمتِ رحمان کا فیضاں مدینۃ الرسول ؐ

جس کا ہر ذرّہ ہے تنویرِ نبی سے مُستنیر   ہاں وہی ہے خطّۂ ذیشاں مدینۃ الرسول ؐ

ہے قلوبِ مومنیں میں اس کی تنویر نہاں   چرخِ حق کا ہے مہِ تاباں مدینۃ الرسول ؐ

کی رقم منظور احمد شاہ نے رودادِ عشق   عاشقوں کے دل کا ہے ارماں مدینۃ الرسول ؐ

فی البدیہہ کہہ دو قمرؔ شہرِ حسینِ محبوبِ خلق
۱۴۰۱
بالیقیں ہے شہرِ عالی شاں مدینۃ الرسول ؐ

(قمر یزدانی)

مدینۃ الرسول ﷺ کے اسماء مقدسہ

اَرضُ اللہ

آیت ۱:- اس کے اسماء گرامی سے ارض اللہ بھی ہے (اللہ کی زمین) قرآن مقدس نے فرمایا تَکُنْ اَرْضُ اللہِ وَاسِعَۃً حضرت مقاتل اور ثعلبی فرماتے ہیں یہاں ارض اللہ سے مراد مدینہ ہے۔ (وفاء الوفاء ص۱۰ ۔ خلاصہ ص۵ ۔

اَکَّالَۃُ الْبُلْدَانْ

مدینہ منورہ کو اکالۃ البلدان بھی کہا گیا ہے کہ تمام شہروں پر اسے تفوق حاصل ہے۔ (خلاصہ ص۵)

اَکَّالَۃُ الْقُرٰی

حدیث ۱:- (بستیوں پر غالب بستی) حدیث شریف میں ہے اُمِرْتُ بِقَرْیَۃٍ تَاْکُلُ الْقُرٰی
ترجمہ: مجھے ایسی بستی کا حکم دیا گیا ہے جو تمام بستیوں پر غالب ہے۔ (وفاء الوفاء ص۱۱)

اَلْاِیْمَانْ

آیت ۲:- قرآن مقدس ارشاد فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ تَبَوَّءُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ ۔ ابن زبالہ عثمان بن عبدالرحمٰن اور عبداللہ بن جعفر سے راوی ہیں کہ اس آیہ کریمہ میں دار اور ایمان سے مراد مدینہ منورہ ہے۔

(وفاء الوفاء ص۱۱ خلاصہ ص۵)

اَلْبَلَدُ

آیت ۲۱:۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ واسطی حضرت عیاض سے راوی ہیں کہ یہاں البلد سے مراد مدینہ منورہ ہے۔ (وفاء الوفاء ص ۱۲ خلاصہ ص ۵)

بَیْتُ الرَّسُوْلِ

آیت ۲۲:۔ قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ۔ مفسرین کرام نے فرمایا کہ اس آیت میں بیت سے مراد مدینہ منورہ ہے کہ مدینہ پاک ہی آپ کی ہجرت گاہ ہے یہی آپ کا مسکن ہے۔ (وفاء الوفاء ص ۱۲ خلاصہ ص ۵)

جَزِيْرَةُ الْعَرَبِ

حدیث ۴:۔ ابن زبالہ فرماتے ہیں کہ جزیرۃ العرب مدینہ منورہ ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ سے باہر نکلا تو آپ نے مدینہ شریف کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ بَرَّءَ هٰذِهِ الْجَزِيْرَةَ مِنَ الشِّرْكِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس جزیرے کو شرک سے پاک فرمایا ہے۔ (وفاء الوفاء ص ۱۲)

اَلْجُنَّةُ

حدیث ۵:۔ جُنّہ یعنی ڈھال حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد کے موقع پر فرمایا اَنَا فِيْ جُنَّةٍ۔ میں جُنّہ میں ہوں یعنی ڈھال میں۔ یہاں جُنّہ سے مراد مدینہ منورہ ہے۔

اَلْحَصِيْنَةُ

حدیث ۶:۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رَاَيْتُ كَاَنِّيْ فِيْ دِرْعٍ حَصِيْنَةٍ

اس حدیث شریف میں حسینہ سے مراد مدینہ منورہ ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ (وفاء الوفاء ص۱۳ خلاصہ ص۶)

اَلْحَبِیْبَةُ

حدیث ۵:۔ حبیبہ اس لیے کہا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شہر سے بے حد پیار ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَةَ۔ اے اللہ ہمارے لیے مدینہ کو محبوب بنا دے۔ (خلاصہ ص۶)

اَلْحَرَمُ

حدیث ۶:۔ اس شہر کی عظمت کے پیش نظر اسے الحرم فرمایا گیا۔ مسلم شریف میں ہے اَلْمَدِیْنَةُ حَرَمٌ مدینہ حرم ہے۔ ایک دوسری روایت میں اِنَّھَا حَرَمٌ اٰمِنٌ بیشک وہ امن والا حرم ہے۔ ان احادیث میں حرم سے مراد مدینہ منورہ ہے۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص۱۳)

حَرَمُ رَسُوْلِ اللّٰہِ

حدیث ۸:۔ رسول اللہ کا حرم اس لیے کہا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرم قرار دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ اَخَافَ اَھْلَ حَرَمِیْ اَخَافَہُ اللّٰہُ جو میرے حرم والوں کو ڈرائے گا اللہ اسے ڈرائے گا۔ دوسری حدیث پاک میں فرمایا حَرَمُ اِبْرَاھِیْمَ مَکَّةَ وَحَرَمِیَ الْمَدِیْنَةُ مکہ ابراہیم علیہ السلام کا حرم ہے اور مدینہ میرا حرم ہے۔

(وفاء الوفاء ج ۱ ص۱۳)

حَسَنَة

آیت ۵:۔ قرآن مقدس فرماتا ہے لَنُبَوِّئَنَّھُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ہم انہیں دنیا میں اچھا

ٹھکانہ دیں گے۔ مفسرین کرام نے یہاں حسنہ سے مراد مدینہ منورہ لیا ہے۔ اس شہر میں ظاہری، باطنی، حسی، معنوی ہر طرح کا حسن پایا جاتا ہے۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص۲۴ خلاصہ ص۶)

اَلْخَیْرَۃ

حدیث نمبر ۱۰:- اس مقدس شہر کے اسماء گرامی میں سے الخیرہ بھی ہے بہتری والا شہر، خیر والا شہر، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَالْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ لَّهُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۔

حدیث نمبر ۱۱ مدینہ منورہ ہی ان کے لیے بہتر تھا اگر وہ جان لیتے۔ دوسری حدیث شریف میں وارد ہے۔ اَلْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ مِّنْ مَکَّۃَ ۔ مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے بہتر ہے۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص۲۴)

اَلدَّارُ

آیت نمبر ۶:- قرآن مقدس نے ارشاد فرمایا۔ وَالَّذِیْنَ تَبَوَّءُ الدَّارَ جن لوگوں نے دار کو ٹھکانہ بنایا۔ یہاں الدار سے مراد مدینہ منورہ ہے۔ (وفاء الوفاء ص۲۴)

دَارُالْاَبْرَارُ

نیکوں کا گھر۔ مدینہ منورہ کو دارالابرار اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ شہر مہاجرین و انصار صحابہ کرام کا مسکن ہے جو یقیناً اعلیٰ مقام کے ابرار ہیں۔ (وفاء الوفاء شریف)

دَارُالْاِیْمَانُ

حدیث نمبر ۱۲:- مدینہ منورہ کو دارالایمان اس لیے کہا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا اَلْمَدِیْنَۃُ قُبَّۃُ الْاِسْلَامِ وَدَارُالْاِیْمَانِ ۔ مدینہ شریف اسلام کا قبہ ہے اور ایمان کا گھر ہے۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص۲۴)

قُبَّةُ الْاِسْلَامِ

حدیث ۱۳:۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمَدِیْنَةُ قُبَّةُ الْاِسْلَامِ۔ مدینہ منورہ اسلام کا قبہ ہے۔ (وفاء الوفاء و خلاصہ ص۳)

سَیِّدَةُ الْبُلْدَانِ

حدیث ۱۴:۔ مدینہ منورہ کو سیدۃ البلدان بھی کہا گیا ہے۔ دیلمی نے حلیہ میں ابونعیم سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا ہے "یَا سَیِّدَةَ الْبُلْدَانِ" (شہروں کی بادشاہ بستی)

اَلشَّافِیَہْ

حدیث ۱۵:۔ مدینہ منورہ کا یہ نام حدیث پاک میں وارد ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تُرَابُهَا شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ۔ مدینہ شریف کی مٹی ہر بیماری کی دوا ہے۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص۱۶)

طَابَہْ

حدیث ۱۶:۔ اس مقدس شہر کا یہ نام بھی حدیث پاک میں وارد ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی سَمَّی الْمَدِیْنَةَ طَابَةَ۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے مدینہ منورہ کا نام طابہ رکھا ہے۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص۱۶)

وہب بن منبہ فرماتے ہیں توراۃ شریف میں طیبہ، طابہ اور مطیبہ کے نام درج ہیں۔

(وفاء الوفاء ج ۱ ص۱۷)

طیبہ

حدیث ۱۷:۔ یہ نام پاک بھی حدیث شریف میں وارد ہے۔ ابن شیبہ نقل کرتے ہیں کہ عام لوگ

کی زبان پر اس شہر کا نام یثرب تھا فَسَمَّاھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَیْبَۃَ
حضور علیہ السلام نے اس کا نام طیبہ رکھا۔ (وفاء الوفاء ج ۱، ص۱۶)

اَلعَاصِمَہ

حدیث ۱۸۔ مدینہ منورہ کو عاصمہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس بستی نے مہاجرین و انصار کی حفاظت کی۔ انہیں سہارا دیا انہیں پناہ دی۔ عاصمہ یعنی معصومہ بھی ہے کہ بچائی گئی بستی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا یَدْخُلُہَا الدَّجَّالُ وَلَا الطَّاعُوْنُ۔ اس بستی میں دجال اور حدیث ۱۹ طاعون داخل نہیں ہو سکیں گے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے مَنْ اَرَادَھَا بِسُوْءٍ اَذَابَہُ اللّٰہُ۔ جس شخص نے مدینہ منورہ کے ساتھ برا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کر دے گا۔

(وفاء الوفاء ج ۱، ص۱۷)

العـزراء

مدینہ منورہ کا یہ نام تورات شریف میں بھی ہے العزراء اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ خطہ دشمن کی زیادتیوں کے باوجود محفوظ رہا اور ہمیشہ پاکیزہ نظروں سے ہی اسے دیکھا گیا۔

(وفاء الوفاء ج ۱، ص۱۷)

اَلعَـرَّاء

لغت میں عرار اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کی کوہان بہت اونچی نہ ہو اور عمر تھوڑی ہو چونکہ مدینہ منورہ کی بستی بھی فلک بوس عمارات پر مشتمل نہ تھی بریں بنا عرار کہا گیا۔

(وفاء الوفاء ج ۱، ص۱۷)

العروض

مدینہ منورہ کا نام العروض اس لیے رکھا گیا کہ نجد کے تمام شہر خط مستقیم طولانی پر واقع ہیں اور مدینہ منورہ اس سے ہٹ کر ہے۔ (خلاصہ ص۱۰)

سعودی عرب کا مشہور شہر ریاض صوبہ نجد میں ہے اور یہ سعودیہ کا دارالخلافہ ہے۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ حجاز میں واقع ہیں۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص۱۰)

الغَرّاء

الغرا بمعنی روشن ہے۔ مدینہ منورہ اپنے ظاہر و باطن کے لحاظ سے روشن ہے بلکہ یوں کہیئے کہ عالم وجود کی تمام قسم کی روشنیاں اسی مقدس شہر سے ہی پھیل رہی ہیں۔

(وفاء الوفاء ج ۱، ص۱۰)

غلبة

چونکہ اس مقدس شہر کو تمام شہروں پر غلبہ رہا۔ زمانۂ جاہلیت میں بھی یہ نام رہا۔ ابن زبالہ نے داؤد بن مسکین انصاری سے انہوں نے اپنے مشائخ سے نقل کیا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں اس کا نام غلبہ مشہور رہا ہے۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص۱۸)

القاصمة

یہ نام توراۃ میں بھی مرقوم رہا۔ قاصمہ اس لیے کہا جانے لگا کہ ہر آنے والے سرکش کی سرکشی کو اس بستی نے خاک میں ملا دیا اور جس نے بھی اس کی تباہی کا ارادہ کیا خود تباہ ہو گیا۔ (وفاء الوفاء ج ۱، خلاصہ ص۸)

قریۃ الانصار

آیت ۱۷:۔ اس بستی میں اس عظیم طبقہ اور جلیل القدر فرزندانِ اسلام کا قیام رہا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ آنے پر بہترین انصار و مددگار ثابت ہوئے۔ قرآن مقدس نے فرمایا وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا نَصَرُوْا اس کے پیشِ نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام قریۃ الانصار فرمایا۔ خلاصہ ص۱۸۔

قَرْیَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث ۲۰:۔ یہ تو واضح ہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بستی میں جلوہ گر رہے۔ اسی باعث یہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بستی کہلائی۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ دجال چلتا پھرتا مدینہ منورہ کے قریب پہنچے گا مگر اسے داخلہ کی اجازت نہ ہو گی تو کہے گا ھٰذِہٖ قَرْیَۃُ ذَاکَ الرَّجُلِ۔ یہ بستی اس آدمی (حضور) کی ہے۔ (خلاصۃ الوفا ص۸)

اَلْمُبَارَکَۃُ

حدیث ۲۱:۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بستی کے لیے برکت خاص کی دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ضِعْفَیْ مَا جَعَلْتَ بِمَکَّۃَ مِنَ الْبَرَکَۃِ۔ یا اللہ مکہ مکرمہ سے دوگنا زیادہ اس میں برکت فرما۔ (وفاء الوفا ج ۱ ص۲۰)

اَلْمُؤْمِنَۃُ

حدیث ۲۲:۔ اس بستی نے عقلمندوں کی طرح رب ذوالجلال کی الوہیت کی تصدیق کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں پتھروں نے تصدیق کی۔ ابن زبالہ نے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ تُرْبَتَهَا لَمُؤْمِنَةٌ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس شہر کی مٹی مومنہ ہے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ توراۃ میں اس کا نام مومنہ ہے۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۲۰)۔

قَلْبُ الْاِیْمَانْ

حدیث ۲۲ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ وہ مشہور حدیث جس میں ارشاد ہوتا ہے "اَلْمَدِیْنَةُ قُبَّةُ الْاِسْلَامِ" اس میں یہ بھی ہے اَلْمَدِیْنَةُ قَلْبُ الْاِیْمَانِ۔ مدینہ ایمان کا دل ہے۔

مبین الحلال والحرام

حلال وحرام کو ظاہر کرنے والی بستی بھی کہا گیا ہے کہ یہیں پر حلال وحرام کے احکام کا نزول ہوا۔ حلت وحرمت کے مسائل اس سرزمین پر نازل ہوئے۔

المجبورہ

کتب سابقہ میں اس کا نام مجبورہ بھی رہا کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اس سرزمین کو اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص کر لیا۔

المحبوبہ

حدیث ۲۴ اللہ تعالیٰ کو یہ خطہ ارضی پوری روئے زمین سے زیادہ محبوب ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے اِنَّهَا اَحَبُّ الْبِقَاعِ اِلَی اللّٰهِ یہ خطہ اللہ کو زیادہ محبوب ہے۔ اس لیے کہ اسے محبوب کریم کے لیے پسند فرمایا۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۲۱ خلاصہ ص ۸)

المحفوفه

عدد ۴۵ چونکہ یہ شہر برکات ورحمات سے ڈھانپ لیا گیا ہے معمور ہے لہٰذا المحفوفہ کہلایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "اَلْمَدِیْنَۃُ وَمَکَّۃُ مَحْفُوْفَتَانِ بِالْمَلَائِکَۃِ۔ کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ملائکہ سے بھر دیے گئے ہیں۔ (خلاصہ ص۸)

المحفوظہ

اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو دجال اور طاعون سے محفوظ فرمایا۔ (خلاصہ ص۸)

مُدْخَلَ صِدْقٍ

اسے سچائی کے داخل ہونے کی جگہ فرمایا گیا۔ قرآن مقدس ارشاد فرماتا ہے وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ اس آیہ کریمہ میں مُدْخَلَ صدق سے مراد مدینہ منورہ ہے۔ (وفاء الوفاء ج ۱، ص ۲۲، خلاصہ ص۹)

مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری حیات طیبہ یہاں گزارنے اور بعد از وصال یہیں قیام فرمانے کے باعث مدینۃ الرسول کہا گیا ہے۔

المرحومہ

اس شہر پر اللہ تعالیٰ کا عظیم کرم ورحم ہوا کہ یہاں اپنے محبوب رحمۃ للعالمین کو مبعوث فرمایا اس بنا پر اس کا نام مرحومہ قرار پایا پھر یہ شہر کل کائنات میں رب رحمٰن ورحیم کی رحمات کا

مرکز ٹھہرا۔ (خلاصہ ص۹)

المرزوقہ

اس بستی والوں کو ظاہری باطنی حسی اور معنوی رزق سے نوازا گیا ہے بریں بنا مرزوقہ کہلائی۔ اس بستی کو افضل الخلق سید الانبیاء عطا فرما کر بہترین رزق سے نوازا۔

مضجع الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث ۲۹۔ یہ نام بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے صادر ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اَلْمَدِیْنَۃُ مُہَاجِرِیْ وَ مَضْجَعِیْ فِی الْاَرْضِ۔ مدینہ منورہ میری ہجرت کی جگہ ہے یہی میری آرام گاہ ہے۔

(وفاء الوفاء ج ۱، ص ۲۴ خلاصہ ص۹)

مہاجر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مذکورہ بالا حدیث شریف میں ہے اَلْمَدِیْنَۃُ مُہَاجِرِیْ مدینہ منورہ میری ہجرت کی جگہ ہے۔

المقر

حدیث ۳۰۔ حدیث شریف میں اس بستی کو قرار کی جگہ قرار دیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعا میں فرمایا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا بِھَا قَرَارًا، اے اللہ کریم ہمارے لئے اس بستی کو قرار بنا دے۔

المقدسہ

یہ خطہ مقدسہ شرک سے پاک ہے۔

المُوَفِّیہ

چونکہ یہ بستی اپنے زائرین سے وفا کرتی ہے ان کے حقوق پورے پورے ادا کرتی ہے اسی باعث موفیہ کہلاتی ہے اپنے زائرین کی حسی معنوی ضروریات پوری کرتی ہے یا اس لیے کہ اس میں وہ صحابہ کرام سکونت پذیر ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے ساتھ کیے ہوئے وعدے پورے کیے۔ (وفاء الوفاء ج ۱، ص ۱۵)

ذات النخل

حدیث ۲۸: حدیث شریف میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میری ہجرت گاہ دکھائی گئی جو کھجوروں والی ہے۔ (خلاصہ ص ۳)

دَارُالفتح

حدیث ۲۹: سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ دارالفتح ہے کہ تمام خطہ اراضی میں فتوحات کا سلسلہ یہیں سے شروع ہوا۔

جس قدر اسمائے مقدسہ مجھے معلوم ہو سکے تبرکاً ہدیہ ناظرین ہیں۔ تفصیل کے لیے وفاء الوفاء کا مطالعہ کریں۔ شیخ سمہودی نے خلاصۃ الوفاء ص ۳ پر فرمایا کہ مدینہ منورہ کے اسماء گرامی ۹۵ ہیں۔

المکینہ، الناجیہ، نبلاء، النحر، المذرار، یثرب، یندو، یندر، المکتان، المقدسہ،

المطیبہ، المسلمہ، المسکینہ، مسجد اقصے، المدینہ، المختارہ، المحفوظہ، المحرمہ، المجبورہ، المحبۃ، مبتوا الحلال والحرام، الفاضحہ، طابہ، السلقۃ، دارالسنۃ، دارالسلامہ، دارالھجرۃ، تندد، تندر، البلاط، البحرہ، البحیرۃ، ارض الھجرۃ، اثرب، ذات الحجر، ذات الحرار، البلد، البرۃ۔

نذرانہ عقیدت

نسیما جانب بطحا گزر کن ○ ز احوالم محمد را خبر کن
ببر ایں جان مشتاقم بآنجا ○ فدائے روضۂ خیر البشر کن
توئی سلطان عالم یا محمد ○ ز روئے لطف سوئے من نظر کن
مشرف گرچہ شد جامی ز لطفش ○ خدایا ایں کرم بار دگر کن

مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا محل وقوع

سرزمین مدینہ منورہ حرہ شرقیہ، حرہ غربیہ، چھوٹے بڑے اور متوسط درجے کے پہاڑوں سے گھری ہوئی ہے۔ بڑے پہاڑوں میں جبل احد شریف، جبل عیر شریف، درمیانی درجے کے پہاڑوں میں جبل سلع المستند عینین جبل الرماۃ شامل ہیں۔

مدینہ منورہ کی چاروں اطراف سایہ دار درختوں سے بھری ہوئی بستیاں ہیں۔ مدینہ منورہ کے شمال کی جانب تقریباً ۳ کیلو میٹر پر جبل احد کی بستیاں ہیں جن میں بستی خیف الشامیا، بستی خیف العیون، بستی خیف الزہرہ آباد ہیں۔ مدینہ منورہ کی شرقی جانب حرہ شرقیہ خیف المعصرہ عریض تک آبادیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ غربی جانب وادی عقیق جو صغیرہ و کبیرہ کے نام سے دو حصوں میں منقسم ہیں۔ مدینہ منورہ کی جنوبی طرف چار مشہور بستیاں آباد ہیں۔

- بستی قبا شریف۔ اسے باغات کی سرزمین کہا جائے تو بے جا نہیں۔
- بستی جغرف۔ قربان۔

۳۔ بستی العوالی۔

۴۔ بستی الحرۃ۔

قربان کے علاقہ میں بستان الجرح مشہور تھا اور اس وقت مدینہ منورہ کے اکناف میں یہ وادیاں مشہور تھیں۔ وادی عقیق، وادی الوناء، وادی بطحان، وادی مذینیب، وادی مہروز، وادی قناۃ اب بھی یہی نقشہ قائم ہے۔ (آثار المدینہ) وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ

مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تاریخ کی روشنی میں

یہ مقدس شہر کب سے آباد ہوا؟ اس سلسلے میں علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ کی تحقیق یہ ہے کہ نوح علیہ السلام کے طوفان کے بعد سب سے پہلے یہی بستی آباد ہوئی۔ (خلاصۃ الوفاء)

حدیث نمبر ۳۰۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب کشتی نوح علیہ السلام سے ۸۰ افسراد اترے جہاں انہوں نے قیام کیا۔ وہ جگہ سُوق الثمانین کہلائی۔ یہ لوگ وہاں بڑھے تو ۷۲ زبانوں میں منقسم ہو گئے۔ ان میں سے ایک جماعت نے بذریعہ الہام عربی زبان وضع کی اور سرزمین مدینہ پاک میں سکونت اختیار کی۔ انہیں لوگوں نے سب سے پہلے یہاں زراعت کی اور کھجور کے درخت لگائے انہیں عمالقہ کہا جاتا ہے۔ (وفاء الوفاء، خلاصۃ الوفاء، جذب القلوب)

سب سے پہلے عوص کا بیٹا عبیل یثرب میں آباد ہوا (اس سے معلوم ہوا کہ یثرب اس سے پہلے تھا) یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں سب سے پہلے یثرب بن فانیہ بن میلائل بن ارم بن عبیل بن عوص بن سام بن نوح علیہ السلام آباد ہوا۔ اسی وجہ سے یہ یثرب کہلایا علامہ سمہودی کے اس بیان سے اس مقدس شہر کی تاریخ کا پتہ چلتا ہے۔ (خلاصۃ الوفاء)

حدیث نمبر ۳۱۔ ابن منذر فرماتے ہیں انہیں سلیمان بن عبد اللہ بن حنظلہ نے بیان کیا کہ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام حج بیت اللہ کے لیے آئے تو مدینہ منورہ سے گزر ہوا۔ اس مقام پر انہوں

نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر پہنچنے کے آثار پائے۔ (خلاصۃ الوفا)

علامہ سمہودی صاحب وفاء الوفا نے دوسری روایت یہ بھی بیان کی ہے کہ جب موسیٰ و ہارون علیہما السلام دونوں بھائی حج بیت اللہ کے لیے آئے تو دونوں نے مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ ان دنوں یہ شہر یہود کا مرکز تھا۔ احتیاط کے طور پر دونوں بھائیوں نے احد شریف کی چوٹی پر قیام کا منصوبہ بنایا۔ احد شریف پر ہی سیدنا ہارون علیہ السلام کا انتقال ہوا الحمد للہ ۱۹۹۳ء کی حاضری میں مجھے سیدنا ہارون علیہ السلام کی قبر انور کی زیارت نصیب ہوئی۔

صاحب تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی زیر آیۃ اِذَا اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ فرماتے ہیں کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کا لشکر مدینۃ الرسول سے گزرا۔ اور فرمایا هٰذِهٖ دَارُ هِجْرَةِ نَبِیِّ اٰخِرُ الزَّمَانِ طُوْبٰی لِمَنْ اٰمَنَ بِهٖ ترجمہ: یہ نبی آخر الزمان کی ہجرت گاہ ہے۔ مبارک ہے وہ جو ان پر ایمان لایا۔ یہ واقعہ بھی تاریخ مدینہ پر روشنی ڈال رہا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

ایمان افروز واقعہ

سیدنا ہارون علیہ السلام کے وصال پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے احد شریف کی چوٹی پر ہی قبر بنائی اور آپ کو قبر شریف میں اتارا تو جی بھر آیا اور کہا بھائی آپ فوت ہو گئے۔ یہ فقرہ فرمانا تھا کہ ہارون علیہ السلام قبر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس طرح عملاً اپنی حیات کا ثبوت پیش کیا اور پھر لیٹ گئے۔ (خلاصہ ص۱۰۱)

فائدہ اس واقعہ سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کی زبردست تائید ہو رہی ہے نَبِیُّ اللّٰهِ حَیٌّ یُرْزَقُ ترجمہ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق دیا جاتا ہے اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ نَبِیُّ اللّٰهِ یُرْزَقُ۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرمایا ہے۔ کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے اللہ کا نبی زندہ ہے اسے

رزق دیا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ) ابن ماجہ - ابن حبان بحوالہ خلاصہ ص ۶۵

حدیث نمبر ۲ - حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سفر معراج کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے فرمایا۔

مَرَرْتُ بِقَبْرِ مُوْسٰی وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّیْ فِیْ قَبْرِهٖ۔

میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرا تو (انہیں دیکھا) کہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ وَصَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلٰی حبیبہٖ سید الانبیاء محمدٍ وَّعَلٰی اٰلہٖ وصحبہٖ وسلم۔

مدینہ منورہ کے مشہور مؤرخ ابن زبالہ لکھتے ہیں جب عمالقہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہو گئے تو تجبر و سرکشی کرنے لگے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے غرق ہونے کے بعد ملک شام کو فتح کیا۔ یہاں کے موجودہ کنعانی ہلاک کر دیئے گئے تو عمالقہ کو ہلاک کرنے کے لیے ایک بڑی فوج حجاز روانہ کر دی۔ ابن زبالہ کے مطابق جب بخت نصر نے بیت المقدس پر حملہ کیا اور یہود کو ہلاک کیا تو قوم نے مشورہ کیا کہ امن کی جگہ عرب کے علاوہ کہیں نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ ان کے احبار و علماء نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پڑھا تھا کہ وہ ذات نخل کے شہر میں ظہور فرمائیں گے۔ چنانچہ شام سے نکلنے کے بعد جہاں انہیں ان صفات کا ظہور معلوم ہوتا ٹھہر جاتے۔ پھر مزید تحقیق کرتے گئے، یہاں تک کہ یثرب کو تمام صفات مذکورہ سے موصوف پایا اور اسے اپنا مستقل ٹھکانہ بنا لیا۔ (وفاء الوفاء، خلاصۃ الوفاء، جذب القلوب)

تبع اوّل حمیری کا گزر

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری سے ایک ہزار سال قبل تبع اول حمیری مدینہ منورہ سے گزرا ہے۔ تبع اول اور اہل مدینہ اوس اور خزرج کے درمیان شدید جنگ رہی۔ تبع اول نے مدینہ پر چڑھائی کی اور اسے برباد کرنے کی قسم اٹھائی۔ علماء یہود نے کہا کہ تو ایسا نہیں کر سکے گا کیونکہ ہم نے اس کا نام تورات میں پڑھا ہے۔ یہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی بستی ہے۔ جو بنی اسماعیل میں سے ہوں گے، ہم یہاں سے نہیں جائیں گے۔ ہو سکتا ہے ہم اس

نبی محترم کی زیارت کرلیں۔ ورنہ ہماری قبروں پہ تو کبھی نہ کبھی ان کے جوڑوں کا غبار پڑ ہی جائے گا۔ جو ہمارے لیے کافی ہوگا۔ اس نے سبھی علماء کی رہائش کا اہتمام کر دیا اور ایک خط لکھ کر بڑے عالم کو دیا اور کہا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائیں تو پیش کر دینا۔

خط کا مضمون

"اِلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَنَبِیِّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تُبَّعِ الْاَوَّلِ الْحِمْیَرِیْ اَمَّا بَعْدُ۔ فَاِنِّیْ اٰمَنْتُ بِکَ وَ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اُنْزِلَ عَلَیْکَ وَاَنَا عَلٰی دِیْنِکَ وَ سُنَّتِکَ وَاٰمَنْتُ بِرَبِّکَ وَ بِکُلِّ مَاجَآءَ مِنْ رَّبِّکَ مِنْ شَرَائِعِ الْاِیْمَانِ وَالْاِسْلَامِ فَاِنْ اَدْرَکْتُکَ فَبِهَا وَاِلَّا فَاشْفَعْ لِیْ وَلَا تَنْسَنِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَاِنِّیْ مِنْ اُمَّتِکَ الْاَوَّلِیْنَ وَمِلَّةِ اَبِیْکَ اِبْرَاهِیْمَ"۔ ثمرات الاوراق، وفاء الوفاء، جذب القلوب، مقدمہ میزان الادیان، بالفاظ متقاربہ حجۃ اللہ علی العلمین، تاریخ ابن عساکر۔

ترجمہ: محمد بن عبداللہ کے نبی انبیاء کے خاتم رب العالمین کے فرستادہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تبع اول حمیری کی طرف سے میں آپ پر اور آپ کی کتاب پر ایمان لایا ہوں اور آپ کے دین اور طریقہ پر ہوں۔ آپ کے رب پر اور جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے ایمان اور اسلام کے سلسلہ میں آیا۔ اس پر ایمان لایا ہوں۔ اگر میں آپ کا زمانہ پا لوں تو بہتر ورنہ قیامت میں میری شفاعت فرمانا اور بھول نہ جانا میں آپ کا پہلا امتی ہوں۔ آپ کی آمد سے پہلے آپ پر ایمان لایا ہوں اور بیعت کی ہے میں آپ کے اور آپ کے باپ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہوں۔

پھر اس خط کو بند کیا۔ سنہری مہر لگا کر بڑے عالم ربانی کے سپرد کیا۔ اور وصیت کی کہ یہ خط حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا جائے۔ چنانچہ ایک ہزار سال بعد اس عالم کی نسل میں سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوئی

تو آپ نے یہ خط ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ کو دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہی فرمایا۔ ابو لیلیٰ تو ہے؟ عرض کی جی ہاں! فرمایا تبع اول کا خط جو میرے نام ہے مجھے دے دو، ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں یہ سنکر حیران رہ گیا کہ اس سے قبل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتا نہ تھا۔ میں نے عرض کیا آپ کی صورت مبارکہ کاہنوں جیسی نہیں پھر آپ نے مجھے کیسے پہچان لیا۔ فرمایا میں محمد رسول اللہ ہوں "لاوٗ دہ خط" جب میں نے خط دیا تو پڑھ کر تین بار فرمایا "مَرْحَبًا بِالتُّبَّعِ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ"، ترجمہ: تبع جی آیاں نوں،

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت

جب سرزمین مکہ مکرمہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے کئی قسم کی دشواریاں اور نفاذ اسلام کے لیے مشکلات پیش آئیں تو آپ کو خواب میں ہجرت کی جگہ دکھا دی گئی۔ نام ظاہر نہ ہوا صرف یہ دکھا دیا گیا کہ آپ ایک بستی کی طرف ہجرت فرما رہے ہیں جو کھجوروں والی سرزمین ہے۔ آپ تامل میں تھے کہ بذریعہ وحی مدینہ طیبہ کا تعین کر دیا گیا۔ (زرقانی ج ۱) یہ بھی فرما دیا گیا مدینہ منورہ، بحرین، قنسرین تینوں شہروں میں سے کسی میں آباد ہو جائیں جہاں جائیں گے وہی دار الہجرۃ ہے۔ سب سے پہلے ہجرت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی ابو سلمہؓ بیوی بچوں سمیت تیار ہوئے تو اہل مکہ نے ابو سلمہؓ سے کہا کہ تم اپنی بیوی ام سلمہ کو نہیں لے جا سکتے، وہ ہماری بیٹی ہے۔ ادھر ابو سلمہ کے ورثا پہنچ گئے۔ انھوں نے بچے کو چھین لیا۔ ابو سلمہ تنہا مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ ابو سلمہ کا جذبہ ایمانی ملاحظہ فرمائیں کہ بیوی رہ گئی بچے کو چھوڑا۔ مگر مدینہ منورہ سے منہ نہیں موڑا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا (جو بعد میں ام المومنین بنیں) نے انتہائی دکھ اور

تکلیف میں ایک سال گزارا، آپ فرماتی ہیں کہ ایک سال بعد ایک شخص کو رحم آیا اور میرا بچہ مجھے واپس دے دیا گیا۔ مدینہ منورہ جانے کی اجازت مل گئی۔ فرماتی ہیں میں اکیلی اونٹ پر سوار ہوگئی۔ بچے کو گود میں لیا مدینے کی راہ لی۔ مقام تنعیم (یہ جگہ مکہ مکرمہ میں ہے یہ لوگ یہاں سے عمرہ کا احرام باندھتے ہیں) پر عثمان بن طلحہ نے مجھے دیکھا اور پوچھا تو میں نے سارا واقعہ سنا دیا۔ عثمان بن طلحہ نے میرے اونٹ کی مہار تھام لی اور سفر کے قائد بن گئے۔ منزل آتی تو اونٹ بٹھا کر دور چلے جاتے۔ میں اتر جاتی تو اونٹ کو دور لے جاتے اور خود کسی درخت کے سائے میں لیٹ جاتے۔ آپ فرماتی ہیں اللہ کی قسم میں نے عثمان بن طلحہ سے زیادہ کسی کو شریف نہ پایا۔ اسی طرح آہستہ آہستہ صحابہ کرام مدینہ منورہ پہنچ رہے ہیں یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سیدنا صدیق اکبر اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے سوا کوئی بھی نہ رہا۔ (ابن ہشام، زرقانی) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

تاریخ انسانیت کا بدترین منصوبہ

جب اہل مکہ کو یہ محسوس ہوا کہ آہستہ آہستہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مدینہ منورہ جا رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی جانے والے ہیں تو رؤسا قریش نے میٹنگ بلائی اس اجتماع میں شیطان بھی ایک شیخ نجدی کی شکل میں شامل ہوا تاکہ کارروائی سن سکے۔

پہلی تجویز

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قید کیا جائے مگر شیخ نجدی نے اتفاق نہ کیا اور کہا کہ ان کے حواری کسی نہ کسی طرح انہیں چھڑا لیں گے۔

تھا شیطان نجد کے ایک اس بے حیا بڈھے کی صورت میں
کہ چل کر دور سے آیا تھا آج اس بزم لعنت میں

دوسری تجویز

کہ آپ کو معاذاللہ جلاوطن کر دیا جائے۔ نجدی شیخ نے اسے بھی ٹھکرا دیا کہ جہاں بھی جائے گا لوگوں کو گرویدہ بنا لے گا اور اثر جمائے گا۔

تیسری تجویز

یہ تجویز ابوجہل لعین نے پیش کی کہ مختلف قبائل کے نوجوان اکٹھے ہو کر حملہ کر کے انھیں قتل کر دیں۔ اس طرح یہ خون تمام قبائل میں تقسیم ہو جائے گا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ورثا مقابلہ نہ کر سکیں گے تو خون بہا لینے پر مفاہمت ہو جائے گی۔ نجدی شیخ نے اس پر اتفاق کر لیا۔ خدا پناہ اگر یہ ناپاک منصوبہ پایۂ تکمیل کو پہنچتا۔ معاذاللہ ثم معاذاللہ تو یہ تاریخ کا عظیم ترین اور بدترین جرم ہوتا۔ (طبقات ابن سعد ج ۱، ص ۱۵۲)

غرض طے پا گئی آخر یہی تجویز شیطانی
قسم کھا کھا کے لوگوں نے نبی کے قتل کی ٹھانی

ہجرت کے ساتھی

حدیث نمبر ۲۴ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبرؓ کے گھر تشریف لے گئے اور انہیں ہجرت کی اجازت مل جانے کی خبر دی، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وارفتگی میں عرض کی۔ آقا مجھے بھی ساتھ چلنے کی اجازت ہے فرمایا ہاں تمہیں بھی ساتھ جانا ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رفاقت محبوب کی خبر سن کر رو دئیے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس سے پہلے میرے علم میں یہ بات نہ تھی کہ خوشی سے بھی آنسو بہا کرتے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سید الانبیاء محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلم

مکان کا محاصرہ

۲۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جبرئیل امین علیہ السلام دربار نبوی میں حاضر ہوئے اور آپ کے قتل کے متعلق قریش کی سازش کی خبر دی اور عرض کی۔ آقا یہ رات آپ اپنے گھر پر نہ گزاریں۔ چنانچہ آپ نے تمام امانتیں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیں اور فرمایا تم میرے بستر پر چادر تان کر سو جاؤ۔ رات ہوئی تو قریش مکہ نے اپنے پروگرام کے مطابق مکان کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ کرنے والوں میں ابوجہل۔ عقبہ بن ابی معیط۔ ابولہب۔ ابی بن خلف۔ زمعہ بن اسود۔ طعمہ بن عدی وغیرہ شامل تھے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی مٹی کی لی۔ اور سورہ یٰسین شریف کی یہ آیت کریمہ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ۔ پڑھ کر ان پر ڈال دی ؎

وہ دراتا ہوا وحدت کا دم بھرتا ہوا نکلا
تلاوت سورۂ یٰسیں کی کرتا ہوا نکلا
کھنچی ہی رہ گئیں خوں ریز خوں آشام شمشیریں
کسی نے کھینچ دی ہوں جس طرح کاغذ پہ تصویریں

وہ دیکھ نہ سکے اور آپ ان کے سامنے سے گزر گئے۔ کفار ساری رات جاگتے رہے۔ صبح ہوئی تو ان کے کسی شخص نے کھڑے ہونے کا سبب پوچھا اسے جواب دیا گیا کہ محمدؐ کے قتل کا منصوبہ ہے۔ اس نے کہا وہ تو تمہارے سروں پر مٹی ڈالتے ہوئے چلے گئے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے۔ تو قریش شرمندہ ہوئے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پوچھا تو آپ نے لاعلمی کا اظہار فرمایا۔ (سیرۃ ابن ہشام)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ سید الانبیاء محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلم

نجی زندگی کا تحفظ

اسلام اپنی ریاست میں ہر شہری کو حق دیتا ہے کہ اس کی نجی زندگی میں کوئی ناروا مداخلت نہ ہونے پائے۔ قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے

آیت ۸ لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا

ترجمہ: ۔ لوگوں کے گھروں میں ان کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہو۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک تاکید فرمائی کہ آدمی خود اپنے گھر میں بھی اچانک داخل نہ ہو بلکہ کسی نہ کسی طرح اپنی آمد کی اطلاع کر دے کہ مستورات ایسی حالت میں ہوں جسے وہ نمایاں کرنا پسند نہیں کرتیں اور نہ ہی مرد انہیں اس حالت میں دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ دوسروں کے گھروں میں جھانکنے کو بھی شریعت مطہرہ نے منع فرما دیا ہے۔ اس ضابطہ کی حفاظت یہاں تک فرمائی گئی کہ کوئی شخص بلا اجازت دوسرے کا خط بھی نہ پڑھے۔ کفار مکہ ساری رات باہر کھڑے رہے، اندر داخل ہو کر گرفتار نہ کر سکے۔ نہ دروازہ توڑا۔ نہ دیوار پھلانگ کر اندر گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس دورِ جاہلیت اور تاریک زمانہ میں بھی اس امر کا احساس تھا۔ کہ کوئی کسی کے گھر بغیر اجازت داخل ہو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

زادِ راہ

یکم ربیع الاول پیر کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے روانہ ہوتے، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے آپ کے سفر کے لیے کھانا تیار کیا۔ کھانا باندھنے کے لیے کوئی چیز نہ مل سکی تو آپ نے اپنا دوپٹہ پھاڑ کر ایک حصے سے کھانے والے برتن کا منہ باندھا اور دوسرے سے پانی کے

مشکیزے کا" حضرت اسمار رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کے بعد ابوجہل میرے ہاں آیا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا وہ کہاں ہیں میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو اس قدر زور سے مجھے طمانچہ مارا کہ میرے کان کی بالی گر گئی۔

(سیرۃ ابن ہشام ج ا ص۱۲۷)

حضرت اسمار رضی اللہ عنہا کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات النطاقین کے الفاظ سے نوازا۔ کہ انہوں نے اپنا دوپٹہ پھاڑ کر زادِ راہ کا منہ باندھا تھا۔

حبیبِ حق کی خوشنودی صلہ تھا جوشِ خدمت کا

شرف پایا ہوئیں ذات النطاقین آج سے اسمار

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اہل مکہ کی سرگرمیوں، سازشوں سے پریشان ہیں۔ کبھی آگے ہوتے ہیں کبھی پیچھے کہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ جب یہ خیال آتا کہ کوئی پیچھے سے حملہ نہ کردے تو جھٹ پیچھے ہو جاتے۔ جب یہ خیال گزرتا کہ کوئی آگے سے حملہ نہ کردے تو جھٹ آگے بڑھ جاتے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی اس کیفیت کو دیکھ کر فرمایا کہ آگے پیچھے ہونے سے تمہارا مطلب یہ ہے کہ تم قتل ہو جاؤ میں بچ جاؤں۔ عرض کی اللہ کی قسم یہی مقصد ہے۔ اسی کیف میں غارِ ثور پر پہنچ گئے۔ اس دشوار گزار راستہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نازک مقدس پاؤں زخمی ہوئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے دیکھے نہ گئے تو کندھوں پر سوار کر لیا۔

نہ دیکھا جا سکا پائے محمد کی جراحت کو

بصد اصرار کندھوں پر اٹھایا شانِ رحمت کو

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں حضور آپ ذرا باہر ٹھہریے میں اندر جا کر غار کو صاف کر لوں۔ پہلے میں جاتا ہوں پھر آپ تشریف لے جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ غار صاف کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی حضور تشریف لائیے۔ غار صاف کر دیا گیا ہے۔

ازل سے سو رہی تھی خاک کی توقیر جاگ اُٹھی
یکا یک اس اندھیرے غار کی تقدیر جاگ اُٹھی
مہ و خورشید نے برج سفر میں استراحت کی
کہ تھا نو روز تاریخ یکم تھی سن ہجرت کی

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و علیٰ آلہٖ وصحبہ وسلم

نکتہ

غار ثور میں پہلے صدیق اکبر داخل ہوئے پھر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ معلوم ہوا کہ جب تک غار ثور میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نہیں جاتے۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جاتے ہمارے دل بھی گہرے غار ہیں جس دل میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نہ ہو نگے۔ پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جائیں گے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ عبداللہ اہل مکہ کی دن بھر کی خبروں کا خلاصہ رات کو غار میں پیش کر دیتے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ بکریاں چرایا کرتے تھے رات کو وہاں غار میں پہنچ کر دودھ پلا آتے۔ عبداللہ بن اریقط جو مشرک تھا اُسے راستہ دکھانے کے لیے مقرر فرمایا کہ کسی غیر معروف راستے سے لے چلے۔

نوٹ

اگر کافر قابل اعتماد ہو تو اجرت دے کر خدمت لینا جائز ہے مگر کافر کو قائد اور امیر نہیں بنایا جا سکتا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کفار کو اسلامی ریاست میں ملازمت کے مواقع دیے جائیں گے۔ معیشت میں برابر کا شریک رکھا جائے گا اور اس اسلامی ریاست میں اس کی عزت و آبرو کی حفاظت سٹیٹ کے ذمہ ہو گی۔ اس

ضمن میں میرے رسالہ "نظامِ مصطفےٰ میں ذمیوں کے حقوق" کا مطالعہ مفید رہے گا۔

وصلے اللہ تعالےٰ علےٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وسلم

غارِ ثور

یہ مقدس غار مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے اس کی چوٹی قریباً ایک میل بلند ہے۔ صاحب زرقانی نے لکھا ہے کہ یہاں سے سمندر دکھائی دیتا ہے۔ اس مبارک غار کو مسلسل تین دن رات تک حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدمبوسی اور میزبانی کا شرف رہا۔ کفار تلاش کرتے کرتے جب غار پر پہنچے۔

فرأو اعلی بابہ نسج العنکبوت وقالوا لو دخل ھنالم یکن نسج العنکبوت علی بابہ۔

غار کے دروازہ پر مکڑی کا جالا تنا دیکھ کر کہا اگر وہ اس غار کے اندر جاتے تو یہ جالا نہ رہتا۔

۳۸ ابو مصعب مکی نے سیدنا انس بن مالک۔ زید بن ارقم۔ مغیرہ بن شعبہ کو یہ کہتے سنا کر جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور میں فروکش ہوئے تو قدرت الٰہی سے ایک درخت اُگا اس پر کبوتروں نے گھونسلہ بنایا انڈے دیئے۔ کفار پہنچے تو گھونسلہ دیکھ کر واپس ہو گئے حضور سید عالم انہیں دیکھ رہے تھے۔ صدیق اکبر سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں دفع فرما دیا ہے (طبقات ابن سعد زرقانی)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب کفار غار پر آ گئے تو میں نے عرض کی حضور اگر کوئی نیچے دیکھ لے گا تو ہم نظر آ جائیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما ظنک یا ابابکر باثنین اللہ ثالثھما

ترجمہ: اے ابوبکر ان دو کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے جن کا تیسرا اللہ ہے

یعنی فکر نہ کیجئے اللہ ہمارے ساتھ ہے وہ کارساز و مددگار ہے۔ دشمنوں کے شر سے بچائے گا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذکر آتا تو فرمایا کرتے ابوبکر کی ایک رات اور ایک دن عمر کی تمام عمر کی عبادت سے افضل ہے رات تو غار ثور کی اور دن وہ جس دن حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا قبائل مرتد ہو گئے تو آپ نے ان سے جنگ کا فیصلہ فرما لیا۔

شانِ صدیق رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اُمتِ مسلمہ میں عظیم مقام سے نوازا ہے۔ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ کا ارشاد انہیں کے حق میں ہے۔ دونوں میں سے دوسرے یہی ہیں۔ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ انہیں کے حق میں ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت منصوص ہے۔ اس پر سبھی کا اتفاق ہے۔ صَاحِبِهٖ سے مراد ابوبکر ہی ہیں۔ لِصَاحِبِهٖ کی نص قرآنی کے پیش نظر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار نص قرآنی کا انکار ہوگا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی تو آپ نے فرمایا اللہ کی قسم اس سے مراد میں ہی ہوں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے خود صحابی ہیں۔ بیٹا عبدالرحمٰن صحابی ہے۔ والد ابوقحافہ صحابی ہیں۔ فتح مکہ کے موقع پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے بوڑھے والد ابوقحافہ کو لے کر دربار رسالت میں پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے بوڑھے بابا کو تکلیف کیوں دی میں خود چلا جاتا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم۔ لَا تَحْزَنْ کے ارشاد سے آپ کی ہمت واولوالعزمی کی طرف اشارہ ہے۔ جب کفار غار پر پہنچے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر خدانخواستہ

آپ شہید کر دیے جائیں تو پوری ملتِ اسلامیہ کی ہلاکت ہو گی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات طیبات سے تسلی فرمائی ۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و اٰلہٖ وصحبہٖ وسلم۔

خوف اور حُزن کا فرق

بعض کوتاہ بین مخالفین نے ارشادِ خداوندی لَا تَحْزَنْ کا مفہوم غلط لیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی جان بچانے کے لیے پریشان تھے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا لَا تَحْزَنْ غم نہ کر حالانکہ یہی ارشاد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مومن مخلص ہونے کی زبردست دلیل ہے ۔ اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے مخالفین میں ہوتے تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ایسے نازک موقع پر کبھی اپنے ساتھ نہ لاتے ۔ معاذ اللہ مخالفت کا کوئی بھی پہلو ہوتا تو دشمنوں کو صدیق اکبرؓ اطلاع دے دیتے یا خود انتقامی کارروائی کر لیتے ۔ معاذ اللہ۔ ذرا سوچ سمجھ سے کام لیا جائے تو لفظ لَا تَحْزَنْ سے بہت کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے ۔ قرآن مقدس نے متعدد مقامات پر حُزن اور خوف کا اکٹھا ذکر کیا ہے ۔ ارشاد ہوتا ہے اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ اس ارشاد میں ہے ۔ اولیاء کو نہ خوف ہے اور نہ حُزن ۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا اس ارشاد میں صاحبِ استقامت لوگوں کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ انہیں فرشتے کہیں گے کہ نہ خوف کرو اور نہ حُزن یہاں بھی حُزن اور خوف دونوں کا ذکر ہے تیسری جگہ ارشاد ہوتا ہے ۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے والد گرامی سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام سے درخواست کی کہ یوسف علیہ السلام کو ان کے ساتھ بھیج دیں تو انہوں نے جواب میں فرمایا اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْھَبُوْا بِہٖ وَ اَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَہُ الذِّئْبُ ۔ ان ارشادات سے واضح ہے کہ حُزن اور خوف دو دو الگ الگ چیزیں ہیں اگر دونوں کا معنیٰ ایک ہی ہوتا

تو تکرار نہ ہوتا

دوسرے کی تکلیف کو دیکھ کر اپنی طبیعت پر جو اثر ہو وہ غم ہے اپنی جان پر جو متوقع ہو خطرہ ہو یہ خوف ہے۔ غم خوشی کے مقابلے میں استعمال ہوتا ہے اور خوف اطمینان کے مقابلے میں جیسے کسی عزیز کی موت پر غم کی بات ہوتی ہے خوف کی نہیں۔ اس آیۂ کریمہ میں حُزن کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ پریشانی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنی نہیں بلکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی کہ کہیں انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے اِنَّ اللّٰہ مَعَنَا کے ارشاد سے حقیقت واضح ہو رہی ہے کہ حضور علیہ السلام نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تسلی کے انداز میں فرمایا ہے خدا ہمارے ساتھ ہے۔ و صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہٖ و صحبہٖ اجمعین۔

غار سے روانگی

تین دن رات غار ثور میں قیام کے بعد حسبِ وعدہ عبداللہ بن اریقط دو اونٹنیاں لے کر غار شریف پر پہنچا۔ حضور علیہ السلام نے یکم ربیع الاول شریف پیر کے دن مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب سفر شروع فرمایا۔ عبداللہ بن اریقط نے مشہور راستہ سے ہٹ کر غیر معروف راہ اختیار کی۔ ایک اونٹنی پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے۔ دوسری پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ سوار ہوئے۔ عبداللہ بن اریقط اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر آگے آگے چلتا رہا (زرقانی ابن ہشام) عبداللہ بن اریقط مکہ مکرمہ کی نچلی جانب سے نکل کر ساحل کی جانب مائل ہوا۔ اور عسفان کے نیچے سے گزرتا ہوا بڑھتا گیا۔ کفار مکہ نے آپ کی تلاش کے لیے ہر طرف آدمی دوڑائے اور حضور علیہ السلام کے گرفتار کرنے پر ایک سو اونٹ انعام رکھا مگر دنیا کے طالب روسیاہ دشمن ایسا کرنے میں ناکام رہے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پاسکے۔ لوگ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے متعارف

تھے اگر کوئی آپ سے پوچھتا کہ ابوبکر یہ تیرے ساتھ کون ہیں تو آپ فرماتے۔ رَجُلٌ یَّھْدِیْنِی السبیل۔ یہ آدمی مجھے راہ دکھاتا ہے۔ اس فقرہ سے مفہوم یہ لیتے کہ خیر و برکت کا راستہ' حق کا راستہ۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ناقہ قصویٰ پر سفر فرما رہے ہیں۔ وصلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین

مشہور سواریاں

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور سواریاں یہ ہیں۔

قصواء

یہ نہایت تیز اونٹنی تھی۔ اس پر سوار ہو کر سفر ہجرت فرمایا' یہی مقدس اونٹنی سیدنا ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے بیٹھی اس مقدس اونٹنی کے بارے میں آپ نے انصار سے فرمایا انھا مامورۃ اونٹنی کو آگے بڑھنے دو یہ حکم دی گئی ہے۔
اسی مقدس اونٹنی پر سوار ہو کر حجۃ الوداع کا خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس کا دوسرا نام عضبا بھی ہے۔ وصلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ و صحبہ وسلم۔

لخیف

یہ ایک گھوڑا تھا جو ابی بن عباس کے باغ میں باندھا جاتا تھا۔ بخاری شریف کتاب الجہاد میں اسی کا ذکر ہے۔

عفیر

۴۹۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس پر

اپنے پیچھے بٹھایا تھا۔

تنبیہ

اس کا ذکر بھی روایات میں ہے۔ اسی خچر شریف کا نام ہے جس کا ذکر عمر بن حویرث کی روایت میں ہے۔ یہ خچر مقوقس مصری نے آپ کو تحفہ بھیجی تھی۔ (سیرۃ النبی شبلی نعمانی)

ام معبد کا مقدر

یہ مقدس خاتون قوم خزاعہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ نہایت شریف اور مہمان نواز خاتون تھیں، مسافروں کی خبر گیری اور تواضع میں ان کی شہرت تھی۔ اپنے مکان کے دالان میں بیٹھی رہتی تھیں۔ اسی سفر ہجرت میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر اس خوش نصیب خاتون کے گھر سے بھی ہوا۔ قربان جائیں ام معبد کے خوابیدہ بخت کو جگانے کے لیے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قدم رنجہ فرمایا ہے۔ اس مختصر قافلہ نبوی نے اشیا خریدنے کی غرض سے اُم معبد رضی اللہ عنہا سے گوشت اور کھجور طلب کئے مگر کچھ موجود نہ تھا تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر خیمہ کے قریب کھڑی ایک بکری پر پڑی اور یہ گفتگو ہوئی۔

مکالمہ

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم	یہ بکری کیسی ہے؟ گھر میں رہ گئی چراگاہ نہیں جا سکی!
ام معبد رضی اللہ عنہا	لاغری اور ناتوانی کے سبب رہ گئی چل نہیں سکتی۔
حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم	اس کے تھنوں میں دودھ ہے؟
ام معبد رضی اللہ عنہا	یہ بکری اس قدر لاغر ہو چکی ہے کہ دودھ کا گمان بھی نہیں۔
حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم	تم اجازت دیتی ہو کہ دودھ دوہ لیا جائے؟

ام معبد رضی اللہ عنہا — میرے ماں باپ قربان ہوں دودھ نظر آتا ہے تو دودھ لیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ شریف پڑھ کر تھنوں پر ہاتھ رکھا تو تھن بھر آئے۔ آپ نے دودھ دوھنا شروع فرمایا ایک بڑا برتن بھر گیا جو ۹۔۱۰ آدمیوں کے لیے کافی تھا۔ یہ دودھ اتنا کافی ثابت ہوا کہ تمام نے پیٹ بھر کر پیا پھر بھی وہ برتن بھرا رہا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ برتن ام معبد کے سپرد کیا اور ام معبد کو بیعت فرما کر روانہ ہوئے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم۔

ابو معبد کی واپسی

جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس مقدس گھر سے گزر ہوا تو ام معبد کے شوہر ابو معبد گھر پر نہیں تھے۔ وہ بکریاں چرانے باہر گئے ہوئے تھے۔ جب ابو معبد واپس گھر پہنچا تو یہ دیکھ کر متعجب ہوا کہ گھر میں دودھ کی فراوانی ہے۔ اُجڑے گھر میں بہار ہے۔ میاں بیوی میں باہم یوں گفتگو ہوئی۔

ابو معبد — یہ دودھ کہاں سے آیا ہے اس بکری میں تو دودھ کا نام تک نہ تھا۔

ام معبد — یہ ایک جلیل القدر شخصیت کی برکت ہے جو یہاں سے گزرے تھے۔

ابھی آئے تھے اِک دلربا جو جمال اپنا دکھا گئے
یہ مہک لہک تھی لباس میں کہ مکان سارا بسا گئے
ہمیں داغ غم سے چھڑا گئے ہمیں معصیت سے بچا گئے
وہ نبی محمد مصطفیٰ جو سوئے عرشِ عُلا گئے
ہو درود تم پہ ہزار ہا میرے راہنما میرے ناخدا
میرا بیڑہ پار لگا گئے میری ڈوبی کشتی ترا گئے

ابومعبد — اس شخصیت کا حلیہ تو بتاؤ یہ تو وہی شخص معلوم ہوتا ہے جس کی مجھے تلاش ہے۔

ام معبد نے درج ذیل حلیہ بتایا۔

حلیہ مبارک

ظاہر الوضاءۃ ابلج الوجہ
حسن الخلق ولم تزریہ
صلعۃ وسیم قسیم فی عینیہ دعج
وفی اشعارہ وطف
وفی صوتہ صحل شدید سواد الشعار
ذا صمت علاہ الوقار وان تکلم علاہ
اجمل الناس و ابہاہ من بعید
واحسنہ و احلاہ من قریب
حلو المنطق فصل لا نذر ولا ہذر
کان منطقہ خرزات نظم یتحدرون ربعۃ
لا یتحمہ عین من قصر ولا یشنا ء
من طول غصن بین غصنین
فہو انضر الثلثۃ منظرا واحسنہم قدرا
لہ رفقاء یحفون بہ اذا قال استمعوا
لقولہ واذا امر تبادروا الی امرہ
محفود محشود لا عابس ولا متغند
(زاد المعاد ص۔۔۔ رحمۃ للعالمین ص۔۔۔ ج ۱)

پاکیزہ کشادہ چہرے والا۔ پسندیدہ
عادات والا۔ صاحب حسن وجمال۔
سیاہ آنکھوں والا لمبے اور گھنے بالوں والا
اس کی آواز میں رعب ہے سیاہ گھنگھریالے
بال خاموش وقار کے ساتھ۔ دور سے
دیکھنے میں دل لبھانے والا۔ قریب سے
دیکھنے میں نہایت شیریں۔ میٹھی گفتگو والا
واضح الفاظ۔ کلام کمی وبیشی الفاظ سے پاک
تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسا۔ قد کہ
کوتاہی سے حقیر نظر نہیں آتے نہ طویل
کہ آنکھ اس سے نفرت کرے۔ زیبندہ
نہال کی تازہ شاخ، حسین منظر والا قدر دان
رفیق ایسے کہ ہر وقت اس کے گرد وپیش
رہتے ہیں جب وہ کچھ کہتا ہے تو چپ چاپ
سنتے ہیں جب حکم دیتا ہے تو تعمیل کے لیے
جلدی کرتے ہیں وہ مخدوم ہے وہ مطاع ہے
نہ کوتاہ سخن نہ فضول گو۔

ابو معبد نے یہ سن کر کہا اللہ کی قسم یہ قریش والے آدمی ہیں۔ ادھر یہ واقعہ پیش آیا ادھر ہاتف غیبی نے یہ اشعار پڑھے۔

ہاتف غیبی کے اشعار

۱۔ جزاللہ رب الناس خیر جزائہ　　رفیقین حلا خیمتہ ام معبد

اللہ تعالیٰ ان دو ساتھیوں کو جزائے خیر سے نوازے جو ام معبد کے خیمے میں اترے۔

۲۔ هما نزلاها بالهدی فاهتدت به　　فقد فاز من امسی رفیق محمد

وہ دونوں ہدایت کے ساتھ آئے اور ام معبد نے ہدایت قبول کر لی وہ کامیاب رہا۔ جس نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر اختیار کیا۔

۳۔ یهن ابابکر سعادة جدہٖ　　بصحبة من یسعد اللہ یسعد

ابوبکر مبارک کے حق دار ہیں کہ انہیں رفاقت کے باعث سعادت ملی ہے۔ خوش نصیب ہوتا ہے جسے اللہ خوش نصیب بنائے۔

۴۔ سلوا اختکم عن شاتها و انائها　　فانکم ان تسئلوا الشاة تشهد

اپنی بہن سے اس کی بکری اور برتن کا حال تو پوچھو۔ اگر بکری سے پوچھو گے تو وہ بھی گواہی دیگی۔

دعاها بشاة حائل فتحلبت　　علیه صریحا ضرة الشاة مزبد

آپ نے اس سے ایک بکری مانگی اور اس نے اس قدر دودھ دیا کہ برتن بھر گیا۔

فغادرها رهنا لدیها لحالب　　یرددها فی مصدر ثم مورد

پھر وہ بکری آپ اسکے پاس چھوڑ آئے جو ہر آنے جانے والے کے لیے دودھ نچوڑتی تھی۔

حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب ہاتف غیبی کے ان اشعار کا پتہ چلا تو آپ نے ان اشعار کے جواب میں فرمایا۔

حسان بن ثابت کا جواب

۱۔ لقد خاب قوم غاب عنهم نبیهم　　وقد سر من یسری الیه ویغتدی۔

وہ لوگ انتہائی خسارے میں رہے جن سے ان کا نبی چلا گیا اور وہ لوگ کمال کامیاب ہوئے جو صبح و شام خدمت کرتے ہیں۔

۲ ترحل عن قوم فضلت عقولهم وحل على قوم بنور مجدد

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قوم سے علیحدگی کی ان کی عقلیں برباد ہو گئیں۔ جس قوم پر اترے اُسے ایک نور بخشا۔

۳ - نبی یری ما لا یری الناس حوله ویتلو کتاب الله فی کل مشهد

وہ نبی ہیں انہیں وہ چیزیں نظر آتی ہیں جو ان کے پاس بیٹھنے والوں کو نظر نہیں آتیں اور ہر موقعہ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں۔

۴ - هداهم به بعد الضلالة ربهم فارشدهم من یتبع الحق یرشد

اللہ تعالیٰ نے انہیں گمراہی کے بعد ہدایت بخشی اور جو حق کی اتباع کرتا ہے ہدایت پالیتا ہے۔

۵ . وقد نزلت منه على اهل یثرب رکاب هدى حلت علیهم باسعد

مدینہ منورہ والوں پر یہ قافلہ برکتیں لے کر اترا ہے۔

۶ - ان قال فی یوم مقالة غائب فتصدیقها فی الیوم او فی ضحی الغد

وہ رسول کوئی غیب کی خبر سناتے ہیں تو آج یا کل اس کی سچائی ظاہر ہو جاتی ہے۔

ام معبد اور ان کے شوہر ابو معبد ام معبد کے بھائی حبیش بن خالد ابو سلیط برزی ان کا صحابی ہونا متفق علیہ ہے۔ ام معبد کی روایت کو ابن سکن نے اصابہ میں امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن عبد البر نے استیعاب میں فرمایا کہ ام معبد کے قصہ کو صحابہ کرام نے بیان کیا ہے۔

چہرہ مبارک

۴۰۔ بخاری و مسلم میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے ما رأیت شیئاً احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی چیز کو نہیں دیکھا۔

۴۱۔ بخاری شریف میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے انہوں نے کہا:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سر استنار وجہہ کانہ قطعۃ قمر

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسرور ہوتے تو آپ کا چہرۂ انور چاند کی طرح چمکنے لگتا۔

۴۲۔ ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کا ان الفاظ میں ذکر ہے۔

کالقمر لیلۃ البدر لم ار قبلہٗ ولا بعدہٗ مثلہ

چودہویں رات کے چاند کی مانند تھا جس کی مانند نہ پہلے دیکھا نہ بعد میں۔

امام بوصیری نے حضور علیہ السلام کے حسن و جمال کو اس طرح بیان کیا ہے

کالشمس تظہر للعینین من بعد۔ صغیرۃ وکل الطرف من امم

آپ آفتاب کی مانند ہیں جو دور ہو کر بھی آنکھوں کو خیرہ کرتا ہے۔ اسی طرح ساری کائنات آپ کی حقیقت کے ادراک میں عاجز ہے۔ (قصیدہ بردہ)

وصلی اللہ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ و صحبہ اجمعین

پیشانی مبارک

۴۳۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کی توصیف میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم واضح الجبین تھے یعنی کشادہ پیشانی والے تھے۔

ایک روایت میں "صلت الجبین" دوسری میں "واسع الجبین" کے الفاظ ہیں۔ ایک اور روایت میں "واسع الجبہۃ" (مدارج)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد و اٰلہ وصحبہ وسلم

بینی مبارک

۴۴ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک کے بارے میں اقنی الانف وارد ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بینی مبارک ایسی نورانی تھی کہ دیکھنے والا جب تک بغور نہ دیکھے یہی گمان کرتا تھا کہ آپ کی بینی شریف بلند ہے حالانکہ بلند نہ تھی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد و اٰلہ وصحبہ وسلم

گردن مبارک

حضور سید دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گردن مبارک کے بارے میں ابن ابی ہالہ کی روایت میں ہے۔ کان عنقہ جید دمیہ فی صفاء الفضۃ۔ آپ کی گردن مبارک صفائی میں چمک دار اور دمیہ کی مانند تھی (ہرن کی مانند)

۴۶ ایک اور روایت میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے قال ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ کان جید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابیض کانما صُنِعَ من فضۃ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ کی گردن مبارک سفید تھی گویا کہ چاندی سے بنائی گئی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد و اٰلہ وصحبہ وسلم

کندھے مبارک

۴۷ مبارک کندھوں کے متعلق اس طرح واقع ہے بعید ما بین المنکبین۔ دونوں

کندھوں کے درمیان دوری تھی۔ انہی مقدس کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ بیان
کتغنیہ خاتم النبوۃ وھو خاتم النبیین۔ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت
تھی اور وہ خاتم النبیین ہیں۔ مہر نبوت ایک ایسی ابھری ہوئی چیز تھی جو جسد اطہر کے
رنگ کے ساتھ ملتی جلتی تھی۔ صاف اور نورانی تھی۔ یہی مقدس نشان آپ کے خاتم الانبیاء
ہونے کا نشان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عظیم نشانات میں سے یہ عظیم نشانی ہے جو حضور صلی اللہ
۴۸۔ علیہ وسلم کے لیے خاص فرمائی گئی۔ حاکم نے مستدرک میں حضرت وہب بن منبہ سے روایت
کی ہے کہ ہر نبی علیہ السلام کے دائیں ہاتھ میں کوئی علامت نبوت ہوتی۔ مگر ہمارے نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان تھی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مُہرِ نبوت

۴۹۔ شیخ ابن حجر مکی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ آپ کی مہر نبوت میں لکھا ہوا تھا۔
اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ توجہ حیث کنت فانك منصورٌ۔ اللہ یکتا ہے اس کا
کوئی شریک نہیں۔ آپ جس حال میں بھی ہیں توجہ فرمایئے بلاشبہ آپ ہی فتح یاب ہیں۔
بعض روایات میں ہے کہ آپ کے وصال کے بعد وہ مہر نبوت غائب ہو گئی تھی ایسی
علامت سے آپ کے وصال کی تصدیق ہوئی مگر یہ بات درست نہیں کہ بعد از وصال
مہر نبوت باقی نہ رہی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اس وقت خاتم النبیین تھے
آج بھی اسی طرح ہی ہیں۔ قیامت تک کا زمانہ آپ ہی کا زمانہ ہے۔ قیامت تک کے
لیے آپ ہی رسول و نبی ہیں۔ (مدارج النبوۃ)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سید الانبیاء
حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین

دست مبارک

۱۵۰۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں کے بارے میں اس طرح وارد ہوا ہے عبل الزراعین دوسری روایت عبل العضدین آیا ہے، یعنی دونوں بازو اور کلائیاں فربہ تھیں۔ ایک روایت میں بسط الکفین آیا ہے (فراخ ہتھیلی) ایک روایت میں سبط الکفین آیا ہے (نرم ہتھیلیاں) ایک روایت میں یہ الفاظ بھی

۱۵۱۔ وارد ہوئے رجل سبط الیدین (مرد کشادہ ہاتھوں والا) طبرانی نے مستورد ابن شداد سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پہنچا اور میں نے آپؐ کے ہاتھ مبارک کو چھوا (مصافحہ کیا) آپ کا دست مبارک ریشم سے زیادہ

۱۵۲۔ نرم اور برف سے زیادہ سرد تھا۔ بخاری شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے۔ انہوں نے کہا میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کو حریر و دیبا

۱۵۳۔ سے بھی زیادہ نرم پایا حالانکہ حریر ریشمی کپڑوں میں سب سے زیادہ نرم ہوتا ہے۔ یزید بن اسود فرماتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے مصافحہ کیا تو آپ کے ہاتھ مبارک برف سے زیادہ ٹھنڈے اور مشک سے زیادہ خوشبودار پائے۔ وصلی اللہ تعالےٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

۱۵۴۔ سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمارپرسی کے لیے تشریف لائے اور اپنا ہاتھ مبارک میری پیشانی پر رکھا۔ پھر آپ نے میرے چہرے سینہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میں آج تک آپ کے ہاتھ مبارک کی ٹھنڈک اپنے جگر میں محسوس کرتا ہوں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سید الانبیا محمد وآلہ و

صحبہ وسلم

قدم مبارک

۱۵۵۔ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدمین کے متعلق "خمصان الاخمصین"
۱۵۶۔ "مسیح القدمین" ایسے الفاظ مقدسہ آئے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے
۱۵۷۔ ہیں جب آپ زمین پر قدم مبارک رکھ کر چلتے تو پورے قدم رکھ کر چلتے۔ سیدنا عبداللہ
بن بریدہ فرماتے ہیں۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن البشر قدماً
(رواہ ابن سعد) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کی شکل نہایت حسین تھی۔
۱۵۸۔ مواہب لدنیہ میں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کے پائے اقدس کی سبابہ انگلی کی درازی کبھی فراموش
۱۵۹۔ نہیں کر سکتی۔ حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ پاؤں کی انگلیوں میں قدم مبارک
کی انگشت سبابہ دراز تھی۔ (مدارج النبوۃ)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ اجمعین

پنڈلیاں مبارک

۱۶۰۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس پنڈلیوں کے متعلق اس طرح کے الفاظ
ملتے ہیں کان فی ساقیہ خموشۃ آپ کی مقدس پنڈلیاں باریک ولطیف تھیں۔
۱۶۱۔ ایک اور حدیث میں ہے۔ نظرت الی ساقیہ کانھا جمارۃ۔ میں نے آپ کی پنڈلیو
کی طرف نظر ڈالی تو گویا درخت خرما تھے جسے شحم النخل بھی کہتے ہیں جو کہ ہموار، صاف،
لطیف اور سفید ہوتی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

رنگ مُبارک

۱۶۲۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ مبارک روشن وتاباں تھا۔ جمہور صحابہؓ کا اتفاق ہے کہ آپ کا رنگ مبارک مائل بہ سفیدی تھا۔ کان ابیض ملیحاً ایک روایت میں ابیض ملیح الوجہ کے الفاظ آئے ہیں۔ سفید رنگ ایک اور روایت میں ہے آپ کا چہرہ مبارک سفید اور موئے مبارک سیاہ تھے۔ جناب ابوطالب نے آپ کے چہرہ مبارک کی تعریف میں کہا ہے۔

ابیض یستسقی الغمام بوجہہ
ثمال الیتامی عصمۃ الارامل

یعنی آپ کے چہرۂ انور کی سفیدی سے برسنے والا سفید بادل بارش کی بھیک مانگتا ہے اور آپ یتیموں اور بیواؤں کی پرورش فرمانے والے ہیں

۱۶۳۔ سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ کا رنگ ابیض مشرباً خلا لون بلون سفید مشربی تھا جس میں ایک رنگ میں دوسرے رنگ کی آمیزش ہوگیا ایک رنگ پلا کر دوسرا رنگ پلایا گیا ہو۔

۱۶۴۔ نسائی شریف میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جھرمٹ میں تشریف فرما تھے۔ ایک اعرابی حاضر ہوا اس نے پوچھا فرزند عبدالمطلب کہاں ہیں اس کی مراد حضور علیہ السلام سے تھی صحابہ کرام نے جواباً فرمایا ھذا الامغر المرتفق یہ مقدس شخص جو سرخ وسفید چہرے والے ہیں جو اپنی کہنی کو تکیہ بنا کر ٹیک لگائے بیٹھے ہیں۔

۱۶۵۔ ترمذی شریف کی روایت میں ہے لیس بالابیض الامہق ولا بالآدم آپ کا رنگ نہ تو برص کی طرح سفید تھا اور نہ بالکل سیاہ گندمگوں۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ و

معبد وسلم۔ ابو معبد نے حلیہ سن کر کہا اللہ کی قسم یہ قریش والے آدمی ہیں۔

سراقہ بن مالک کا واقعہ

۱۶۴۔ قریش نے حضور سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر لانے والے کو سو اونٹ انعام دینے کا اعلان کر رکھا تھا۔ سراقہ بن مالک کہتے ہیں میں نے ایک آدمی کو یہ کہتے سنا وہ کہہ رہا تھا کہ اس نے ساحل پہ جاتے ہوئے چند افراد کو دیکھا ہے۔ سراقہ کہتے ہیں کہ میں نے سمجھ لیا وہ حضور علیہ السلام ہی ہوں گے۔ سراقہ کہتے ہیں کہ کچھ لمحے بعد میں انعام حاصل کرنے کے لالچ میں گھوڑے پر سوار ہو کر تعاقب میں نکلا جب سراقہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور سراقہ آ گیا ہے۔ اب ہم پکڑے گئے آپ نے فرمایا ہرگز نہیں لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے اور سراقہ کے لیے دعا فرمائی۔ اسی وقت سراقہ کا گھوڑا گھٹنوں تک پتھریلی زمین میں دھنس گیا، سراقہ ڈر سے کانپنے لگا نیزہ ہاتھ سے گر گیا۔

مگر اس مرتبہ دامِ بلا میں پھنس گیا گھوڑا
روایت ہے کہ زانوں تک زمیں میں دھنس گیا گھوڑا
پڑا ہاتھوں میں رعشہ ڈر سے نیزہ گر گیا اس کا
یہ نقشہ دیکھ کر اس کام سے دل پھر گیا اس کا (حفیظ جالندھری)

سراقہ نے معذرت کی۔ معافی چاہی اور عرض کی یہ سب کچھ آپ کی بد دعا سے ہوا ہے میرے لیے دعا کیجیئے میں عہد کرتا ہوں کسی کو بتاؤں گا نہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی زمین نے گرفت ڈھیلی کر دی اور گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ سراقہ کہتے ہیں میں نے زادِ راہ حضورؐ کو پیش کیا تو آپ نے قبول نہ فرمایا۔ جناب سراقہ نے مزید احتیاط کے پیش نظر عرض کی۔ آپ امن و معافی کی تحریر لکھوا دیں۔ چنانچہ آپؐ کے

علم سے عامر بن فہیرہ نے ایک چمڑے کے ٹکڑے پر معافی کی سند لکھ کر مجھے عطا کی اور آگے روانہ ہو گئے۔ سراقہ واپس ہوئے تو جو کوئی راستہ میں تلاش کرنے کے لیے ملتا۔ اسے کہہ دیتے تم لوگوں کو اس طرف جانے کی ضرورت نہیں میں دیکھ آیا ہوں۔

(بخاری شریف ص ۵۵۴ ج ۱)

۴۷۔ ایک اور روایت میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ سے فرمایا کیف بک اذا لبست سواری کسری۔ سراقہ اس وقت کیا منظر ہوگا جب تو بھی شہنشاہ کسریٰ کے کنگن پہنے گا چنانچہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں جب کسریٰ کے کنگن تاج اور دیگر زیورات مسجد نبوی میں لا کر ڈال دیے گئے تو آپ نے فرمایا بلاؤ سراقہ کو۔ سراقہ حاضر ہوئے تو آپ نے سراقہ سے فرمایا ہاتھ اٹھا اور یہ کہہ الحمد للہ الذی سلبهما من کسری بن هرمز والبسهما سراقة الاعرابی (زرقانی۔ استیعاب۔ سیرۃ المصطفیٰ) ترجمہ: حمد ہے اس رب جلیل کو جس نے یہ کنگن کسریٰ سے چھینے اور ایک دیہاتی سراقہ کو پہنائے ۔

جہاں کو جلوے اس پیشین گوئی کے نظر آئے
کہ یہ کنگن سراقہ نے عمر کے عہد میں پائے

سراقہ واپس ہوئے تو ابوجہل سے کہا

یا ابا حکم واللہ لو کنت شاهدا
لامر جوادی حین ساخت قوائمه

ترجمہ: اللہ کی قسم ابوجہل اگر تو اس وقت ہوتا جب میرے گھوڑے کے قدم زمین میں دھنس رہے تھے۔

علمت ولم تشکک بان محمدا
نبی ببرهان فمن ذا یقاومه

ترجمہ: تو تُو یقین کرتا اور ذرّہ بھر شک نہ کرتا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی ہیں۔ دلائل و براہین کے ساتھ مبعوث کئے گئے ہیں ان کا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔

سراقہ بن مالک کے اس واقعہ کے بعد آپ اپنی منزل مقصود کی طرف بڑھتے رہے۔

ایک مقام پر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی آپ شام سے واپس آرہے تھے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید لباس پیش کیا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی سید الانبیاء حبیبہ محمد والہ وصحبہ وسلم

اکہتر افراد کا قبول اسلام

مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچنے سے پہلے سراقہ کی طرح کا ایک دوسرا اہم واقعہ پیش آیا۔ بریدہ اسلمی ستر سواروں کے ساتھ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلا تھا تاکہ سو اونٹ انعام حاصل کر سکے۔ جب یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئے تو اس طرح بات شروع ہوئی۔

مکالمہ

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ مَنْ اَنْتَ ؟ تم کون ہو ؟

بریدہ اسلمی۔ انا بریدہ : میں بریدہ ہوں۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ (ابوبکر رضی اللہ عنہ سے متوجہ ہو کر فرمایا۔ بَرَدَ اَمْرُنَا ہمارا کام ٹھنڈا ہو گیا۔ یہ بطور تفاؤل فرمایا کہ لفظ بریدہ میں برودت کا مادہ پایا جاتا ہے۔

(روض الانف۔ البدایہ والنہایہ۔ سیرۃ المصطفیٰ)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو کس قبیلے سے ہے۔

بریدہ اسلمی۔ من اسلم۔ قبیلہ اسلم سے ہوں۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ سلمنا۔ ہم سلامت رہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا۔ قبیلہ اسلم کی کس شاخ سے ؟

بریدہ اسلمی من بنی سھم بنی سہم سے

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خرج سھمک تیرا حصہ نکل آیا (یعنی تجھ کو اسلام سے حصہ ملے گا۔

بریدہ اسلمی آپ کون ہیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ انا محمد بن عبد اللہ رسول اللہ۔ میں محمد بن عبداللہ۔ اللہ کا رسول ہوں۔

بریدہ اسلمی۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمد عبدہ و رسولہ۔

بریدہ اور ان کے ستر ساتھیوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اسلام قبول کیا۔

شرف پایا جو اس نطق خدا سے ہمکلامی کا
تہیہ کر لیا سب نے محمد کی غلامی کا
بتوں کو چھوڑ کر دنیائے باطل سے جدا ہو کر
چلے طیبہ کی جانب ہمرکاب مصطفےٰ ہو کر

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و اٰلہ وصحبہ وسلم

دستار کا جھنڈا بنایا

لا تدخل المدینۃ الا ومعک لواء فحل عمامتہ وشدھا فی رمح۔ (خلاصۃ الوفاء ص۱۳۱)

سیدنا بریدہ اسلمی عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت آپ کے آگے آگے ایک جھنڈا ہونا چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے اپنی دستار اتاری اور نیزہ پر باندھی۔ اب سفر جاری ہے۔ سیدنا بریدہ جھنڈا لیے آگے آگے چل رہے ہیں۔ (زرقانی)

کفارِ مکہ کی تدبیر سے بچ نکلنا، ام معبد کی لاغر بکری کا دودھ دینا، سراقہ بن مالک کا زمین میں دھنس جانا، بریدہ اسلمی کا دیکھتے ہی ایمان لانا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں شمار ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین

حافظ الحدیث الشیخ جمال الدین ابو زکریا المتوفی ۶۵۶ھ نے سابق انبیاء علیہم السلام کے معجزات کے ساتھ حضور علیہ السلام کے معجزات کا ایک مدحیہ قصیدہ میں یوں موازنہ کیا ہے۔

موازنۂ معجزات

محمد المبعوث للناس رحمة
یشید ما اوھی الضلال ویصلح

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ ہیں جو تمام انسانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ جن بنیادوں کو گمراہوں نے کمزور کر دیا تھا انہیں پھر مضبوط بنایا اور اصلاح کی۔

لئن سبحت صم الجبال مجیبة
لداود اولان الحدید المصفّح

ترجمہ: اگر داؤد علیہ السلام کی تسبیح کے جواب میں پہاڑوں نے تسبیح پڑھی یا ان کے لیے لوہا نرم ہو گیا۔

فان الصخور الصم لانت بکفه
وان الحصا فی کفه یسبح

ترجمہ: تو آپ کے لیے بھی پتھر نرم ہو گئے اور کنکریوں نے آپ کے ہاتھ مبارک میں تسبیح پڑھی۔

وان کان موسیٰ انبع الماء من العصا

فمن کفہ قد اصبح الماء یطفح

ترجمہ: اگر موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر عصا مار کر چشمہ بہا دیا تو حضور علیہ السلام کی مقدس انگلیوں سے پانی ابل پڑا ہے

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر

ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ وا (اعلیٰحضرت)

وان کانت الریح الرخا مطیعۃ

سلیمان لا تالو تروح و تسرح

ترجمہ: اگر سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا مسخر کر دی گئی تھی جو صبح و شام کوتاہی نہ کرتی تھی۔

فان الصبا کانت لنصر نبینا

برعب علی شھر بہ الخصم یکلح

ترجمہ: تو ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح کے لیے باد صبا تھی اور دشمن ایک ماہ کی مسافت پر آپ سے خوفزدہ تھا۔

وان اوتی الملک العظیم و سخرت

لہ الجن تشقی بارضیۃ و تلدح

ترجمہ: سلیمان علیہ السلام کو عظیم سلطنت مرحمت ہوئی۔ جن تابع ہوئے جو چاہتے ان سے کام لیتے۔

فان مفاتیح الکنوز باسرھا

اتتہ فرد الزاھد المترجح

ترجمہ: تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں

وان کان ابراھیم اعطی خلۃ

وموسی بتکلیم علی الطور یمنح

ترجمہ : اگر سیدنا ابراہیم علیہ السلام مقام خلت سے نوازے گئے۔ سیدنا کلیم اللہ کو ہمکلامی کا شرف ملا۔

فهذا حبيب بل خليل مكلم
وخصص بالرؤيا و بالحق اشرح

ترجمہ : تو یہ حبیب اللہ ہیں بلکہ خلیل بھی اور خلیل بھی وہ جس سے رب تعالیٰ نے خود کلام کیا اور دیدار الٰہی صرف آپ ہی کے حصے میں آیا اور میں سچی بات بیان کر رہا ہوں۔

وخصص بالحوض العظيم و باللواء
و يشفع للعاصين و النار تلفح

ترجمہ : اسی طرح حوض کوثر اور اہل محشر کی سربراہی کا جھنڈا بھی آپ کے لیے مخصوص ہوا۔ اسی بنا پر جب جہنم کی آگ بھڑکے گی تو گنہگاروں کی سفارش صرف آپ ہی فرمائیں گے۔

و بالمقعد الاعلیٰ المقرب عنده
عطاء ببشراه اقرّوا فرح

ترجمہ : اور سب سے بلند مقامات کی بشارت سے آپ ہی مشرف ہوئے جس کا میں اقرار کر رہا ہوں اور خوشیاں منا رہا ہوں۔

و بالرتبة العليا الوسيلة دونها
مراتب ارباب المواهب تلمح

ترجمہ : بلند مرتبہ اور مقام وسیلہ بھی آپ ہی کو ملا۔ بڑے انعامات والوں کے مقامات اس سے نیچے ہی چمکتے ہیں۔

و في جنة الفردوس اول داخل
له سائر الابواب بالخار تفتح

ترجمہ : جنت میں سب سے پہلے حضور علیہ السلام ہی داخل ہوں گے اور اس کے

تمام مشہور دروازے آپ ہی کے لیے کھول دیے جائیں گے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

چند مشہور معجزات

○ چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا ○ گوہ جانور کا آپ کی نبوت کی شہادت دینا۔ ○ حضرت علی کا شفایاب ہو جانا ○ تیس مدعیان نبوت کی خبر دینا ○ مسیلمہ، عنسی اور مختار کی خبر دینا ○ آپ کا پشت کے پیچھے سے ایسے دیکھنا جیسے سامنے دیکھتے ہیں ○ صحابہ کرام کے ہر قسم کے سوالات کے جوابات عطا کرنا۔ ○ آپ کی برکت و توجہ سے موسلا دھار بارش کا برسنا ○ ایک ماہ کی مسافت پر آپ کا رعب چھایا رہنا ○ کھانے میں برکت کا ہو جانا ○ غزوۂ تبوک میں بے پناہ برکت۔ ○ قریش کے امتحان پر بیت المقدس کا سامنے آجانا ○ سیدہ عائشہ کے ہاتھوں کی شفایابی ○ جانوروں کا آپ کو سجدہ کرنا ○ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا آپ کے کندھوں پر کھڑے ہو کر عجائب کا دیکھنا ○ ابوہریرہ کی والدہ کا آپ کی دعا سے اسلام قبول کرنا ○ کھجور کے ایک خوشے نے آپ کی نبوت کی شہادت دی۔ ○ عبداللہ بن سلام کے سوالوں کا جواب دینا ○ عدی بن حاتم کے اسلام کی غیبی خبر دی ○ آپ کے رعب سے دشمن کے ہاتھ سے تلوار گر گئی ○ جنگ بدر میں مقتولین کے نام بتائے اور گرنے کی جگہوں کا تعین فرمایا۔ ○ بعثت سے پہلے پتھروں کا آپ کو سلام کرنا ○ بکری کی دستی نے خبر دی کہ اس میں زہر ہے ○ معراج شریف کا ہونا ○ اصحاب کہف کا واقعہ بیان فرمانا ○ بحیرہ راہب کا قصہ ○ امیہ بن خلف کے قتل کی خبر دینا ○ آپ کے جسد اطہر میں وفات کے بعد تغیر نہ ہونا ○ سعید بن مسیب کا آپ کی قبر مبارک سے اذان کا سننا۔

○ زمین کا آپ کے فضلہ کو نگل جانا ○ آپ کے پسینہ کا معطر ہونا ○ بچپن میں آپ کے سینہ مبارک کا چاک ہونا ○ آپ کے سامنے کنکروں کا کلمہ شریف پڑھنا ○ دودھ کے ایک پیالے سے ستر آدمیوں کا سیر ہونا ○ ام معبد کی لاغر بکری کا دودھ دینا ○ سراقہ بن مالک کا زمین میں دھنس جانا ○ آپ کی صورت میں شیطان کا متمثل نہ ہو سکنا ○ سیدہ حنظلہ کے ہاتھوں کی شفایابی۔ ○ آپ کی بددعا سے ایک آدمی کا ہاتھ شل ہو جانا ○ منیٰ شریف کے خطبہ کا تمام خیموں میں سنا جانا ○ موسیٰ و خضر علیہما السلام کا پورا واقعہ بیان فرما دینا۔ ○ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تین باتوں کا بتانا ○ زید بن خارجہ کی وفات کے بعد آپ کی گواہی دینا۔ ○ گائے کا عبرت آموز کلام کرنا۔ ○ ۱۲ منافقوں کی اطلاع دینا۔ ○ ایک بڑے منافق کی موت کی خبر دینا ○ نزول وحی کے وقت صحابہ کا نظر اٹھا کر آپ کو نہ دیکھ سکنا ○ غار ثور میں دشمنوں کا آپ کو نہ دیکھ سکنا اور مکڑی کا جالا بننا ○ درختوں کا زمین کو چیرتے ہوئے آپ کے پاس آجانا۔ ○ کفار مکہ کے شدید پہرے سے ہجرت کی رات بچ نکلنا ○ کھاری کنوئیں کا میٹھے ہو جانا ○ حدیبیہ کے کنوئیں کا لعاب ڈالنے سے ابل جانا ○ ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لانا تاکہ علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ نماز عصر ادا کر سکیں ○ چاند کا دو ٹکڑے کرنا ○ آپ کی برکت سے حضرت عمر کی شخصیت میں انقلاب آنا۔ یہ وہ مشہور واقعات و معجزات ہیں جن کا ذکر کتب احادیث میں ملتا ہے۔ بیشمار ایسے معجزات آپ کے علم میں آئیں گے جن کا ذکر میں یہاں نہیں کر سکا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین

تعداد معجزات

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد

۳ ہزار تک بیان کی ہے۔ (فتح الباری ص۱۳ ج ۶) ابن تیمیہ نے دس ہزار تک۔ (الجواب الصحیح) فقیر راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اعداد و شمار سے وراء ہیں۔ آپ کی زندگی کا ایک ایک عمل معجزہ ہے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ معجزات ہیں۔ آپ کی عادات مبارکہ معجزات ہیں۔ ان پر اتاری گئی کتاب قرآن مقدس کا ایک ایک حرف ان کا معجزہ ہے۔ تمام روئے زمین پر اس وقت تک جتنے اولیا، اغواث، اقطاب پیدا ہوئے جتنے پیدا ہوں گے آپ ہی کے معجزات ہیں۔ ہر ولی کی کرامت آپ کا معجزہ ہے۔

آیات النبوۃ و براھینھا تکون فی حیات الرسول و قبل مولدہ و بعد مماتہ لا تختص بحیاتہ (الجواب الصحیح ج ۴، ص ۲۴۹) ابن تیمیہ

ترجمہ: آیات و معجزات نبوت کا ظہور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ساتھ ہی خاص نہیں ہوتا۔ بلکہ آیات نبوت ان کی زندگی ولادت سے قبل اور وفات کے بعد بھی ظاہر ہوتی ہیں۔

دوسری جگہ پر مزید وضاحت اس طرح ہے۔

و محمد صلی اللہ علیہ وسلم جعلت لہ الآیات البینات قبل مبعثہ وحین مبعثہ و فی حیاتہ و بعد موتہ الی یوم القیٰمۃ۔

(الجواب الصحیح ج ۴، ص ۲۶۹) ابن تیمیہ

ترجمہ: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات صداقت آپ کی بعثت سے قبل بعثت کے دوران تمام زندگی بلکہ وفات کے بعد بھی قیامت تک جاری ہیں۔

معجزات رسول کے مقدس عنوان پر اکابر محدثین کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مستقل تصانیف فرمائی ہیں۔

○ شیخ ابوبکر عبداللہ بن ابی الدنیا متوفی ۲۸۱ھ ○ حافظ ابوجعفر فریابی متوفی ۳۰۱ھ ○ حافظ ابوزرعہ رازی متوفی ۲۶۴ھ ○ ابن قتیبہ متوفی ۲۷۶ھ، حافظ عبداللہ المقدسی متوفی ۶۴۳ھ ○ حافظ ابن جوزی ۵۹۷ھ ○ حافظ ابوالقاسم طبرانی متوفی ۳۶۰ھ ○ قاضی عبدالجبار متوفی ۴۱۵ھ ○ علامہ سیوطی متوفی ۹۱۱ھ ○ قاضی عیاض متوفی ۵۴۴ھ ○ قاضی ماوردی متوفی ۴۵۰ھ ○ جاحظ متوفی ۲۵۶ھ ○ ابوالفتح نعیم متوفی ۴۴۷ھ ○ حافظ ابوبکر بیہقی متوفی ۴۵۸ھ حافظ ابونعیم اصبہانی متوفی ۴۳۰ھ ○ ابواسحٰق حزمی متوفی ۲۸۵ھ، ان علماء نے اپنی اپنی تصانیف میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات و فضائل کا اسناد کے ساتھ ذکر کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ بیہقی، ابن جوزی، ابوعبداللہ مقدسی نے تو صحیحین اور غیر صحیحین کی احادیث کو الگ الگ بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ اجمعین

مقدس سفر کی منزلیں

طبقات ابن سعد میں ان مقدس منزلوں کا تفصیلی ذکر موجود ہے جنہیں اس مقدس سفر ہجرت میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم میمنت لزوم کا شرف ملا۔ اور ان قدموں کو چومنے کا اعزاز نصیب ہوا جو زینت عرش بنے۔ خرّار۔ ثنیۃ المرۃ۔ لقف۔ مدلجہ۔ مرجح۔ حدآید۔ اذاخر۔ رابغ۔ ذاسلم۔ عثانبہ۔ فاخنہ۔ عرج۔ جدوات۔ رکوبۃ۔ عقیق۔ جثجاثہ۔ رابغ اس وقت بھی حجاج کے راستہ میں واقع ہے۔ اس مقام رابغ پر حضور سید عالم نے نماز مغرب ادا فرمائی۔

سیرت النبی ج ۱ ص ۲۰۱

اس وقت حجاج کرام کو مکہ مکرمہ سے چل کر مدینہ منورہ پہنچنے تک ان مقامات سے گزرنا

ہوتا ہے جو شاہراہ طیبہ کے دونوں طرف واقع ہیں الجموم۔ عسفان۔ خلیص۔ صعیر۔ رابغ۔ مستورہ۔ ینبع۔ بدر شریف۔ الجدیدۃ البرکۃ۔ الفارغۃ۔ العالیہ۔ الحمرا۔ ذوالحلیفہ۔ بئر علی۔ الحمرا وہی وادی ہے جہاں کشتۂ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم غریق بحر وحدت حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں نوازا۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے اپنے مشہور پنجابی کلام میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے ؎

لاہو مکھ تھیں مخطط بردیمن — من بھا نوری شکل دکھاؤ سجن
اوہا مٹھڑیاں گالیں الاؤ مٹھن — جو حمرا وادی سن کریاں

اس نعت شریف کا آخری شعر یہ ہے۔

سبحان اللہ ما اَحْسَنَکَ — ما اَجْمَلَکَ ما اَکْمَلَکَ
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا — گستاخ اکھیاں کتھے جا اڑیاں

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ اجمعین

قبا شریف میں ورودِ مسعود

محمد بن اسحاق فرماتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۳ نبوی میں وادی قبا کو قدوم میمنت لزوم سے نوازا۔ ابن حزم اور حافظ مغلطائی کی تحقیق میں یہ ۸ ربیع الاول شریف کا دن ہے۔ (سیرۃ المصطفیٰ ج ۱، ص ۲۵۸) یہ وادی قبا مدینہ منورہ سے ۳ میل کی مسافت پر واقع ہے۔ یہاں محمد بن عوف کا خاندان آباد تھا۔ اس خاندان کا سربراہ کلثوم بن ہدم تھا۔ قبا شریف میں قیام کے لیے کلثوم بن ہدم کا مکان نوازا گیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خبیب بن اساف کے مکان پر ٹھہرے۔

مسجد قبا کا سنگِ بنیاد

سب سے پہلا کام جو وادی قبا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وہ اس مقدس مسجد کی تعمیر ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کلثوم بن ہدم سے یہ خطہ لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قبا سے فرمایا پتھر اٹھا لاؤ۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا میرے پتھر کے ساتھ پتھر رکھو۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پتھر کیساتھ پتھر رکھو پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پتھر کے ساتھ پتھر رکھو۔ پھر اہلِ قبا سے فرمایا اس طرح ساتھ ساتھ پتھر جوڑتے چلو۔ آپ نے اپنے عصا مبارک سے قبلہ کی سمت کا تعین فرمایا۔ اس طرح تعمیر مسجد میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکمل حصہ لیا۔ ستمبر ۶۲۲ء میں سنگ بنیاد رکھا گیا۔ شموس بنت نعمان فرماتی ہیں کہ انہوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تعمیر مسجد قبا میں پتھر اٹھاتے دیکھا اور مٹی کے اثرات آپ کے جسم اطہر پر نمایاں تھے۔ (خلاصۃ الوفا ص ۲۶۱) تعمیر مسجد میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی مزدوروں کی طرح بھاری بھاری پتھر اٹھا لاتے۔ خدام عرض کرتے حضور ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ ہم اٹھالیں گے آپ چھوڑ دیں۔ آپ ان کی درخواست قبول فرماتے لیکن آپ پھر اسی وزن کا دوسرا پتھر اٹھا لیتے۔ (سیرۃ النبیؐ بحوالہ وفاء الوفاء)

۶۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عمر بن عوف کے ہاں تین دن قیام فرمایا پھر اس مکان کو مسجد میں بدل دیا۔

۶۹۔ ابن زبالہ لکھتے ہیں یہ جگہ کلثوم بن ہدم کی ملکیت تھی وہ یہاں کھجوریں خشک کیا کرتے تھے۔ تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ جگہ لے کر مسجد تعمیر کروائی۔ (سنن نبویؐ ابن ہشام ج ۲ ص ۱۳۸) اسی مسجد تقویٰ کے حق میں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ ترجمہ، جس مسجد کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ مسجد پوری مستحق ہے کہ آپ اس میں جا کھڑے ہوں۔ آیت ۹

آیت فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ ۔ اس مسجد میں ایسے مرد ہیں جو ظاہری اور باطنی طہارت اور پاکی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی ایسے پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اونٹنی کا نشانِ قدم

۲۷۔ جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل قبا نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یہاں مسجد تعمیر کی جائے تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اونٹنی پر سوار ہو جائے جس جگہ اونٹنی بیٹھ جائے وہاں مسجد تعمیر کر دی جائے ۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اونٹنی پر سوار ہوئے مگر اونٹنی اپنی جگہ سے نہ ہلی ۔ پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سواری کی وہ پھر بھی نہ اٹھی پھر سیدنا علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ نے رکاب میں پاؤں رکھا ہی تھا کہ اونٹنی اٹھی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا مہار ڈھیلی کر دو جہاں رک جائے مسجد بنا دو میری اونٹنی ماموره ہے (خلاصۃ الوفا ص۲۶)

اس فقیر راقم الحروف نے ترکوں کے دور کا لگایا ہوا فرش دیکھا ہے ۔ اس میں واضح طور پر نشان نمایاں کیا گیا تھا ۔ سعودیہ کی جدید تعمیر میں اس نمایاں حیثیت سے تو نہیں البتہ فرش میں اسی جگہ پر دوسرے فرش سے کچھ مختلف رنگ کی اینٹ لگائی گئی ہے۔ ترک دور کی چھوٹی محراب باقی رکھی گئی ہے ۔ اس چھوٹی محراب کے بالکل سامنے قالین کے نیچے ذرا مختلف رنگ کا پتھر اس نشان کی یاد دلاتا ہے ۔ ترک دور کے چھوٹے محراب شریف پر یہ لکھا ہوا ہے ۔

هذا محل نزول الآيته

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

طاقِ کشف

اسی مسجد قبا شریف کی محراب کی دیوار میں شمالی جانب طاقِ کشف تھا۔ مجھے جب پہلی حاضری نصیب ہوئی تو میں نے بھی اس جگہ کی زیارت کی تھی۔ نشان موجود

۱، ا۔ تھا۔ اس طاق کشف کے بارہ میں یہ روایت ہے کہ ہجرت کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے مقدس چہروں پر بیت اللہ شریف کی جدائی کے آثار نمایاں تھے تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طاق (سوراخ) سے صحابہ کرام کو بیت اللہ شریف کی زیارت کرائی تھی۔ اس طاق کشف کا ذکر تو صاحب آثار المدینہ عبد القدوس انصاری نے بھی اپنی کتاب کے صا۸ پر کیا ہے، مگر اس بات سے لاعلمی کا اظہار کیا کہ طاق کشف کیوں مشہور ہوا۔ حالانکہ روایت مشہورہ نقل کر کے اپنے اختلاف کا ذکر کیا جا سکتا تھا۔

مسجد قباء کی دو رکعتیں عمرہ کے برابر

۲، ا۔ ابو امامہ سہل بن حنیف سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من توضأ فاسبغ الوضوء وجاء مسجد قباء فصلی رکعتین کان له اجر عمرة۔ (اخبار مدینة الرسول ص۱۱۲)

ترجمہ: جس نے اچھی طرح وضو کیا۔ پھر مسجد قبا میں آکر دو رکعت نماز ادا کی اسے عمرہ کے برابر ثواب ملے گا۔

۳، ا۔ سعید بن اقیش اسدی نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی اس سے ملتی جلتی روایت بیان کی ہے۔

۴، ا۔ والترمذی عن اسید بن ظہیر الانصاری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الصلوٰة فی مسجد قباء کعمرة (خلاصة الوفاء ص۲۶۲)

ترمذی نے اسید بن ظہیر انصاری سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰة

والسلام نے فرمایا مسجد قبا میں نماز کا ثواب عمرہ کے برابر ہے۔

۷۵۔ کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یزور قباء او یاتی قباء راکبا وماشیا۔ (بخاری ص۱۵۹ ج۱، خلاصۃ الوفا ص۲۶۱)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا کی طرف سواری پر بھی آتے تھے اور پیدل بھی۔

۷۶۔ صحیحین میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا شریف کی زیارت کے لیے تشریف لاتے تھے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ہفتہ کو قبا تشریف لے جاتے تھے۔ (اخبار مدینۃ الرسول ص۱۲۰ بخاری شریف ص۱۵۹ ج۱)

نذرانۂ عقیدت

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

ان نلت یا ریح الصبا یوما الی بلد الحرم ۔۔۔ بلغ سلامی روضۃ فیھا النبی المحترم

جو گزر ہو اے صبا کسی دن دیار حجاز میں ۔۔۔ تو میرا سلام نیاز کہنا حریم بندہ نواز میں

من وجھہ شمس الضحیٰ من خدہ بدر الدجیٰ ۔۔۔ من ذاتہ نور الھدیٰ من کفہ بحر الھمم

وہی جن کے روئے منیر پہ کسی مہر و ماہ کا گماں ہے ۔۔۔ تو ہم کا اک یم بیکراں ہے کرم کے دست دراز میں

قرآنہ برھاننا نسخا لادیان مضت ۔۔۔ اذ جاءنا احکامہ کل الصحف صار العدم

ہوئے منسخ عہد کہن کے دین وہ جو لائے قرآن مبین ۔۔۔ وہ دلیل روشن آخریں کہ ہے دین حق کے جواز میں

اکبادنا مجروحۃ من سیف ھجر المصطفیٰ ۔۔۔ طوبیٰ لاھل بلدۃ فیھا النبی المحتشم

تہ ہے ساکنان حرم جہاں شہ دو جہاں کا قیام ہے ۔۔۔ بڑا دل فگار رہوں میں یہاں غم ہجر سینہ گداز میں

لست براج مفردا بل اقربائی کلھم ۔۔۔ فی القبر اشفع یا شفیع بالصاد والنون القلم

میں اور میرے سب اقربا ہیں اک شفاعت کے گدا ۔۔۔ ہو بہ صاد نون و قلم عطا وہ لحد کی منزل راز میں

یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ ارحم علی عصیاننا ۔ مجبورۃ اعمالنا طمعاً و ذنباً و الظلم

کرم اے شہِ والا حشم کہ ہیں آج منتظرِ کرم ۔ وہ اسیرِ غم کے شکستہ پر ہیں گنہ کے دامن آزمیں

یا رحمۃ للعٰلمین انت شفیع المذنبین ۔ اکرم لنا یوم الحزین فضلاً وجوداً والکرم

سرِ حشر آپ کے ہاتھ ہے میرے حشر و نشر کی آبرو ۔ کہ کلیدِ رحمتِ دو جہاں ہے نبی کے دستِ مجاز میں

یا رحمۃ للعٰلمین ۔ ادرک لزین العابدین ۔ محبوس ایدی الظالمین فی موکب والمزدحم

پئے زین العابدین پہ بھی نگہ لطفِ حضور ہو ۔ کہ ستم نصیبِ یمینِ غم ہے عدو کی قیدِ زار میں

محلہ بنی سالم میں خطبۂ جمعہ

قبا شریف میں چند روز قیام کے بعد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے جب آپ وادی بنی سالم میں پہنچے تو نماز جمعہ کا وقت ہوگیا۔ آپ نے وہیں نماز جمعہ ادا فرمائی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں پہلا جمعہ ادا فرمایا ہے، ورنہ جمعہ کی فرضیت کا حکم پہلے نازل ہو چکا تھا۔ ۱۲ ھ

۱۷۸۔ نبوی میں اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں جمعہ قائم کیا۔ یہ حضور علیہ السلام کے گرامی نامہ کی روشنی میں قائم کیا گیا جو آپ نے مصعب بن عمیر کے نام مکہ مکرمہ سے لکھا تھا۔ (سیرۃ المصطفیٰ ج ا ص۲۴۳)

رحمۃ للعٰلمین نے جو خطاب فرمایا درج ذیل ہے۔

الحمد لله احمده و استعینه واستغفره ۔ الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور

واستهدیه و اومن به ولا اکفر ۔ اسی سے اعانت مغفرت اور ہدایت

واعادی من یکفره واشهد ان لا اله ۔ کا طلب گار ہوں اور اللہ پر ایمان رکھتا

الا الله وحده لا شریک له وان محمداً ۔ ہوں اس کا کفر نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے

عبده و رسوله ارسله بالهدی والنور ۔ کفر کرنے والے سے عداوت اور دشمنی

والموعظه على فترة من الرسل وقلة
من العلم۔ وضلالة من الناس وانقطاع
من الزمان و دنو من الساعة وقرب
من الاجل من يطع الله و
رسوله فقد رشد و من يعصهما
فقد غوى و فرط وضل ضلالا
بعيدا۔ و اوصيكم بتقوى الله
فانه خير ما اوصى به المسلم لمسلم
ان يحضه على الاخرة۔ وان يامره
بتقوى الله فاحذروا ما حذركم الله
من نفسه۔ ولا افضل من ذالك نصيحة
ولا افضل من ذالك ذكرى و ان
تقوى الله ممن عمل به على وجل
ومخافة من ربه عون صدق على
ما تبغون من امر الاخرة ومن يصلح
الذى بينه و بين الله من امره
فى السر والعلانيه لا ينوى بذالك
الا لوجه الله يكن له ذكرا فى
عاجله امره و ذخرا فيما بعد الموت
حين يفتقر المرءُ الى ما قدم و ما
كان سوى من ذلك يود لو ان بينه

رکھتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک
ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے
اور رسول ہیں، جن کو اللہ نے ہدایت۔
نور حکمت اور موعظت دے کر ایسے
وقت میں بھیجا جب انبیاء ورسل کا سلسلہ
منقطع ہو چکا تھا اور زمین پر علم برائے
نام تھا اور لوگ گمراہ تھے اور قیامت کا
قرب تھا جو اللہ اور اس کے رسول کی
اطاعت کر لے اس نے ہدایت پائی اور
جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی
کی وہ بلاشبہ گمراہ ہوا اور کوتاہی کی اور شدید
گمراہی میں مبتلا ہوا۔ اور میں تم کو اللہ کے
تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ ایک مسلمان
کی دوسرے مسلمان کو بہترین وصیت یہ
ہے کہ اس کو آخرت پر آمادہ کرے اور
پرہیزگاری کا حکم دے پس بچو اس چیز
سے جس سے اللہ نے تم کو ڈرایا ہے تقویٰ
سے بڑھ کر کوئی نصیحت و موعظت نہیں۔
اور بلاشبہ خدا کا ڈر آخرت کے بارے میں
سچا معین و مددگار ہے اور جو شخص ظاہر و
باطن میں اپنا معاملہ اللہ سے درست کرلے۔

و بینه امداً بعیدا ۔ و یحذرکم اللہ
نفسہ ۔ واللہ رؤف بالعباد ۔ والذی
صدق قولہ وانجز وعدہ لا خلف
لذلک فانہ یقول عز وجل ما یبدل
القول لدی وما انا بظلام للعبید ۔
واتقوا اللہ فی عاجل امرکم و آجلہ
فی السر والعلانیہ فانہ من یتق
اللہ یکفر عنہ سیاتہ و یعظم لہ
اجرا ومن یتق اللہ فقد فاز فوزاً
عظیما ۔ و ان تقوی اللہ ۔ یوقی
مقتہ و یوقی عقوبۃ و یوقی سخطہ ۔
و ان تقوی اللہ یبیض الوجوہ ۔
و یرضی الرب و یرفع الدرجۃ خذوا
بحظکم ولا تفرطوا فی جنب اللہ
قد علمکم اللہ کتابہ ونھج لکم
سبیلہ لیعلم الذین صدقوا ولیعلم
الکذبین فاحسنوا کما احسن اللہ
الیکم وعادوا اعداءہ وجاھدوا فی
سبیل اللہ حق جھادہ ۔ وھو اجتباکم
و سماکم المسلمین لیھلک من ھلک
عن بینۃ ۔

جس سے مقصد محض رضائے خداوندی
ہو۔ کوئی دنیاوی غرض اور مقصد پیش نظر
نہ ہو تو یہ ظاہر و باطن کی مخلصانہ اصلاح
دنیا میں اس کے لیے باعث عزت و
شہرت ہے۔ اور مرنے کے بعد ذخیرۂ
آخرت ہے کہ جس وقت انسان اعمال
صالحہ کا غایت درجہ کا محتاج ہوگا اور
خلاف تقویٰ امور کے متعلق اس دن یہ
تمنا کرے گا۔ کاش میرے اور اس کے
درمیان مسافت بعیدہ حائل ہوتی۔ اور
اللہ تعالیٰ تم کو اپنی عظمت وجلال سے
ڈراتا ہے اور یہ ڈرانا اس وجہ سے ہے کہ
اللہ تعالیٰ بندوں پر نہایت ہی مہربان
ہے۔ اللہ اپنے قول میں سچا ہے اور وعدہ
وفا کرنے والا ہے۔ اس کے قول اور وعدہ
میں خلف نہیں وہ فرماتا ہے میرے ہاں
بات بدلی نہیں جاتی اور نہ ہی میں بندوں
پر ظلم کرتا ہوں۔ پس دنیا و آخرت میں
ظاہر و باطن میں اللہ سے ڈرو بیشک
جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس
کے گناہوں کا کفارہ فرما دیتا ہے اور جو

و یحیی من حیی عن بینۃ ولا قوۃ الا باللہ فاکثروا ذکر اللہ واعلموا لما بعد الیوم فانہ ما یصلح ما بینہ و بین اللہ یکفہ اللہ۔ ما بینہ و بین الناس ذالك بان اللہ یقضی علی الناس ولا یقضون علیہ و یملك من الناس ولا یملکون منہ اکبر۔ ولا قوۃ الا باللہ العظیم

(تاریخ طبری ج۲، ص۲۵۵)

(البدایۃ والنہایۃ ج۳، ص۲۱۳)

(سیرۃ المصطفٰے ج۱ ص۳۰۲)

شخص اللہ سے ڈرے بیشک وہ بڑا کامیاب ہے اور تحقیق اللہ کا ڈر ایسی شے ہے کہ اللہ کے غضب۔ اس کی عقوبت اور سزا اور ناراضگی سے بچاتا ہے اور تقویٰ قیامت کے دن چہروں کو روشن بنا دیگا۔ اور رضائے خداوندی ارفع درجات کا سبب ہوگی تقویٰ میں سے جس قدر حصہ لے سکتے ہو لو اس میں کمی نہ کرو۔ اللہ تعالےٰ نے تمہاری تعلیم کے لیے کتاب اتاری ہے اور ہدایت کا راستہ تمہارے لیے واضح کیا تاکہ سچے اور جھوٹے میں امتیاز ہو جائے پس جس طرح اللہ تعالےٰ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی تم بھی اس کے ساتھ بھلائی کرو اور خوبی کے ساتھ اس کی اطاعت بجالاؤ اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھو اور اس کی راہ میں کما حقہ جہاد کرو۔ اللہ تعالےٰ نے تمہیں اپنے لیے مخصوص کیا ہے تمہارا نام اور لقب مسلمان رکھا ہے۔

پس اس نام کی لاج رکھو جس کو ہلاک و برباد ہونا ہے وہ قیام حجت کے بعد ہلاک ہو اور جو زندہ ہے وہ قیام حجت کے بعد بصیرت سے زندہ ہے کوئی بچاؤ اور کوئی قوت و طاقت اللہ کے سوا ممکن نہیں۔ پس کثرت سے اللہ کا ذکر کرو۔ اور

آخرت کے لیے عمل کرو۔ جو شخص اپنا معاملہ خدا سے درست کرلے گا کوئی شخص اسے ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ اللہ کا حکم تو لوگوں پر چلتا ہے اور لوگ اللہ پر حکم نہیں چلا سکتے۔ اللہ ہی تمام لوگوں کا مالک ہے اور لوگ اللہ کی کسی چیز کے مالک نہیں۔ لہٰذا تم اپنا معاملہ اللہ سے درست کرلو۔ لوگوں کی فکر میں مت پڑو۔ اللہ تعالیٰ سب کی کفایت کرے گا۔ اللہ اکبر و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

خطبۃ الرسول کے اہم اقتباسات

اوصیکم بتقوی اللہ : اس ارشاد گرامی میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقویٰ کے لفظ کو کم و بیش آٹھ مرتبہ بیان فرمایا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کے اندر روحانی انقلاب کے لیے تقویٰ کو کتنا بڑا اہم دخل ہے اور تقویٰ کو روحانی مدارج میں کتنا بڑا مقام حاصل ہے، جس قدر اس خطبہ مقدسہ میں تقویٰ اختیار کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ اس مناسبت سے اس خطبہ کا نام خطبۃ التقویٰ موزوں معلوم ہوتا ہے۔

تقویٰ کے درجے

- دائمی عذاب سے بچنا اس لحاظ سے ہر مومن متقی ہے۔
- عام گناہوں سے بچنا انہیں معنوں میں استعمال ہوتا ہے
- ہر اس چیز سے رکنا جو اللہ تعالیٰ سے روکے یہ درجہ انبیاء و اولیاء کا ہے۔

قرآن مقدس نے تقویٰ کے متعلق فرمایا۔

آیت ۱۱ ○ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللہِ اَتْقٰکُمْ۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی زیادہ معزز ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

آیت ۱۲ ○ اِنَّ اللہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا۔ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے

آیت ۱۳ ○ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔
جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہر مصیبت سے نجات دے گا
اور اس طرح رزق عطا کرے گا کہ اس کے خیال میں نہ آئے۔

تقویٰ کی علامتیں

○ متقی وہ ہے جو گناہ پر قائم نہ رہے اور عبادت پر غرور نہ کرے۔
(سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ)

○ متقی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں غیر اللہ کو اختیار نہ کرے اور ساری
چیزیں اللہ تعالیٰ کے قبضے میں جانے۔ (حسن بصریؒ)

○ تقویٰ یہ ہے کہ مخلوق تیری زبان میں۔ ملائکہ تیرے کام میں اور رب تعالیٰ
تیرے دل میں عیب نہ پائے۔ (ابراہیم بن ادہم)

○ تقویٰ یہ ہے کہ جس طرح تو اپنے بدن کو مخلوق کے لیے آراستہ کرتا ہے ایسے ہی
اپنے دل کو حق تعالیٰ کے لیے آراستہ کرے۔

○ متقی وہ ہے جو شبہ کی چیزوں سے بچے۔

ابن سیرین کا تقویٰ

آپ کے پاس گھی کے چالیس ٹین بھرے ہوئے تھے۔ خادم نے عرض کی
حضور ایک ٹین سے مرا ہوا چوہا نکلا ہے۔ فرمایا کس سے۔ عرض کی یاد نہیں رہا۔ فرمایا
چالیس کے چالیس ہی ضائع کردو۔ حالانکہ ان کا شرعی حل نکل سکتا تھا

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ

آپ نے کسی سے قرض لینا تھا اس کے مکان پر گئے۔ دھوپ کا وقت تھا۔ اس

کی دیوار کا سایہ موجود تھا مگر سائے میں کھڑے نہ ہوئے۔ صاحب مکان نے عرض کی حضرت دیوار کے سائے میں کھڑے ہو جاتے۔ فرمایا ڈر لگا کہیں یہ سائے سے فائدہ اٹھانا سود نہ بن جائے۔ روح البیان بحوالہ تفسیر نعیمی۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد و علیٰ آلہ وصحبہ وسلم۔

وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

یت ۱۳۸ اس ارشاد گرامی میں جہاد فی سبیل اللہ کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن مقدس ارشاد فرماتا ہے۔

من جاھد وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا

جو کوئی ہم میں آنے کی کوشش کرتا ہے ہم اسے راہیں دکھا دیتے ہیں۔

ملک و مال اور دولت کے حصول کے لیے نہیں بلکہ اعلاء کلمۃ الحق کے لیے لڑنا جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اگر عصبیت، قومیت، وطنیت کے پیش نظر لڑائی ہے تو جہاد نہیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے وفادار بندوں کا اس کے باغی اور سرکش بندوں سے محض ان کے باغی اور سرکش ہونے کی وجہ سے لڑنا جہاد ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جہاد دفاعی ہی جائز ہے یعنی اگر دشمن حملہ کرے تو بچاؤ کرو۔ پہل نہ کرو، حالانکہ اسلام میں ابتدائی اور دفاعی دونوں طرح کا حکم ہے۔ غیر مسلم پریس نے جہاد کے لفظ پر طرح طرح کے الزامات عائد کئے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ حالانکہ بائیبل میں انبیاء سابقین کی جنگوں کا ذکر موجود ہے مگر اس پر اعتراض نہیں۔

جہاد کی مثال

جس طرح پھوڑے پھنسی کا پہلا علاج مرہم ہے اس سے بھی نہ پکے تو نشتر ہے کہ فاسد مادہ نکل جائے۔ اب بھی ٹھیک نہ ہو تو پھر وہ عضو ہی کاٹ دیا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں ہاتھ کٹ جائے تو ڈاکٹر کو کوئی بھی ظالم نہیں کہتا۔ اسی طرح کفر کے

پھوڑے کو اولاً تو وعظ و نصیحت کا مرہم لگایا جائے گا۔ اس سے ٹھیک نہ ہو تو پھر جو یہ کا ٹیکہ لگایا جائے گا۔ اگر اس ٹیکہ سے بھی اصلاح نہیں ہوئی تو پھر اس ردی اور خراب عضو کو کاٹ دیا جائے گا تاکہ ملت کے باقی افراد اس مہلک مرض سے بچے رہیں۔ اگر کوئی حکومت مال کے چوروں، ڈاکوؤں کی سرکوبی نہ کرے تو ملک کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر اسلامی ریاست ایمان کے لٹیروں اور ڈاکوؤں کی سرکوبی نہ کرے تو یہ نظام بھی نہ چل سکے گا۔ لفظ جہاد سے مراد گناہوں سے جہاد۔ نفس سے جہاد۔ عادات قبیحہ سے جہاد۔ دشمنان اسلام سے جہاد سبھی شامل ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و آلہ وسلم۔

فاکثروا ذکر اللہ

اس خطبہ تقویٰ کے اندر تیسری بڑی اہم چیز جس کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ ذکر اللہ ہے۔ نماز، روزہ، حج۔ زکوٰۃ۔ اعمالِ صالحہ، اوراد و وظائف، تلاوت، انبیاء علیہم السلام کے واقعات، اولیاء اللہ کے قصص، حق و انصاف پر گامزن رہنا، عدل و انصاف کو ملحوظ رکھنا یہ سبھی امور ذکر اللہ میں شامل ہیں۔ ذکر اللہ ہی ایسی چیز ہے جس سے سکون قلب ملتا ہے۔ قرآن مقدس فرماتا ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ آیت شا آگاہ ہو جاؤ خدا کی یاد سے دل مطمئن ہوتے ہیں۔

۷۹۔ ○ اللہ کا ذکر بہترین عبادت ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے جو لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ انہیں فرشتے اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں اور رحمت الٰہی انہیں گھیر لیتی ہے۔ (مسلم شریف)

۸۰۔ ○ بہترین عمل یہ ہے کہ انسان کی زبان ذکر اللہ سے تر رہے۔ اور اسی حال پر دنیا سے جائے۔ (احمد و ترمذی)

۸۱۔ ○ شیطان انسان کے دل پر چپٹا ہے اور اللہ کے ذکر سے بھاگتا ہے۔

(بخاری شریف)

۸۲۔ ○ ہر گھر کی زینت ہوتی ہے اور مسجدوں کی زینت اللہ کا ذکر اور ذاکرین ہیں۔

(در منثور)

۸۳۔ ○ غافلوں میں ذاکر ایسا ہے جیسے بھاگے ہوئے لشکر میں جہاد کرنے والا۔ اور خشک درخت میں ہری شاخ اور اندھیرے گھر میں چراغ۔ (رزین)

۸۴ ○ قیامت کے دن کچھ نورانی لوگ نور کے ممبروں پر ہوں گے، لوگ ان پر رشک کریں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو مل کر اللہ اللہ کرتے ہیں۔

(طبرانی، درمنثور، تفسیر نعیمی، ج ۲، ص ۳۷)

۸۵ ○ کچھ ملائکہ ذکر کے حلقوں کو ڈھونڈتے ہیں جہاں پاتے ہیں انہیں گھیر لیتے ہیں۔ پھر رب تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں ہم ان بندوں کے پاس سے آرہے ہیں جو تیری کتاب پر ایمان لاتے ہیں اور نبی پاک پر درود پڑھ رہے تھے۔ رب فرماتا ہے میں نے انہیں بخش دیا۔ وہ عرض کرتے ہیں ان میں بعض اتفاقیہ آ گئے تھے فرمایا انہیں بھی بخش دیا۔ (درمنثور۔ نعیمی)

○ اللہ کا ذکر مصائب و مشکلات کو ٹالتا ہے۔

○ ذکر اللہ سے روح کو سکون ملتا ہے۔

اونچی آواز سے ذکر اللہ کرنے والے ہوں یا آہستہ آہستہ سبھی اللہ کو محبوب ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیا محمد وعلیٰ آلہ وسلم

عادوا اعداءہ

اس مقدس خطبہ میں یہ بھی ایمان کا حصہ قرار دیا کہ "خدا کے دشمنوں سے دشمنی رکھو"

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد آج کل کے صلح کلی کے قائل لوگوں کو تازیانہ ہے جو یہ سمجھ رہے ہیں کہ اگر کوئی خدا و رسول کی مخالفت کر رہا ہے تو ہمیں کیا ہے ہمارے ساتھ تو اچھا ہے۔ معاذ اللہ) جو شخص خدا و رسول کا وفادار نہیں وہ کسی کا وفادار کیسے ہو سکے گا۔ نہایت ضروری ہے کہ خدا و رسول کے باغیوں اور ان کی بغاوت و سرکشی سے نفرت کی جائے۔ اور ایسے لوگوں سے قلبی تعلقات وابستہ نہ کیے جائیں عادوا و اعداہ کے ارشاد کو بار بار پڑھیئے غور کیجئے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعلمین ہیں مگر خدائے قدوس جل مجدہ کے باغیوں کے سامنے صف آرا بھی ہیں جب اپنی ذات کا مسئلہ ہے تو رحمت ہی رحمت ہیں مگر جب دین کا مسئلہ آیا تو میدان بدر میں تلوار لے کر بھی نکلے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین

مسجد جُمعہ

محلہ بنی سالم کی یہ مقدس مسجد جس میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جمعہ پڑھائی ہے مسجد عاتکہ کے نام سے مشہور تھی۔ حضور علیہ السلام کے نماز جمعہ پڑھانے پر مسجد جمعہ ہوئی (خلاصۃ الوفاء ص۲۶ اخبار مدینۃ الرسول ص۶۵)

اس مسجد شریف کی دیوار پر یہ کندہ تھا امر ببناء ھذا المسجد امیر المومنین ملک مظفر۔ اس مسجد کی جدید تعمیر ملک مظفر نے کرائی۔ خلاصۃ الوفاء کے اسی عنوان مسجد جمعہ کے پڑھنے اور تقدم و تاخر پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ یہ مسجد جمعہ وہی مسجد ہے جس کی امامت کے فرائض سیدنا عتبان بن مالک انجام دیتے رہے۔ یہ وادی۔ وادی رانونا کے نام سے مشہور تھی۔ اس وادی میں جو ٹیلے تھے وہ اطم عتبان بن مالک کے نام سے مشہور تھے۔ دور سے زیارت تو اس مسجد پاک کی بارہا

نصیب ہوئی۔ مگر نوافل اور سجدہ ریزی کا شرف ۱۹۸۰ء کی حاضری میں غزالیٔ وقت سیدی علامہ سید احمد سعید کاظمی کی معیت میں ملا۔

عتبان بن مالک کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۸۷۔ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کے عشق و محبت کا واقعہ صحیحین میں موجود ہے۔ ان کے رہائشی مکان اور مسجد مبارک کے درمیان سیل بہتی تھی۔ بینائی کمزور ہوگئی۔ مسجد شریف کے آنے جانے میں تکلیف محسوس ہونے لگی تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔

انی انکرت بصری فوددت انک تاتی فتصلی من بیتی مکانا اتخذہ مصلی۔ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۱۵۸)

حضور بینائی کمزور ہوگئی ہے۔ راستہ میں سیل بہتی ہے۔ مسجد میں حاضر نہیں ہوسکتا۔ چاہتا ہوں میرے گھر تشریف لائیں اور دو رکعت نماز ادا فرمائیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمالیا۔ حسب وعدہ عتبان رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا بتاؤ کیا کہتے ہو۔ درخواست کو دہرایا گیا تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ سیدنا عتبان بن مالک نے اسی جگہ کو اپنی سجدہ گاہ بنالیا[1] (بخاری و مسلم)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

نبی موعود کا بے تابانہ انتظار

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبا اور محلہ بنی سالم سے روانگی کی اطلاع ہو

[1] تیرا آستاں جو نہ مل سکا تیری رہگذر پہ جبیں سہی۔ مجھے سجدہ کرنے سے غرض ہے جو وہاں نہیں تو یہیں سہی

چکی تھی۔ مدینۃ الرسولؐ کے باسی اپنے پرائے، بیگانے یگانے، چھوٹے بڑے، مرد و خواتین سبھی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آرا کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے بے تاب تھے۔ اپنی تشنگی بجھانے اور زیارت کرنے اور یہود نصاریٰ توراۃ و انجیل کی عبارات کی تصدیق کرنے کے لیے منتظر تھے۔ باوجود اس کے کہ توراۃ و انجیل تحریف کا نشانہ بنیں۔ بخت نصر نے بیت المقدس پر حملہ کے دوران توراۃ کے نسخے ایک ایک کر کے جلوا دیے۔ پھر بھی بائیبل میں آج تک محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و جلوہ گری کا ذکر موجود ہے۔

مدینۃ الرسولؐ کے یہودی بھی منتظر تھے

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ میں جلوہ گری کا توراۃ شریف میں ذکر آچکا تھا۔ اسی لیے یہود و نصاریٰ منتظر تھے۔

پہلی بشارت

کتاب یسعیاہ باب ۴۲ درس ۱۱ میں مدینۃ الرسولؐ کا ذکر اب بھی موجود ہے۔ "سلع کے باشندے گیت گائیں گے۔ مدینۃ الرسولؐ کا نام انبیاء سابقین کی کتب میں سلع ہے۔ مؤرخ طبری کے بیان سے واضح ہے جنگ احزاب کے موقع پر جہاں پر خندق کھودی گئی تھی وہاں ایک پہاڑی ہے جس کا نام سلع ہے۔ اسی کتاب کے اسی درس میں ہے "پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں گے۔

دوسری بشارت

یسعیاہ کی کتاب ۲۱ میں ہجرت کا ذکر موجود ہے عبارت یہ ہے۔

"عرب کے صحرا میں تم رات کاٹو گے اے ددانیوں کے قافلو پانی لے کر پیاسے کا استقبال کرنے آؤ۔ اے تیما کی سرزمین کے باشندو روٹی لے کر بھاگنے والے کے لیے نکلو۔ کیونکہ تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھچی ہوئی کمان اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں۔ مزدو کے سے ایک ٹھیک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی۔ قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائیں گے۔

تشریح

اس درس میں ددانیوں اور تیما والوں کو حکم ہے کہ ان کا استقبال کریں اور روٹی پانی سے ان کی تواضع کریں۔ اس حکم کی تعمیل کے لیے یہودی موجود تھے۔ ددان سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پڑ پوتے کا نام ہے۔ اوس و خزرج کے قبائل انہیں کی اولاد سے ہیں۔

تیما سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کے آٹھویں فرزند کا نام ہے ان کی اولاد مدینۃ الرسول ﷺ کے عقب میں آباد ہوئی۔ ننگی تلواروں کے سامنے سے "جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کی رات مکہ مکرمہ سے نکلے ہیں تو یہی کیفیت تھی۔

کھنچی ہی رہ گئیں خوں ریز خوں آشام شمشیریں
کسی نے کھینچ دی ہوں جس طرح کاغذ پہ تصویریں

قیدار سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کے دوسرے فرزند کا نام ہے۔ قریش انہیں کی نسل سے ہیں۔ ایک سال بعد قیدار کے بہادر تیرانداز گھٹ جائیں گے اور ان کی شان و شوکت ختم ہو جائے گی۔ چنانچہ ہجرت کے ایک ہی سال بعد جنگ بدر کا واقعہ پیش آیا جس میں قریش کے نامی گرامی بہادر مارے گئے اور ان کا رعب داب خاک میں مل گیا۔ آج یہاں توراۃ کے اس حکم کی تعمیل "استقبال کرنے آؤ" میں یہود

نصاریٰ بھی بےتابانہ منتظر تھے۔ یسعیاہ کتاب کا ۲۰، ۲۱ باب غور سے پڑھیں تو اس کا ایک ایک درس ہمارے سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر منطبق نظر آئے گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

تیسری بشارت

کتاب استثناء ۱۸ باب ۱۵ درس میں موجود ہے۔ "خداوند تیرا خدا تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ اس باب کے درس ۱۸ میں مزید وضاحت سے بتایا گیا ہے۔

چوتھی بشارت

"میں ان کے لیے انہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی ان سے کہے گا" قرآن حکیم نے اس آخری حصے کی اس طرح تصدیق فرمائی۔

آیت پ۲۷ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں فرماتے۔

تشریح

انہیں کے بھائیوں میں سے۔ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسمٰعیل ہیں۔ پیدائش باب ۱۶ - ۲۵ - یہ الفاظ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا کھلا اعلان کر رہے ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسماعیل سے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سید الانبیاء محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

اسی درس کے الفاظ "تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا" اسی درس سے واضح ہے کہ اے موسیٰ تیری مانند نبی بھیجوں گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں موسیٰ علیہ السلام کی مانند کوئی نبی آیا ہے؟

کتاب پیدائش باب ۱۶ و ۲۱ و باب ۲۵ میں وضاحت موجود ہے کہ بنی اسرائیل میں موسیٰ علیہ السلام کی مانند کوئی نبی نہیں ہوا۔ اس لیے یہ بشارت حضور علیہ السلام کی ہی ہے۔ رہا مسئلہ مانند کا تو وہ بعض اوصاف میں مماثلت دکھائی دیتی ہے، مثلاً دونوں انبیاء علیہم السلام صاحب ہجرت ہیں۔ دونوں انبیاء علیہما السلام صاحب شریعت ہیں۔ دونوں انبیا علیہما السلام صاحب جہاد ہیں۔ دونوں انبیاء علیہما السلام نے چالیس سال پورے ہونے پر اعلان نبوت فرمایا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وعلیٰ الہ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسولؐ کے عیسائی بھی منتظر تھے

یہود کی طرح مدینہ منورہ کے عیسائی بھی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد کے منتظر تھے کہ انجیل میں شہنشاہ کونین کی آمد وظہور کی خبر دی جا چکی تھی۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے آخری خطبہ میں آخری تسلی دینے والے کی خبر دی تھی جو دنیا کے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔ اور ان کو سب چیزیں سکھائے گا اور آپ نے عیسائیوں کو ان کے حکم پر چلنے کی تاکید کی تھی۔

پانچویں بشارت

وہ میری بزرگی کرے گا تمہیں سچائی کی راہ بتائے گا۔ (انجیل یوحنا ۱۳، ۱۴، ۱۹ باب) اسی وقت سے عیسائی بھی اس نبی موعود کے منتظر تھے کہ وہ نبی آئیں جو انہیں

یہود کے ظلم و ستم سے نجات دلائیں۔ عیسائیوں کے سامنے مسیح کی صداقت کا ذکر کریں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہٖ وصحبہ وسلم

چھٹی بشارت

"وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے" (یوحنا ۱۴/۱۶-۱۵)

تشریح: امت کے ساتھ ابد تک رہنے والے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جو معراج شریف پر گئے۔ مکان و لامکان کو عبور کیا۔ رب قدوس جل مجدہٗ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ پھر واپس امت کے پاس آگئے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تو کچھ عرصہ زمین پر ٹھہر کر آسمان پر تشریف لے گئے۔ جو یقیناً ابد تک ساتھ رہنے والے قرار نہیں دیے جا سکتے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہٖ وصحبہ وسلم

ساتویں بشارت

"اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تمہارے پاس نہیں آئے گا" یوحنا ۱۶/۷

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے سلسلہ میں کس قدر واضح عبارت ہے جو کسی تشریح کی محتاج نہیں۔

آٹھویں بشارت

"کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا۔ استثنا ۳۳/۲

تشریح: بائبل میں جس قدر پہلے انبیاء علیہم السلام کی کتابیں موجود ہیں ان میں مکہ کا نام فاران ہے۔ اس جگہ فاران بن حمیر نے قبضہ کیا تھا۔ کتاب پیدائش ۲۱/۲۱ میں سیدنا

اسمٰعیل علیہ السلام کے متعلق یہ کلمات موجود ہیں "وہ فاران کے بیابان میں رہتا تھا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

نویں بشارت

"ہمارا علم ناقص اور ہماری نبوتیں ناتمام مگر جب وہ جو کامل ہے آئے گا تو وہ جو ناتمام ہے جاتا رہے گا۔"

تشریح: یہ خطاب و اعتراف مسیح علیہ السلام کا ہے معلوم ہوا کہ مسیح کے بعد کوئی آنے والے ہیں جن کی نبوت بھی تمام ہوگی۔ علم بھی کامل ہوگا اور وہ مدینۃ الرسول میں داخل ہونے والے ہمارے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

مدینۃ الرسول میں والہانہ استقبال

مدینہ منورہ میں آپ کی آمد کی خبر پہنچ چکی ہے۔ ہر فرد آفتاب نبوت کے انتظار میں چشم براہ ہے۔ دیدہ و دل فرش راہ کئے ہوئے ہے۔ صبح ہی سے لوگ مقام حرّہ پر آجاتے ہیں۔ دوپہر کو واپس ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے آپ کو ایک یہودی نے دیکھا اور کہا یا بنی قیلہ ھذا احدکم، اے بنی قیلہ تمہارا نصیب جاگ اٹھا۔ عمارہ بن خزیمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وادی بنی سالم میں نماز جمعہ ادا فرمانے کے بعد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری منگوائی اور مدینہ منورہ کی جانب سفر شروع فرمایا۔ سفر کی کیفیت یہ تھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پیچھے دائیں بائیں انصار کے مسلح نوجوان تھے جن میں سے کچھ پیدل چل رہے تھے اور کچھ سوار تھے۔ انصار کا یہ عظیم الشان گروہ نہایت وجدانی کیفیت میں بڑھ رہا ہے۔ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ جھنڈا لیے آگے آگے چل رہے ہیں۔ (زرقانی، ج ۱ ص ۳۵۴)

۱۸۷

ہوا چاروں طرف چرچا اور عالم میں پکار آئی
بہار آئی بہار آئی بہار آئی بہار آئی
فضا میں بس گئیں توحید کی آزاد تکبیریں
یہ تکبیریں تھیں باطل کے گلو پر تیز شمشیریں!
جنوبی سمت اٹھا ایک نورانی غبار آخر
سوار شہر میں داخل ہوا ناقہ سوار آخر

ہر شخص کی خواہش ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر میں قیام فرمائیں محلہ بنی سالم کے عتبان بن مالک نوفل بن عبداللہ آگے بڑھ کر عرض کرتے ہیں حضور ہمارے ہاں قیام فرمائیں۔ اللہ کے فضل سے باغات ہیں۔ مکانات ہیں۔ خدام ہیں۔ قوت ہے۔ جو شخص ہمارے ہاں آجاتا ہے اور ہم اسے اپنی حفاظت میں لے لیتے ہیں پھر اسے کوئی پوچھ نہیں سکتا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے فرماتے ہیں "خلّوا سبیلھا انھا مامورة" راستہ سے ہٹ جاؤ اور اونٹنی کو حکم دے دیا گیا ہے۔ جب محلہ بنی ساعدہ سے شاہی سواری گذری تو سعد بن عبادہؓ منذر بن عمرو اور ابو دجانہ راستہ روکتے ہوئے عرض کرتے ہیں حضور ہمارے محلہ کو شرف بخشیے ہمارے گھروں کی رونق بنیئے۔ (ابن ہشام) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرماتے ہوئے راستہ سے ہٹ جانے کا حکم فرمایا۔ ذرا آگے بڑھے تو عبادہ بن صامت نے یہی درخواست کی انہیں بھی راستہ سے ہٹ جانے کا حکم ملا۔ محلہ بنی عدی سے گزر ہوا تو ابو سلیط صرمہ بن انیس سامنے کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں۔ محلہ بنی حارث سے گذر ہوا تو سعد بن ربیع، عبداللہ بن رواح اور بشر بن سعد نے یہی درخواست کی۔ لا تجاوزنا الی غیرنا لیس احدٌ منا اولی بك منا لقرابتنا حضورؐ آپ کسی اور کے ہاں نہ جائیے۔ پوری قوم میں ہم سے زیادہ کوئی قرابتدار نہیں ہے۔

انہیں بھی دعا سے نوازا اور سفر جاری رکھا۔ محلہ بنو مالک سے گذر ہوا تو اہل محلہ نے یہی درخواست کی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی جواب فرمایا اور دعائے خیر سے نوازتے ہوئے آگے چلے گئے۔ محلہ بنی بیاضہ سے گزر ہوا تو زیاد بن لبید فروہ بن عمر نے یہی درخواست کی اور انہیں بھی وہی جواب ملا۔ غرض مدینہ منورہ کا ذرہ ذرہ وجد اور کیف میں ہے ؎

در و دیوار استادہ ہوئے تعظیم کی خاطر
زمین کیا آسمان بھی جھک گئے تسلیم کی خاطر

۸۸۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی میں حبشی نوجوانوں نے نیزہ بازی کے کرتب دکھلائے۔ جس دن حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جلوہ گر ہوئے ہر شے جگمگا اٹھی۔ (خلاصۃ الوفا ص ۱۲۷) جس دن وصال فرمایا تو ہر شے تاریک تھی۔

۱۔ دُور شو اے ظلمت شام فراق ۔۔۔ کافتاب وصل تاباں مے رسد

ترجمہ: اے شام فراق کے اندھیرے دور ہو جا وصل کا درخشندہ آفتاب طلوع ہو گیا ہے۔

۲۔ تازہ باش اے تشنۂ وادیٔ غم ۔۔۔ کہ برایت آب حیواں می رسد

ترجمہ: اے وادیٔ غم کے پیاسے تازہ دم ہو جا کہ تیرے لیے آب حیات آگیا

۳۔ شاد باش اے خستہ ہجران بلا ۔۔۔ کز پے درد تو درماں می رسد

ترجمہ: اے ہجر کی مصیبتوں میں پسے ہوئے تجھے مبارک ہو تیری بیماری کا علاج آگیا۔

۴۔ زغم و درد مکن نالہ فریاد کہ دوش ۔۔۔ زدہ ام فالے رسے می آمد

ترجمہ: غم اور درد سے نالہ و فریاد نہ کر کل رات میں نے فال نکالی ہے فریاد رس

آرہا ہے۔

یسعیاہ نبی کی کتاب درس ۲۱ ۴۲ سلع کے باشندے گیت گائیں گے۔ اس بشارت کا ظہور آج ہو رہا ہے۔ آج عشق و محبت ذوق و وجد کا عجیب سماں ہے توراۃ کی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ جمال نبوی کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے خواتین بھی باہر آگئیں اور انتہائی وجد و کیف میں یہ اشعار پڑھے۔ اسی توراۃ کی پیش گوئی پوری ہوئی۔

۱۔ طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

ترجمہ۔ وہ دیکھو ثنیات الوداع کی پہاڑیوں سے چودھویں کا چاند نظر آگیا۔

۲۔ وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

ترجمہ: اب ہم پر اس عظیم احسان کا شکر کرنا لازم ہے جب تک اللہ کو کوئی پکارنے والا باقی ہے

۳۔ ایھا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع

ترجمہ اے وہ مقدس ذات جو ہم میں رسول بنا کر بھیجے گئے۔ آپ ایسے احکام لے کر آئے ہیں جن کی اطاعت لازم ہے۔

۴۔ جئت شرفت المدینہ مرحبا یا خیر داع

ترجمہ: آپ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے مدینہ کو شرف بخشا حق کی طرف بہتر انداز میں بلانے والے آپ کا آنا مبارک جب یہ شاہی سواری محلہ بنو نجار سے گزری تو قبیلہ بنو نجار کی بچیاں دفیں بجا بجا کر یہ شعر پڑھ رہی تھیں۔

۵۔ نحن جوارین من بنی نجار یاحبذا محمد من جار

ترجمہ: ہم بنو نجار کی بچیاں کس قدر خوش نصیب ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس نصیب ہو رہا ہے۔

ہم ہیں بچیاں نجار کے عالی گھرانے کی خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

مسلمانوں کے بچے بچیاں مسرور تھے سارے
گلی کوچے خدا کی حمد سے معمور تھے سارے
نبوت کی سواری جس طرف سے ہوتی جاتی تھی
درود و نعت کے نغمات کی آواز آتی تھی

یہاں بھی کشتگان عشق و محبت نے اونٹنی کی مہار پکڑی تو فرمایا دعوھا چھوڑ دو فبرکت علی باب ابی ایوب۔ آخر یہ مقدس اونٹنی ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر بیٹھ گئی۔ (خلاصہ صفحہ ۱۳۶) سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ نے آپ کا سامان اٹھایا اور گھر لے گئے

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم

مبارک منزلے کاں خانہ را ماہ چنیں باشد۔
ہمایوں کشورے کاں عرصہ را شاہے چنیں باشد

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کسی مقام کا انتخاب نہ فرمایا تاکہ کشتگان تسلیم و رضا۔ پیکران صدق و صفا کے دلوں میں کوئی ذرہ بھر بھی مناقشہ پیدا نہ ہو۔ مقدس اونٹنی کا بیٹھنا سب کے لیے باعث عشق و محبت ثابت ہوا ؎

رکی یکبارگی ناقہ بحکم حضرت باری
جہاں اک سمت بستے تھے ابو ایوب انصاری

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اصرار کیا کہ آپ بالاخانہ میں جلوہ افروز ہوں مگر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نچلی سطح میں رہنا پسند فرمایا کہ ملاقات کرنے والوں کو بھی آرام رہے اور گھر والوں کو بھی تکلیف نہ ہو۔ سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم کھانا تیار کرکے نیچے بھیج دیا کرتے تھے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تناول فرما لیتے تو جو بچا ہوا کھانا واپس ہوتا ہم کھایا کرتے۔ جس جگہ پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کی مقدس انگلیوں کے نشانات لگے ہوتے ام ایوب تبرکاً وہاں سے کھایا کرتیں۔

مدینہ منورہ کے داخلہ کو علامہ طنطاوی نے اس طرح بیان کیا ہے۔

ولو استطاعت من الحب لفرشت لہ الطریق بقطع اکبادھا

حتی یمشی علی قلوبھا (رجال من التاریخ)

ترجمہ: اگر ممکن ہوتا تو اہالیان مدینہ منورہ اپنے دلوں کو نکال کر فرش بچھاتے اور محبوب اس بچی ہوئی راہ پر چلتے۔

مدینۃ الرسول قرآن حکیم کی روشنی میں

آیت ۱۷۔ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ؕ

ترجمہ: زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مُدْخَلَ صِدْقٍ سے مراد مدینہ منورہ ہے اور مخرج صدق سے مکہ مکرمہ ہے۔ (خلاصہ ص۴)

آیت ۱۸۔ لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ

ترجمہ: البلد کی مشہور تفسیر مکہ مکرمہ ہے مگر علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ نے البلد سے مراد مدینہ منورہ بھی لیا ہے۔ (خلاصہ ص۳، وفاء الوفا ص۱۲) واسطی نے عیاض سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

آیت ۱۹۔ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ۔

ترجمہ: منزل مبارک سے مراد بھی مدینہ منورہ ہے۔ (خلاصۃ الوفا، وفاء الوفا)

آیت ۲۰ : اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا ۔

ترجمہ: ارض اللہ سے مراد مدینہ منورہ ہے۔ (خلاصہ ص۳ وفاء الوفا ص۱)

آیت ۲۱ ۔ وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِیْمَانَ ۔

۱۸۹۔ ترجمہ: ابن زبالہ نے عثمان بن عبدالرحمٰن وعبداللہ بن جعفر سے روایت کی کہ دار اور ایمان سے مراد مدینہ منورہ ہے۔ (وفاء الوفاء ص۱۱)

آیت ۲۲۔ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۔

ترجمہ: یہاں حسنۃ سے مراد مدینہ منورہ ہے کہ اس میں حسّی، معنوی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ (وفاء الوفاء ص۱۱) جب حسنۃ سے مراد مدینہ منورہ ہوا تو رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدنیا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً کا معنی یہ ہو گا۔ اے اللہ ہمیں دنیا میں بھی مدینہ منورہ نصیب ہو اور ہماری موت بھی یہیں ہو۔

وصلی اللہ تعالیٰ حبیبہ وسلم

آیت ۲۳۔ كَمَا اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ

ترجمہ: یہاں بَيْتِكَ سے مراد مدینہ منورہ ہے۔ (خلاصہ ص۵)

آیت ۲۴ يَا اَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ ۔

اس آیۃ کریمہ میں واضح طور پر نام ذکر فرمایا گیا۔

مدینۃ الرسولؐ احادیث کی روشنی میں

مدینۃ الرسول افضل ترین خطہ ہے

۹۰ ابن جوزی نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر آپ کے دفن کے سلسلہ میں اختلاف رائے ہوا کہ حضور علیہ السلام کو کس جگہ دفن کیا جائے تو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

لَيْسَ فِي الْاَرْضِ بُقْعَةٌ اكرم على الله من بقعة قبض نفس نبيه صلى الله عليه وسلم ۔ (خلاصہ ص۱۲)

ترجمہ: فرمایا وہ جگہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا ہے۔ اس خطہ سے افضل

کوئی خطہ نہیں ہے۔

جو طور بداماں ہے تیرے فیضِ قدم سے
وہ راہگزر چاند ستاروں سے حسیں ہے

(قمر یزدانی)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسول محبوب ترین خطہ ہے

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے

لا یقبض النبی الا فی احب الامکنۃ الیہ رواہ ابو یعلی

(خلاصۃ الوفا صہ ۱۳)

پیغمبر کا وصال اسی جگہ ہوتا ہے جو اسے زیادہ محبوب ہو۔

شیخ سمہودی فرماتے ہیں جو چیز اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ہوگی وہ کیسے افضل ترین نہیں ہوگی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

اللھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد رنین

(وفاء الوفاء صہ ۲ بخاری شریف صہ ۲۵۳/۱۲۰ خلاصۃ صہ ۱۳)

اے اللہ تعالیٰ ہمیں مدینہ منورہ محبوب بنا دے جس طرح مکہ مکرمہ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم

روئے زمین کا محبوب ترین خطہ۔

ما علی الارض بقعة احب الیّ من ان یکون قبری بہا منہا

(خلاصۃ صـ۱۳ و صـ۱۷)

میری قبر کی جگہ مجھے روئے زمین سے زیادہ محبوب ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد وعلیٰ الہ وصحبہ وسلم

خدا کا محبوب ترین خطہ۔

اللہم انک اخرجتنی من احب البقاع الی فاسکنی فی احب البقاع الیک رواہ الحاکم فی المستدرک ۔

(خلاصۃ صـ۱۲ ووفاء الوفاء صـ۲۴)

اے رب قدوس تو نے مجھے اس سرزمین سے ہجرت کا حکم دیا جو مجھے محبوب تھی اب ایسی جگہ پر مجھے ٹھہرا جو تجھے زیادہ محبوب ہو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد وعلی الہ وصحبہ وسلم

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت آئے گا آدمی اپنے اہل وعیال کو دوسری جگہ بلائے گا حالانکہ مدینہ منورہ اس کیلئے بہتر ہے۔

والمدینۃ خیر لہم لو کانو یعلمون (وفاء الوفا صـ۲۵)

مدینہ منورہ کا قیام ان کے لیئے بہتر تھا کاش وہ سمجھتے ؎

طیبہ کے ہوتے خلد بریں کو کیا کروں حسن

مجھ کو یہی پسند ہے مجھ کو یہی عزیز

(مولانا حسن رضا)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

ایمان مدینۃ الرسولؐ میں پناہ لے گا

۹۱ ان الایمان لیارز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الیٰ جحرھا (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۵۲)

ایمان مدینہ منورہ میں پناہ لے گا جیسے سانپ اپنے بل میں چلا جاتا ہے۔

شفاعت کا وعدہ

۹۲ من صبر علی لاوائھا وشدتھا کنت لہ شھیدا او شفیعاً یوم القیامۃ (خلاصۃ ص ۳۱ کنز العمال ص ۱۲۵ ج ۱۶ صحیحین)

جس شخص نے مدینہ منورہ کی مشکلات پر صبر کیا میں قیامت کے دن اس کا گواہ و شفیع ہوں گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسولؐ کی موت شفاعت کی ضامن ہے

۹۳ من مات بالمدینۃ کنت لہ شفیعاً یوم القیامۃ (کنز العمال ص ۱۲۵ ج ۱۶)

جو شخص مدینہ منورہ میں فوت ہوا میں اس کا شفیع ہوں گا۔

؎ خاک مدینہ پر مجھے اللہ موت دے
وہ مردہ دل ہے جس کو نہ ہو زندگی عزیز

(مولانا حسن رضا خاں)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسول میں موت کی کوشش

۹۴ ۱- من استطاع منکم ان یموت فی المدینۃ فلیمت بھا انی اشفع لمن یموت بھا۔ خلاصہ ص۱۱ کنز العمال ص۲۵ ج ۱، وفاء الوفا ص۴۹

جس سے ہو سکے کہ اسے مدینہ منورہ میں موت آئے تو ایسا کرے جسے مدینہ منورہ میں موت آئے گی میں اس کی شفاعت کروں گا۔

؎ اس راہ کی خاک پر مجھے مرنا پسند ہے
تخت شہی پہ کس کو نہیں زندگی عزیز (مولانا حسن رضا)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسول مکہ مکرمہ سے افضل ہے

۹۵ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے سنا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

والمدینہ خیر من مکۃ

مدینہ مکہ سے افضل ہے (وفاء الوفا ص۳۷ ج ۱)

اہل مدینہ کا حشر میرے ساتھ ہوگا

۹۶ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انا اول من تنشق عنہ الارض ثم ابو بکر ثم عمر ثم اٰتی اھل البقیع فیحشرون معی ثم انتظر اھل مکۃ۔

سب سے پہلے (قیامت کو) میں اٹھوں گا پھر ابوبکرؓ پھر عمرؓ پھر میں اہلِ بقیع کے پاس آؤں گا وہ میرے ساتھ اٹھیں گے میں پھر اہلِ مکہ کا

کا انتظار کروں گا

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ وسلم

اہل مدینۃ الرسولؐ کی دشمنی تباہی ہے

۹۷ لا یکید اھل المدینۃ احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء (بخاری شریف ج۱ ص۲۵۲ خلاصہ ص۱۸)

جو کوئی اہل مدینہ سے مکر و فریب کرے گا وہ اس طرح پگھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

اہل مدینہ سے برائی کا ارادہ بھی ہلاکت ہے

۹۸ من اراد اھل ھذہ البلدۃ بسوء اذابہ اللہ کما یذوب الملح فی الماء

جس شخص نے اہل مدینہ سے برائی کا ارادہ بھی کیا وہ اس طرح مصائب میں پگھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں۔

دشمنان مدینۃ الرسولؐ کے لیے بددعا

۹۹ سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔

اللھم من ارادنی واھل بلدی بسوء فعجل ھلاکتہ (خلاصہ ص۱۹)

اے اللہ جس نے میرے ساتھ اور میرے شہر والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ

کیا اسے جلد تباہ کر دے۔

دشمنانِ مدینۃ الرسولؐ پر لعنت

۱۰۰۔ من ظلم اہل المدینۃ واخافہم فلخفہ وعلیہ لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والناس اجمعین۔ خلاصۃ ص۱۹

اے اللہ تعالیٰ جس نے مدینہ والوں پر ظلم کیا اور انہیں ڈرایا تو اسے ڈرا اور اس پر اللہ کی لعنت ہو فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ وسلم

میری قبر مدینہ منورہ میں ہوگی

۱۰۱۔ المدینۃ مہاجری فیہا مضجعی ومنہا مبعثی حقیق علی امتی حفظ جیرانی ما اجتنبوا الکبائر۔ خلاصہ ص۱۰۲ وفاء الوفاء ص۴۸

مدینہ منورہ میرا مقام ہجرت ہے یہیں میری قبر ہوگی۔ یہیں سے قیامت کو اٹھوں گا میری امت پر لازم ہے میرے پڑوسیوں کی حفاظت کریں جب تک کبائر سے بچیں۔

؎ صد غیرت فردوس مدینے کی زمیں ہے
باعث ہے یہی اس کا کہ تو اس کا مکیں ہے (قمر یزدانی)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسولؐ کے شوق میں سواری کو تیز فرما دیتے

۱۰۲۔ اذا قدم من سفر فنظر الی جدر انہا ان کان علی دابۃ حرکہا

من حبها ۔ خلاصۃ الوفا ص۲۱ بخاری شریف ص۲۵۳ ج ا ۔

جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لاتے اور مدینہ منورہ کی دیواروں پر نظر پڑتی تو شوق مدینہ میں سواری کو تیز ہانک دیتے ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسولؐ تسکین دل و جان ہے

۱۰۳ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان اذا قدم من سفر من اسفارہ فاقبل علی المدینۃ یسیرا و یقول اللھم اجعل لنا بھا قرارا و رزقا حسنا ۔ خلاصہ ص۲۱

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے واپس آتے تو مدینہ منورہ کے قریب ہو جاتے اور یہ دعا فرماتے کہ اے اللہ مدینہ منورہ کو ہمارے لیے تسکین اور رزق حسنہ بنا دے ۔

جنت بھی لینے آئے تو چھوڑیں نہ یہ گلی
منہ پھیر بیٹھیں ہم تیری دیوار کی طرف

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسولؐ میں دوگنا برکت

۱۰۴ ۔ اللھم اجعل بالمدینۃ ضعفی ما جعلت بمکہ من البرکۃ (بخاری ومسلم خلاصۃ الوفا ص۲۱)

اے اللہ کریم مدینہ منورہ میں مکہ مکرمہ کی نسبت دوگنا برکت عطا فرما ۔

فائدہ :۔ یہ برکت مال و دولت سے خاص نہیں اعمال صالحہ کا اجر و ثواب بھی شامل ہے کہ مطلقاً برکت کا ذکر ہے لہٰذا مدینہ منورہ میں کسی بھی نیکی کا ثواب دوگنا زیادہ ہوگا ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہٖ وصحبہ وسلم

ہماری موت مکہ مکرمہ میں نہ آئے

۱۰۵ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل مکۃ قال اللّٰھم لا تجعل منایانا بمکۃ حتی تخرجنا۔ (رواہ احمد، خلاصہ ص۳۸)

جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے تو دعا فرماتے اے اللہ ہماری موت مکہ مکرمہ میں نہ آئے حتیٰ کہ ہمیں یہاں سے نکال لے

توجیہ: اس حدیث شریف سے واضح ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ مدینہ منورہ میں موت کا ہے نہ کہ مکہ مکرمہ سے نفرت مراد ہے، معاذ اللہ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہٖ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسولؐ میں تین گنا برکت

۱۰۶- اللّٰھم بارک لنا فی مدینتنا اللّٰھم اجمع مع البرکۃ برکتین۔ (خلاصہ الوفا ص۳۱)

اے اللہ تعالیٰ ہمارے مدینے میں برکت بخش۔ اے اللہ ایک برکت کے ساتھ دو برکتیں جمع فرما دے۔

فائدہ: مدینہ منورہ میں کی گئی نیکی کا ثواب مکہ مکرمہ میں کی گئی نیکی سے تین گنا زیادہ ہے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہٖ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسولؐ کے ماپ تول میں برکت

۱۰۷- اللّٰھم بارک لنا فی مدینتنا اللّٰھم بارک لنا فی صاعنا اللّٰھم

بارك لنا فی مدنا (بخاری شریف ج ۱، ص۲۵۳)

اے اللہ تعالیٰ ہمارے مدینے میں برکت بخش۔ ہمارے صاع اور پیمانہ میں برکت عطا فرما۔ (صاع اور مد ماپ کے برتن ہیں)

فائدہ: اس حدیث شریف میں بارك لنا کا ارشاد دو مرتبہ فرما کر ان لوگوں کی غلط فہمی دور کی گئی ہے جو کہتے ہیں کہ برکت سے مراد صرف مال کی برکت ہے۔

مکہ مکرمہ کی موت پر افسوس کا اظہار

۱۰۸۔ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے تو حضور علیہ السلام نے ان کی اس کی موت پر اظہار افسوس فرمایا۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں سعد بن خولہ یرثی لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان مات بمکۃ (بخاری شریف ج ۱ ص۱۷۳)

مدینۃ الرسولؐ کے پھلوں میں برکت

۱۰۹۔ کان الناس اذا راو اول الثمرہ جاء وا بہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا اخذہ قال اللھم بارك لنا فی ثمرنا۔ (ترمذی۔ خلاصۃ الوفاء)

جب لوگ پہلی مرتبہ پھل پکا دیکھتے تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نذرانہ پیش کرتے آپ اسے پکڑ کر فرماتے اے اللہ ہمارے لیے پھلوں میں برکت عطا فرما۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسولؐ کے لیے دوہری دعا

۱۱۰۔ اللھم ان ابراھیم عبدك وخلیلك ونبیك وانی عبدك ونبیك وانہ دعاك بمکۃ وانا ادعوك للمدینۃ بمثل ما

دعا بمكة ومثله معه۔ (خلاصة الوفاء صـ۲۳ کنز العمال ج ۱۴ صـ۱۳۴۰۱)

اے اللہ ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے، نبی اور خلیل ہیں اور میں تیرا بندہ اور نبی ہوں انہوں نے مکہ کے لیے دعا فرمائی۔ میں مدینہ کے لیے ویسی دعا کرتا ہوں اور اتنی ہی مزید۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسول ﷺ سے بخار کو نکال دیا

۱۱۶۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل یہ مقدس شہر مختلف بیماریوں کا مرکز مشہور تھا۔ آپ تشریف لائے تو سیدنا ابوبکر صدیق، عامر بن فہیرہ، حضرت بلال، رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بخار ہو گیا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرداً فرداً ان کی عیادت فرمائی اور مدینہ منورہ سے بیماریوں کے ختم ہونے کی یہ دعا فرمائی۔

اللهم انقل حماها الى الجحفه۔ (خلاصۃ الوفاء صـ۲۳)

اے اللہ کریم بخار کو یہاں سے منتقل فرما دے۔

بخار سیاہ عورت کی شکل میں

۱۱۷۔ ابن زبالہ فرماتے ہیں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح صبح ایک آدمی کو دیکھا جس کے متعلق محسوس ہوا کہ وہ مکہ مکرمہ سے آ رہا ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے راستہ میں کوئی ملا اس نے عرض کی ایک سیاہ فام بکھرے بالوں والی عورت دیکھی ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تلك الحمى ولن تعود بعد اليوم ابدا (خلاصۃ الوفاء صـ۲۵)

یہ بخار تھا آج کے بعد واپس نہیں آئے گا۔

فائدہ: مدینہ منورہ میں رحمت آئی زحمت بھاگ گئی۔

؎ جتھے یار پب دھردا اوتھے اُگدا سرو دا بوٹا

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم۔

اسی عنوان کی دوسری حدیث

۱۱۳- اللھم حبب الینا المدینۃ وانقل وباءھا الی المھیعۃ (خلاصۃ الوفاء ص۲۵)

اے اللہ مدینہ ہمیں محبوب کردے اور اس کی بیماری یہاں سے منتقل کردے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

مدینۃ الرسولؐ پہ فرشتوں کا پہرہ

۱۱۴- علی انقاب المدینۃ ملائکۃ تحرسونہا لا یدخلہا الطاعون والدجال۔ (خلاصہ ص۲۱ بخاری ج۱ ص۲۵۲)

مدینہ منورہ کے دروازے پر فرشتے مقرر ہیں اس مقدس شہر میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہوسکیں گے۔

۱۱۵- دوسری حدیث میں ہے کہ دجال مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا، مگر فرشتے اسے داخل نہیں ہونے دیں گے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

مدینۃ الرسولؐ پر فرشتوں کی چھاؤں

۱۱۶- المدینۃ ومکۃ محفوفتان بالملئکۃ۔ (خلاصۃ الوفاء ص۱۱)

قدیم عنبری دروازہ، اور یہ جدہ یا مکہ مکرّمہ سے مدینہ منورہ داخل ہونے والے کے لیئے مرکزی دروازہ تھا۔

مدینہ منورہ سے مسجد قبار کے راستے میں واقع قلعہ قبا۔

مسجد السقیاء

شامی دروازے میں واقع مسجد السبق

سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا مبارک مقبرہ اور اس کی
عقبی جانب احد پہاڑ کا ایک منظر

شہداء اُحد کا مقبرہ اور اس کے ایک طرف اُحد پہاڑ کا ایک حصہ

ایک دوسرے کے آگے پیچھے تین مساجد

سیدنا عمر بن الخطاب کی مسجد

تصویر کی اگلی جانب مسجد الفتح کا عقبی منظر

مسجد سیّدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب

امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی مسجد

مسجد المصلّٰی (الغمامہ)

سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی مسجد

مسجد قبلتین

مسجد اجابہ

مسجد قبا، جو اسلام میں سب سے پہلے تعمیر ہوئی

مسجد الجمعة

مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کو فرشتوں نے پروں سے ڈھانپ رکھا ہے۔

؎ زہے یہ عز و وقار دیار رسول
حمیدہ سر یہاں دیکھی ہے خواجگی میں نے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

مدینۃ الرسول کی افضلیت

۱۱۷۔ عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت بقریۃ تاکل القری یقولون یثرب وھی المدینۃ۔ (بخاری شریف ص۲۵۲ ج ۱)

ابوہریرہ فرماتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایسی بستی میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے جو تمام بستیوں پہ حاوی ہوگی تمام سے افضل ہوگی لوگ یثرب کہتے ہیں۔ وہ مدینہ منورہ ہے۔

اس محبوب نگر۔ دیار حبیب، جلوہ گاہ شہنشاہ لامکان صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عروج وفروغ ملا کہ تمام بستیاں اس کے سامنے ماند پڑ گئیں اور افضلیت نمایاں ہوگئی۔

؎ نہ باغ خلد میں ہے نہ فصل نو بہار میں ہے
جو حسن وادی طیبہ کے مرغزار میں ہے (قمر یزدانی)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مدینہ منورہ کا نام طابہ خدا کے حکم سے رکھا گیا

۱۱۸۔ ان اللہ امرنی ان اسمی المدینۃ طابہ (راحت القلوب وفاء الوفا ...)
بخاری شریف ج ۱ ص۲۵۲

اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں مدینہ کا نام طابہ رکھوں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسولؐ کے غبار میں شفا ہے

۱۱۹۔ ابن نجار، ابن جوزی، رزین اور ابن اثیر نے اس حدیث شریف کو بیان کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غزوۂ تبوک سے واپس ہوئے تو حاضرین میں سے کسی نے مدینہ منورہ کے غبار سے منہ ڈھانپا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ ان فی غبارھا شفاء من کل داء (خلاصۃ الوفاء ص۲)

مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ مدینہ منورہ کے غبار میں شفا ہے۔

میری خاک یارب نہ برباد جائے
پس مرگ کر دے غبار مدینہ
ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی
شب و روز خاک مزار مدینہ (مولانا حسن رضا)

۱۲۰۔ عن سلمۃ رضی اللہ عنہا بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال غبار المدینۃ یطفی الجذام۔ (خلاصۃ الوفاء ص۳)

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا مدینے کا غبار کوڑھ کی بیماری کو ختم کر دیتا ہے۔

اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاکِ پاک
حسرت ملائکہ کو جہاں وضع سر کی ہے (اعلیٰحضرت)

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

بنو حارث کی شفایابی

۱۲۱۔ ابن جعفر علوی اور ابن نجار دونوں نے ابن زبالہ کے طریق سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بنو حارث کے ہاں تشریف لائے اور ان کی خیریت پوچھی بنو حارث نے عرض کی حضور آج کل سبھی بخار کی لپیٹ میں ہیں تو آپ نے فرمایا۔

تاخذون من ترابہ فتجعلونہ فی ماء ثم یتفل علیہ احدکم ففعلوا فترکھم الحمٰی (خلاصۃ الوفاء ص۴۸)

اس کی مٹی لے کر پانی میں حل کر دو پھر وہ پانی چھڑک دو انہوں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بخار سے نجات دی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول

۱۲۲۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مریض کے لیے فرمایا کرتے تھے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول للمریض بسم اللہ تربۃ ارضنا بریقۃ بعضنا یشفی سقیمنا۔

یہ کلمات فرما کر مریض کو دعا دیتے اس میں خاک مدینہ کا ذکر ہے۔

؎ واللیل ان کے گیسوئے خمدار کی قسم
کھائی ہے حق نے خاکِ دیار کی قسم

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ وسلم

شیخ مجدالدین کا مشاہدہ

شیخ مجدالدین فیروز آبادی فرماتے ہیں کہ ان کا ایک غلام مسلسل ایک سال بخار

میں مبتلا رہا تو انہوں نے ایک دن خاکِ شفا پانی اور پانی میں حل کرکے پلادی۔ اسی دن صحت یاب ہوگیا۔ (راحت القلوب ۱)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ ان کے پاؤں میں ورم ہوا اطباء نے لاعلاج قرار دیا۔ آپ نے خاکِ شفا استعمال کی صحت یاب ہوگئے (راحت القلوب ۲)

خاکِ شفا کا طریقہ استعمال

بنو حارث کی شفا یابی والی حدیث میں طریقہ بتادیا گیا ہے۔ پانی میں ڈال کر پانی مریض پر چھڑک دیا جائے۔ پھر وہ تبرک سمجھتے ہوئے وہ پانی پی لے۔ زخم ہو تو خاکِ شفا زخم پر لگائی جائے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قوی امید ہے شفا نصیب ہوگی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

ذاتی تجربہ

غالباً ۱۹۷۵ء کی بات ہے۔ ان دنوں میں شدید بیمار تھا۔ داڑھی کے بال گر رہے تھے۔ سر کے بال اکثر جھڑ چکے تھے۔ تمام رات درد اور کھجلی میں گزر جاتی۔ خارش کی شدت سے نڈھال رہتا۔ تمام رات جاگتے گزر جاتی۔ نیند کا تصور ہی نہ تھا۔ نیند کے لیے دعائیں کرتا۔ جس رات نیند آتی میری عید ہوتی۔ سجدۂ شکر بجا لاتا۔ پاکستانی معالجین کو آزمایا۔ علاج میں کوئی کمی نہ رہی۔ میری بساط سے زیادہ رقم خرچ ہوگئی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ کھجلی سے خون بہہ نکلتا۔ قدرت کا کرم ہوا۔ اسی سال اسی حال میں مجھے سرزمین طیبہ پاک میں حاضری نصیب ہوئی۔ یوں تو مدینہ منورہ کی خاک پاک جہاں سے لی جائے۔ خاکِ شفا ہی ہے، تاہم ایک خاص میدان بھی ہے جو سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے باغ کے قریب ہے۔ میں اس مقدس میدان میں حاضر ہوا۔ مٹی پاک اٹھائی۔

پانی میں بھگو کر تمام جسم پر مل لی۔ میرے ساتھی میرے اس انداز پر حیران تھے مگر مجھے یقین کامل تھا کہ آج رنج و آلام کے بادل چھٹ جائیں گے کہ اسی خاک پاک کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاکِ شفا فرمایا ہے۔ اس مقدس مٹی کا لگنا تھا کہ مجھے اپنے زخموں پر ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ آج بیس برس گزر گئے ہیں مگر یہ واقعہ لکھتے ہوئے بھی میں وہی ٹھنڈک آج بھی محسوس کر رہا ہوں۔ چند لمحات بعد میں نے غسل کر لیا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ پھر کبھی یہ دکھ محسوس نہیں ہوا۔ (وللہ الحمد)

؎ مریضوں کو نسخہ، طبیبوں کو مژدہ ہے خاک شفا خاکِ کوئے مدینہ
تیرے پاؤں اور خاک صحرائے طیبہ میرا سر ہو اور خاک کوئے مدینہ

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

ترکی مریض کا علاج

ساہیوال کے میرے ایک دوست حاجی محمد حسین صاحب نے اپنے سفر حج کا واقعہ سنایا کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص کو دیکھا گیا جو زخموں سے چور تھا معلوم ہوا وہ ترکی کا باشندہ ہے جو ۱۵ سال سے بیمار ہے۔ ترکی میں علاج ناکام رہا، کسی نے بتایا کہ مدینہ منورہ کی خاک شفا استعمال کرو شفا ہوگی۔ ترکی مریض نے ہدایت پر عمل کیا جو مرض پندرہ سال میں ختم نہ ہوا وہ ایک سال میں دو حصہ ختم ہو گیا۔ وہ ترکی اپنا دردناک واقعہ رو رو کر سنایا کرتا اور خاک طیبہ سے شفا پانے کے گن گایا کرتا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسول بھی حرم ہے

جس طرح مکہ مکرمہ کے حرم ہونے میں واضح دلائل وارشادات موجود ہیں۔ اسی

طرح مدینہ منورہ کے حرم ہونے میں بھی شواہد وارشادات ملتے ہیں کہ مدینہ منورہ حرم ہے۔
(خلاصۃ الوفاء صـ۳، بخاری شریف ج ۱ صـ۲۵۱)

۱۲۳۔ ان ابراھیم حرم مکۃ و دعالھا وانی حرمت المدینۃ کما حرم ابراھیم مکۃ (خلاصۃ الوفاء صـ۳)

ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا اس کے لیے دعا کی میں نے مدینہ منورہ کو اسی طرح حرم بنایا جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو۔

۱۲۴۔ عن ابی هريرة رضى الله عنه حرم ما بين لابتى المدينة على لسانى۔ (خلاصۃ الوفاء صـ۳، بخاری شریف ج ۱ صـ۲۵۱)

اللہ تعالیٰ نے میری زبان سے مدینہ کو دونوں پہاڑوں کے درمیان حرم بنایا ہے۔

مدینۃ الرسول مکہ کی طرح حرم ہے

۱۲۵۔ اللھم انی احرم ما بین جبلیھا مثل ما حرم ابراھیم مکۃ۔ (خلاصۃ الوفاء صـ۳)

اے اللہ تعالیٰ میں مدینہ کو حرم قرار دیتا ہوں جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا۔

مدینۃ الرسول میں خونریزی حرام ہے

۱۲۶۔ وانی حرمت المدینۃ حراما ما بین مازیھا ان لا یھراق فیھا دم ولا یحمل فیھا سلاح لقتال۔ (خلاصۃ الوفاء صـ۳)

میں نے مدینہ کو دونوں پہاڑوں کے درمیان حرم قرار دے دیا ہے۔

نہ اس میں خون بہایا جائے اور نہ لڑائی کے لیے ہتھیار اٹھائے جائیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسولؐ عیر سے ثور تک حرم ہے

۱۲۷۔ عن علی رضی اللہ عنہ المدینۃ حرم ما بین عیر الی ثور۔

(خلاصۃ الوفاء ص۳۱)

سیدنا علی المرتضیٰ سے ہے مدینہ شریف عیر و ثور کے درمیان حرم ہے۔

(عیر و ثور دو پہاڑ ہیں)

مدینۃ الرسولؐ میں شکار نہ کیا جائے

۱۲۸۔ ولابی داود مثلہ و زاد۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یختلی خلاھا ولا ینفر صیدھا۔ (خلاصۃ الوفاء ص۳۱ وفاء الوفاء ص۳۱)

ابو داؤد نے اس طرح بیان کیا اور مزید کہا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا یہاں کا کانٹا نہ اکھاڑا جائے۔ شکار کو نہ بھگایا جائے۔ جیسا کہ حرم کعبہ کے لیے ہے۔

وصلی اللہ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

سیدنا ابوہریرہؓ کا فرمان

۱۲۹۔ سیدنا ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اگر میں حرم مدینہ منورہ میں کسی ہرنی کو چرتے دیکھ لوں تو اس کا شکار نہ کروں۔ آپ فرماتے ہیں مدینہ منورہ کے چاروں طرف بارہ میل تک حرم ہے۔ (خلاصہ ص۳۱)

تشریح احادیث حرم

گذشتہ دو احادیث حرم کے سلسلے میں دو مختلف الفاظ لابیتہا و بین جبلیہا آگئے ہیں۔ امام نووی فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کے ارشاد لابیتہا سے مراد حرہ شرقیہ اور حرہ غربیہ کا درمیانی حصہ ہے یہ حد شرقاً اور غرباً فرمائی۔

اور جس حدیث پاک میں جبلیہا کے الفاظ ہیں اس سے مراد عیر و ثور کا درمیانی حصہ ہے یہ حد جنوباً اور شمالاً بیان فرمائی دعیر و ثور مدینہ منورہ کے دو پہاڑوں کا نام ہے۔

۱۴۰۔ عن عبداللہ بن سلام قال ما بین عیر و احد حرام حرمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماکنت لاقطع بہ شجرو لا اقتل بہ طائرً (خلاصہ ص۲۶)

عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں احد وعیر کا درمیانی حصہ حضور علیہ السلام نے حرام قرار دیا۔ میں نے کبھی مدینہ منورہ کا درخت نہیں کاٹا اور نہ پرندہ مارا۔

مدینۃ الرسول کا درخت کاٹنے سے روک دیا

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ وادی عقیق سے گزر کر اپنے گھر کی طرف آرہے تھے ایک آدمی کو درخت کاٹتے دیکھا تو اس سے اس کا سامان چھین لیا لوگ اس کی سفارش کے لیے آئے کہ اس کا سامان واپس کر دیا جائے تو آپ نے فرمایا

۱۴۱ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینہی ان یقطع من شجر المدینۃ شیٔ قال من قطع شیئا فمن اخذہ سلبہ (خلاصہ ص۲۶)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے مدینۃ الرسول کا درخت کاٹنے سے منع فرمایا جو کاٹنے والے کا سامان لے وہ اسی کا ہے جس نے لیا۔

یہ سامان تو نہیں دے گا اگر تم چاہتے ہو تو اس کی قیمت ادا کر دیتا ہوں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہٖ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسولؐ کے شکار پہ گوشمالی

عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں۔

۱۴۲۔ اصطدت طیرا فلقی ابی عبد الرحمٰن فحرك اذنی ثم اخذه منی فارسله۔ (خلاصہ ص۳۸)

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے مدینۃ الرسولؐ میں ایک پرندہ شکار کیا ابو عبدالرحمٰن ملے تو انہوں نے میرے اس فعل پر میری گوشمالی کی اور پرندہ مجھ سے لے کر آزاد کر دیا۔

مَدِیْنَۃُ الرَّسُوْلُ بارہ میل تک حرم ہے

۱۴۳۔ حمیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل ناحیۃ من المدینۃ بریدا بریدا۔ (ابو داؤد بحوالہ خلاصہ ص۳۱، وفاء الوفاج ا ص۸۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو ہر طرف سے ایک برید حمٰی (حرم) فرمایا۔

نوٹ: ایک برید چار فرسخ کا اور ایک فرسخ ۳ میل کا ہوتا ہے۔ (وفاج ا ص۱۰۳ خلاصہ ص۲۷)

مدینۃ الرسولؐ کی کھجوروں میں سلامتی

۱۴۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں روایت کی ہے۔

من اکل سبع تمرات عجوۃ مما بین لابتیہا حین یصبح لم یضرہ شیئ حتی یمسی۔ (خلاصۃ الوفا ص۲۹)

جو شخص (مدینہ منورہ) کی سات عجوہ کھجوریں کھالے اُسے اس دن کوئی شئے نقصان

نہیں پہنچا سکے گی۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

عجوہ کھجور زہر اور جادو کا علاج ہے

بخاری و مسلم دونوں نے روایت کی ہے۔

۱۳۵۔ من یصبح بسبع تمرات عجوۃ لم یضرہ فی ذالک الیوم سم ولا سحر۔ (خلاصۃ الوفاء ص۲۹)
جو شخص صبح کے وقت سات عدد عجوہ کھجور کھالے اسے اس دن کسی قسم کی زہر اور جادو اثر نہیں کریں گے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

عجوہ کھجور جنت کا ثمر ہے

عجوۃ مدینہ منورہ کی سب سے قیمتی کھجور ہے۔

۱۳۶۔ واعلموا ان الکماۃ دواء العین والعجوۃ من فاکھۃ الجنۃ وھو ما غرسہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ "(خلاصۃ الوفاء ص۲۹)"
یقین کرلو کہ کماۃ آنکھوں کی دوا ہے اور عجوہ کھجور جنت کا پھل ہے۔ اس کا پودا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا۔
وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

سعد بن وقاص کا علاج عجوہ کھجور سے فرمایا

۱۳۷۔ عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مرضت فاتانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعودنی فوضع یدہ بین ثدیی حتی وجدت بردھا علی فؤادی فقال فلیاخذ سبع تمرات من عجوۃ المدینۃ۔ (ابوداؤد شریف خلاصہ ص۲۹)

سیدنا سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں بیمار ہو گیا تو میری بیمار پرسی کے لیے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اپنا مقدس ہاتھ میرے سینے پر رکھا میں نے اس کی ٹھنڈک دل پر محسوس کی فرمایا سات عجوہ کھجور لو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ وسلم

قلبِ حزیں کی تمنّا

سعد بن وقاص کی اس سعادت پر کروڑوں سعادتیں نثار کی جا سکتی ہیں کہ ان کی بیمار پرسی کے لیے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اگر کسی بیمار کے سرہانے آپ خود تشریف لائیں تو کون ہے جو ایسی صحت کی تمنا کرے گا جس میں کرم سے محروم رہے خدا کرے ہماری جان کنی کے وقت یہی جمال جہاں آرا سے نوازیں تاکہ جان کنی کا مشکل مرحلہ آسان ہو جائے۔

پائے رسول پر ہو میرا سر جھکا ہوا
ایسے میں آ اجل تو کہاں جا کے مر گئی

محبوب ترین کھجور عجوہ ہے

۱۳۸۔عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کان احب التمر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العجوۃ۔ (ابن حبان بحوالہ خلاصۃ الوفاء ص۳۰)

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پیاری کھجور عجوہ تھی۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

برنی کھجور

مدینہ منورہ کی کھجوروں میں ایک مشہور قسم برنی بھی ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنی زبانِ فیض ترجمان سے اس کا ذکر بھی فرمایا ہے۔

۱۳۹ خیر تمرکم البرنی یخرج الداء ولا داء فیہ (خلاصۃ الوفا ص۲)

تمہاری کھجوروں میں بہتر کھجور برنی ہے۔ یہ مرض کو دُور کرتی ہے اس میں کوئی مرض نہیں۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم

صیحانی کھجور نے رسالت کی گواہی دی

۱۴۰ مدینہ منورہ کی بے شمار اقسام کی کھجوروں میں سے صیحانی کھجور بھی مشہور ہے۔

عن جابر رضی اللہ عنہ قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوماً فی بعض حیطان المدینہ ویدعلی فی یدہ۔ قال فمررنا بنخل فصاح النخل ھذا محمد سید الانبیاء وھذا علی سید الاولیاء فالتفت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی علی فقال لہ سمہ الصیحانی (خلاصۃ الوفاء ص۲)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کے ایک باغ میں تھا۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ حضور علیہ السلام کے ہاتھ میں تھا فرمایا ہم ایک کھجور کے قریب سے گذرے تو اس نے چیخ کر کہا کہ یہ محمد سید الانبیاء ہیں اور یہ سید الاولیاء علی ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سید الاولیاء علی رضی اللہ عنہ کی طرف پلٹ کر دیکھا اور فرمایا اس کا نام صیحانی رکھ دو۔

آج تک یہ کھجور صیحانی کے نام سے مشہور ہے اس کھجور کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس کا نام سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمایا اور سید الاولیاء رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد والہ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسول کے پھلوں کی عظمت

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مقدس شہر کے پھلوں سے کس قدر پیار تھا۔ حدیث پاک سے ظاہر ہے۔

طبرانی نے صحیح اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے

۱۴۱۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی بالباکورۃ من الثمار قبلہا وجعلہا علی عینیہ۔ (طبرانی بحوالہ خلاصہ ص۳)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں جب پہلا پہلا پھل پیش کیا جاتا تو آپ اُسے چومتے آنکھوں پر لگاتے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی سید الانبیا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

قبر انور کی زیارت شفاعت کی سند

۱۴۲۔ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من زار قبری وجبت لہ شفاعتی۔

(دارقطنی۔ بیہقی، خلاصۃ الوفاء ص۹، راحت القلوب ص۲۰۲)

حضرت نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت لازم ہوگی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ وسلم

میرا زائر میرے ذمہ ہے

۱۴۳۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما من جاءنی زائرا لا تعمدہ حاجۃ الا زیارتی

كان حقا علی ان اكون له شفيعا يوم القيمة۔ (دارقطنی بحوالہ خلاصہ ص‌۔ راحت القلوب ص‌۔)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فرمایا جو خالصۃً میری زیارت کے لیے میرے پاس آیا اسے کوئی اور کام نہ تھا تو مجھ پر لازم ہے کہ قیامت کے روز اس کی شفاعت کروں۔

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ وسلم

میری قبر کی زیارت میری زیارت ہے

۱۲۴۔ عن مجاهد عن ابن عمر من حج فزار قبری بعد وفاتی كان كمن زارنی فی حیاتی۔ (طبرانی۔ خلاصۃ الوفاء ص‌۔ راحت القلوب ص۲۰۶۔)

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری وفات کے بعد حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ وسلم

میری مسجد میں حاضری میری زیارت ہے

اسی عنوان کی دوسری حدیث شریف یہ ہے۔

۱۲۵۔ من حج فزارنی فی مسجدی بعد وفاتی كان كمن زارنی فی حیاتی (خلاصۃ الوفاء ص‌۔)

جس نے حج کیا اور میری مسجد میں میری زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں ہی میری زیارت کی۔

مدینہ منورہ حاضری نہ دینا مجھ پر ظلم ہے

۱۴۶۔ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی۔ (خلاصۃ ص۶۱ راحت القلوب ص۲)

حضرت نافع سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ (استغفر اللہ)

اس حدیث شریف سے وہ لوگ سبق سیکھیں جو بڑی بے نیازی سے کہہ دیتے ہیں جی کیا ہو گیا اگر مدینہ حاضری نہ ہوئی یہ کونسا حج کا رکن ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

میرا زائر میرا پڑوسی ہو گا

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینۃ الرسول ؐ کی حاضری کے لیے کئی قسم کے ارشادات سے توجہ دلائی ہے۔

۱۴۷۔ من زارنی متعمداً کان فی جواری یوم القیمۃ (خلاصۃ ص۱۱)

جو ارادتاً میری زیارت کیلئے آیا وہ قیامت کے دن میرا پڑوسی ہو گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

میری موت و حیات یکساں ہیں

۱۴۸۔ عن سعید المقبری سمعت اباھریرۃ رضی اللہ عنہ مرفوعاً من زارنی بعد موتی فکانما زارنی و انا حیٌ۔ (خلاصۃ الوفاء ص۶۱)

سعید مقبری فرماتے ہیں میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے مجھے بقید حیات دیکھا۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں لا فرق بین موتہ وحیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت وحیات میں کوئی فرق نہیں ہے۔ استاذ ابو منصور بغدادی اور محققین کی ایک بڑی جماعت نے برملا اسی عقیدہ کا اظہار کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور اپنی امت کے حالات پر مطلع ہیں وہ فرماتے ہیں ہمارا عقیدہ ہے کہ عام اہل قبور کو بھی ادراک۔ علم۔ سماع حاصل ہے۔ (خلاصہ ص ۹۵)

معذرت قبول نہ کی جائے گی

۴۹۔ عن سمعان بن مہدی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما من احد من امتی لہ سعۃ ثم لم یزرنی فلیس لہ عذر (خلاصہ ص ۳)

سمعان بن مہدی سیدنا حضرت انسؓ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو میری امت سے طاقت ہو اور پھر میری زیارت کو نہ آئے اس کا کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔

میری زیارت حج مبرور ہے

۵۰۔ عن عباس رضی اللہ عنہما من حج الی مکۃ ثم قصدنی فی مسجدی کتبت لہ حجتان مبرورتان۔ (خلاصہ ص ۶۲)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے حج پڑھا پھر مجھے ملنے آیا میری مسجد میں تو اس کے لیے دو مقبول حج لکھ دیے جاتے ہیں۔

فائدہ: لفظ قصدنی پر غور کریں" جس نے میرا قصد کیا" جس سے ثابت ہے حاضری کی جان یہ ہے کہ غلام آقا کا قصد کرکے گھر سے چلے باقی تمام معاملات اسی قصد کے تحت ہی ہوجائیں گے۔

اعلیٰحضرت بریلوی علیہ الرحمہ

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا — پوچھا اگر کسی نے کہ نہضت کدھر کی ہے
ان کے طفیل رب نے حج بھی کرا دیے ہیں — اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے
کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل — روشن انہیں کے نور سے پتلی حجر کی ہے
سرکار ہم گنوار ہیں طرز ادب کہاں — ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے
اُف بے حیائیاں اور یہ منہ تیرے حضور — ہاں تو کریم ہے تیری خو در گزر کی ہے
مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ — پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

سیدنا علی المرتضیٰ کا ارشاد

۱۵۱۔ من زار قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی جوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خلاصۃ الوفاء ص۶۲)

جس نے حضور علیہ السلام کی قبر کی زیارت کی وہ حضور علیہ السلام کے پڑوس میں ہے۔

قبر انور کی زیارت کعبہ سے افضل ہے

۱۵۲۔ عن العبدی من المالکیہ۔ المشی الی المدینۃ لزیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل من الکعبۃ۔ (خلاصۃ الوفاء ص۴۲)

عبدی مالکی فرماتے ہیں کہ قبر انور کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ کا سفر کرنا

(زیارت) کعبہ سے افضل ہے۔

؎ گریباں میں منہ ڈال کے اپنا دیکھے ۔۔۔ ہے فردوس کیا روبروئے مدینہ

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسول میں موت کی تمنا

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دعا کی۔

۱۵۳ اللھم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد حبیبک۔

(راحت القلوب ص۱۲۳، بخاری شریف ج ا ص۲۵۳)

اے بار الٰہ مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرما اور اپنے حبیب پاک کے شہر میں موت عطا فرما۔

آپ کی اس دعا کو کس طرح شرف قبولیت سے نوازا گیا کہ ایک شقی القلب نے مسجد شریف کے اندر شہید کیا اور پھر کرم بالائے کرم یہ کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں جگہ نصیب ہوئی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

ستر ہزار فرشتوں کی حاضری

۱۵۴۔ ابن نجار کعب احبار سے نقل کرتے ہیں ما من فجر

یطلع الا نزل سبعون الفا من الملئکۃ حتی یحفون القبر ویصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا مسوا عرجوا وھبط مثلھم تضعوا مثل ذالک۔ (خلاصۃ الوفاء ص۱۲۰)

ہر فجر کو ستر ہزار فرشتے اتر کر قبر انور کو ڈھانپ لیتے ہیں اور درود شریف

پڑھتے ہیں، شام کے وقت یہ چلے جاتے ہیں اتنے ہی اور آجاتے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں۔

واضح ہوا کہ ایک لاکھ چالیس ہزار فرشتے روزانہ دربار نبوی میں حاضر ہوتے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی سید الانبیا محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مسجد قبا اور مسجد جمعہ کا ذکر پہلے صفحات میں گزر چکا ہے۔

مسجد نبوی شریف

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں قیام فرمانے کے بعد پہلا کام جو فرمایا وہ اس مقدس مسجد مسجد نبوی شریف کی تعمیر ہے۔ زمین کا یہ قطعہ جہاں اب یہ مسجد شریف موجود ہے۔ یہ دو یتیم بچوں سہل رضی اللہ عنہ اور سہیل رضی اللہ عنہ کی ملکیت تھا۔ یہاں مشرکین کی قبریں تھیں۔ زمین ناہموار تھی۔ یہ دونوں بچے سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے زیر کفالت تھے۔ اس قطعہ میں کھجوریں خشک کی جایا کرتی تھیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں سے فرمایا یہ قطعہ اراضی ہمیں فروخت کر دو، تاکہ یہاں مسجد تعمیر کی جا سکے۔ بچوں نے بصد ادب و نیاز عرض کی آقا یہ اراضی ہماری طرف سے بطور نذرانہ قبول فرمائیے تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس پیش کش کو شرف قبولیت سے نہ نوازا۔ بالآخر قیمت ادا کر کے یہ قطعہ خرید لیا گیا۔ دس ہزار دنانیر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ادا کیے اور ربیع الاول سنہ ۱ھ مطابق اکتوبر ۶۲۲ء میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

فائدہ

یتیم بچوں کے ہدیہ کو قبول نہ فرمایا جس سے مندرجہ ذیل امور مستنبط ہیں۔

۱۔ یتیموں سے کمال ہمدردی و محبت کا مظاہرہ

۲۔ نابالغ مالک تو ہو سکتا ہے مگر اس کا ہبہ یا بیع کرنا جائز نہیں۔

۴۔ قطعہ اراضی خرید کر مسجد تعمیر کرنا سُنت نبویہ ہے۔

اس قطعہ اراضی سے کھجوروں کے درخت کٹوا دیے گئے۔ قبریں اکھڑوا دی گئیں اور تعمیر شروع کر دی گئی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۵۵ اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے اور اپنی زبان فیض ترجمان سے یہ بھی فرماتے۔ اللّٰھمّ انّ الاجر اجر الاخرۃ۔ فارحم الانصار والمہاجرۃ۔ ترجمہ: اے رب قدوس آخرت کا بدلہ ہی بہتر ہے تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔ (خلاصۃ الوفاء ص۱۳۶)

۱۵۶۔ دوسری روایت میں ہے کہ یہ جگہ بنو نجار کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ جگہ قیمتاً دینے کو فرمایا تو انہوں نے جواباً عرض کی کہ ہم اس کی قیمت اللہ تعالیٰ سے لیں گے۔ (خلاصہ ص۱۳۶ و تاریخ الحرمین ص۱۳۱)

فائدہ

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان نہایت عمدہ اشعار کے فرمانے سے یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ نبی امی کا معنی جن لوگوں نے (جاہل اور ان پڑھ) کیا (معاذ اللہ) وہ قطعی غلط ہے۔ ورنہ جاہل ان پڑھ کس طرح اور ارتجالاً عملی شعر کہہ سکتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

تعمیر مسجد سے لگاؤ

۱۵۷۔ جذب القلوب شریف میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی گئی ہے۔ آپ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اینٹیں اٹھا اٹھا کر لا رہے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ اینٹیں مجھے دیجئے میں لے جاتا ہوں فرمایا اینٹیں اور بہت پڑی ہیں اٹھا لاؤ یہ میں لے جا رہا ہوں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

کچی اینٹوں کی تعمیر

یہ مسجد مقدس انتہائی سادگی سے تعمیر کی گئی۔ کچی اینٹیں استعمال کی گئیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس دور میں اس کی یہ صورت تھی۔

کان المسجد علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبنیا باللبن وسقفہ الجریدہ وعمدہ خشب النخل۔ (خلاصۃ الوفاء ص۱۲۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یہ مسجد مقدس کچی اینٹوں سے تعمیر کی گئی اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں سے تھی اور اس کے ستون کھجور کے تنے تھے۔

وصلی اللہ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مسجد نبوی کی حاضری جہاد کا ثواب ہے

۱۵۹۔ من دخل مسجدی ھذا للصلوۃ أولذکر اللہ او یتعلم خیرا و یعلمہ کان بمنزلۃ المجاھد فی سبیل اللہ۔

(وفاء الوفاء ج ۱ ص ۴۲۵۔ اخبار مدینۃ الرسول ص۱۳)

حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری اس مسجد میں بہتری سیکھنے یا سکھانے کی غرض سے داخل ہو اس کا درجہ مجاہد فی سبیل اللہ کا درجہ ہے۔

مسجد نبوی میں خضر علیہ السلام کی حاضری

۱۶۰ وھو یصلی فی کل جمعۃ فی خمسۃ مساجد المسجد الحرام والمسجد المدینۃ ومسجد بیت المقدس ومسجد قبا وفی مسجد طور ویثرب

من ماء زمزم و یغسل من عین سلوان ۔ (اخبار مدینۃ الرسول ص۱۴۲)

عبدالواحد بن زید راوی ہیں آپ نے فرمایا خضر علیہ السلام ہر جمعہ کو مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد قدس، مسجد قبا اور مسجد طور میں نماز پڑھتے ہیں۔ زمزم سے پانی پیتے ہیں چشمہ سلوان پر غسل کرتے ہیں۔

فائدہ

اخبار المدینہ کے مؤلف حافظ محمد بن محمد اس واقعہ کے بعد فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کاملین کے لیے دُور دراز کی مسافت لمحات میں طے کرنا ان کے ادنیٰ کمالات میں سے ایک ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مسجد نبوی میں چالیس نمازیں

۱۹۱۔ من صلی فیہ اربعین صلوٰۃ لا تفوتہ صلوٰۃ کتب لہ براءۃ من النار وبراءۃ من العذاب و بریٔ من النفاق راحت القلوب۔

(خلاصہ ص۳۳، وفاء الوفاء ج ۱ ص۵۴ و ج ۱ ص۴۲۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مسجد نبوی میں چالیس نمازیں ترک کئے بغیر ادا کیں اس کے لیے جہنم، عذاب اور نفاق سے نجات لکھدی جاتی ہے۔

صد غیرت فردوس مدینے کی زمیں ہے ۔ باعث ہے یہی اس کا کہ تو آسمیں مکیں ہے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیا محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مسجد نبوی میں نماز حج کے برابر

۱۹۲۔ عن سہل بن حنیف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من

خرج علی طھر لا یرید الا الصلوۃ فی مسجدی حتی یصلی فیہ کان بمنزلۃ الحج (اخبار مدینۃ الرسول ص۱۹، وفاء الوفا ج ۱ ص۴)

سہل بن حنیف سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو پاک صاف ہو کر صرف میری مسجد میں نماز کی ادائیگی کے ارادے سے نکلا یہاں تک کہ اس میں نماز ادا کی تو اس کا ثواب حج کے برابر ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مسجد نبوی کی نماز ہزار نماز سے افضل ہے

۱۹۳۔ صلوٰۃ فی مسجدی ھذا خیر من الف صلوٰۃ فیما سواہ (بخاری ج ۱ ص۱۵۹)

میری اس مسجد میں نماز دوسری کسی مسجد میں ہزار نماز سے افضل ہے۔

مسجد نبوی کی سب سے بڑی فضیلت

مسجد نبوی شریف کے بے شمار فضائل و کمالات ہیں جو اپنی جگہ پر مسلم ہیں اور ہر مومن کے لیے قابل یقین ہیں مگر کبھی یہ بھی خیال فرمایا کہ اکبر اعظم الفضائل کونسی فضیلت ہے وہ ہے اس مسجد مقدس میں حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا آرام فرما ہونا۔ مسجد نبوی شریف کے تمام تر فضائل و کمالات حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مسعود کے گرد گھومتے ہیں اور اس حقیقت سے انکار ظلم ہوگا کہ مسجد نبوی شریف کی فضیلت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ہے نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت مسجد نبوی سے "مسجد نبوی کے الفاظ میرے اس موقف کی واضح ترجمانی کر رہے ہیں

صد غیرت فردوس مدینے کی زمیں ہے
باعث ہے یہی اس کا کہ تو اس میں مکین ہے

وصلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مسجد نبوی کی نماز ۵۰ ہزار نمازوں سے افضل ہے

۱۶۴۔ وصلوٰۃ فی مسجدی خمسین الف صلوٰۃ۔ (مشکوٰۃ ص۲۲)

میری اس مسجد کی نماز پچاس ہزار نمازوں سے افضل ہے۔

مسجد نبوی بیت المقدس سے افضل ہے

۱۶۵۔ بزار نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک آدمی کو جاتے دیکھا فرمایا کہاں جا رہے ہو عرض کی بیت المقدس، فرمایا

الصلوٰۃ ھھنا افضل من الصلوٰۃ ھناک الف مرۃ (تاریخ الحرمین)

میری اس مسجد کی نماز وہاں کی ہزار نمازوں سے افضل ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیا محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مسجد تقویٰ

۱۶۶۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی یا رسول اللہ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی کا ارشاد گرامی کس مسجد شریف کے لیے ہے فرمایا اسی مسجد کے حق میں۔ (تاریخ الحرمین)

۱۶۷۔ دوسری روایت میں ہے کہ یہ آیت کریمہ مسجد قبا شریف کے حق میں نازل ہوئی کیا بعید یہ اعزاز دونوں مساجد مقدسہ کو حاصل ہو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

سمت قبلہ دیکھتے ہوئے متعین فرمائی

۱۹۸۔ عن الخلیل بن عبد اللہ الازدی عن رجل من الانصار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقام رھطاً علی زوایا المسجد لیعدل القبلہ فاتاہ جبرئیل فقال ضع القبلۃ وانت تنظر الی الکعبۃ۔

(خلاصۃ ص۱۵۱، وفاء الوفاج ۱، ص۳۶۱)

خلیل بن عبد اللہ ازدی انصار کے ایک آدمی سے راوی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جماعت سے فرمایا مسجد کی سمت قبلہ متعین کریں تو جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی حضور آپ سمت قبلہ متعین کریں آپ کعبہ کو دیکھ رہے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد والہ وصحبہ وسلم

فائدہ

سبحان اللہ نگاہ نبوت مدینہ منورہ سے کعبہ مشاہدہ کر رہی ہے یہ تو مسافت ہی کچھ نہیں۔ وہ تو فرش زمیں سے لوح محفوظ اور عرش عُلا کے مناظر مشاہدہ فرماتی ہے۔ (بخاری شریف ج ۱، ص۱۵۹۔ لقد رأیت فی مقامی ھذا کل شیئ ترجمہ: میں نے یہاں پر کائنات کا مشاہدہ کیا۔

مسجد نبوی شریف کی پہلی حد

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حد متعین فرمائی تھی ترک حکومت نے اس کا نشان قائم رکھا ہے۔ حرم شریف کے اندر کا سرخ حصہ ترکوں کا تعمیر کردہ ہے۔ سرخ ستونوں کی ایک لائن کے اوپر کے حصہ پر جو جنوباً، شمالاً، واقع ہے۔ سنہری قسم کا ہار بنا

دیا گیا ہے۔ یہ لائن حد بندی کی نشاندہی کرتی ہے۔ حرم شریف کے اس درمیانی برآمدہ میں بیٹھیں جہاں سے گنبد خضریٰ کی زیارت نمایاں ہوتی ہے۔ ستونوں کے اوپر کے حصہ کو دیکھیں گے تو یہ نشان نمایاں نظر آئے گا۔ سفید ستونوں کی عمارت سعودی حکومت کی تیار کردہ ہے۔

مسجد نبوی کا دردناک پہلو

۱۴۹۔ یحییٰ بن عبدالرحمٰن اپنے دادا سے راوی ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تقدم الساعة حتی یغلب علی مسجدی هذا الکلاب والذباب فیمر رجل من بابهم فیرید ان یصلی فیه فما یقدر علیه (اخبار مدینة الرسول ص)	علامات قیامت میں سے ایک علامت یہ بھی بتائی کہ میری اس مسجد پر کتوں اور مکھیوں کا غلبہ ہوگا گذرنے والا چاہے گا نماز پڑھے مگر ایسا نہ کر سکے گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبه محمد و آله وصحبه وسلم

مسجد نبوی شریف کی اونچائی

۱۷۰۔ عن الحسن رضی اللہ عنه لما اراد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان یبنی مسجد المدینة اتاه جبریل فقال ابنه سبعة اذرع طولا فی السماء ولا تزخرفه ولا تنقشه (خلاصة الوفا ص ۱۲۹)

حضرت حسن سے ہے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد نبوی شریف کی تعمیر کا ارادہ فرمایا تو جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی حضور اس کی اونچائی سات ہاتھ رکھیے اس کی تزئین میں تکلف نہ ہو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبه سید الانبیا محمد و آله وصحبه وسلم

مسجد نبوی شریف میں باب صدیق رضی اللہ عنہ

۱۷۱۔ لا یبقین فی المسجد باب الا سد الا باب ابی بکر ۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد نبوی شریف کے (اندر کھلنے والے) تمام دروازے بند کر دیے جائیں سوائے دروازہ صدیق اکبر کے۔

مسلم شریف کی روایت میں لفظ خوخہ وارد ہے۔ تمام خوخے بند کر دیے جائیں گے مگر صدیق اکبر کا خوخہ بند نہ کیا جائے۔ اسی حدیث شریف کا ابتدائی حصہ اس طرح ہے۔

ان امن الناس علی فی صحبتہ ومالہ ابوبکر ولو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لاتخذت ابا بکر خلیلا ۔

رفاقت اور مال میں میرے لیے امین ترین آدمی ابو بکر صدیق ہیں اگر میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو وہ ابو بکر ہوتے ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مسجد نبوی شریف میں باب علی رضی اللہ عنہ

۱۷۲۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالابواب المسجد سدت الا باب علی ۔ (خلاصہ ص۱)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے تمام دروازے بند کرانے کا حکم دیتے سوائے باب علی رضی اللہ عنہ کے۔

میرا ہر کام وحی کے مطابق ہوتا ہے

۱۷۳۔ سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف میں

کھلنے والے تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا دروازہ رہنے دیا۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے ہمارے دروازے بند کر دیے ہیں اور علی المرتضٰے کا دروازہ رہنے دیا۔ آپ نے فرمایا۔

واللہ ما سددت شیئا ولا فتحتہ ولکن امرت بشئی فاتبعتہ ۔

(خلاصۃ الوفا ص۱۷)

اللہ کی قسم میں اپنی طرف سے نہ کچھ بند کرتا ہوں نہ کھولتا ہوں مگر اللہ تعالےٰ کے حکم سے ۔

باب صدیق کے مقام پر دروازۂ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آج بھی موجود ہے ۔ مسجد شریف کے اندر کے حصہ سے نمایاں لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ ھذا خوخۃ الصدیق' باب علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پتہ نہ چل سکا۔ کہ یہ باب مقدس کس جگہ واقع تھا۔ غالباً یہ دروازہ حجرۂ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی دیوار میں ہوگا ۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا دروازہ بھی مسجد شریف میں کھلتا تھا جو حکم کے بعد بند کر دیا گیا۔ ایک دن سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ روتے ہوئے دربار گوہر بار میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی یا رسول اللہ آپ نے اپنے چچا کو نکال دیا (یعنی دروازہ بند کر دیا) اور اپنے (دوسرے) چچا ابوطالب کے بیٹے علی المرتضٰے کو ٹھہرا لیا۔ (دروازہ بند نہیں کیا) فرمایا نہ میں نے آپ کو نکالا ہے نہ علی کو ٹھہرایا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ٹھہرایا ہے ۔

مسجد نبوی شریف میں اشعار کیلئے چبوترہ

عن سالم بن عبد اللہ ان عمر بن الخطاب بنی فی ناحیۃ المسجد رحبۃ تدعی البطیحا ثم قال من اراد ان یلغط او ینشد شعرا او یرفع صوتاً فلیخرج الی ــــ ھٰذہ الرحبۃ۔

(خلاصہ صفہ ۱۸۲، مشکوٰۃ ص۶۸، وفاء الوفاء ج ۲ ص۴۹۶)

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی شریف کے ایک کونہ میں چبوترا بنوا دیا تھا جسے بطیحا کہا جاتا تھا پھر فرمایا تم میں سے جس نے کوئی اونچی بات کرنا ہو تو اس چبوترے پر چڑھ جایا کرو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم۔

مسجد نبوی شریف میں اونچی آواز کرنے کی ممانعت

۱۷۵۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں مسجد شریف میں لیٹا ہوا تھا تو مجھے کسی نے کنکر مارا میں نے دیکھا تو وہ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے مجھے فرمایا ان دو آدمیوں کو میرے پاس بلا لاؤ میں بلا لایا۔ آپ نے ان سے فرمایا تم کہاں سے آئے ہو اور کون ہو انہوں نے عرض کی طائف سے آپ نے فرمایا۔

لو کنتما من اھل البلد لاوجعتکما ترفعان اصواتکما فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (مشکوٰۃ ص۶۸، خلاصہ ص۱۸۲)

اگر تم مدینہ منورہ سے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسجد میں اونچی آواز سے باتیں کر رہے ہو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

بہترین سفر مسجد نبوی اور بیت اللہ شریف کا ہے

۱۷۶۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں احمد نے اپنی مسند میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

خیر ما رکبت الیہ الرواحل مسجدی ھذا والبیت العتیق۔

(وفاء الوفاء ج ۱ ص۴۱۵)

بہترین سفر میری اس مسجد اور بیت اللہ شریف کا ہے ۔

فائدہ : حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد عالیہ میں پہلے "مسجدی ھذا" ہے پھر والبیت العتیق ہے [1]۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مسجد نبوی شریف آخر المساجد ہے

۱۷۷۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔

فانی آخر الانبیاء وان مسجدی اٰخر المساجد (وفاء الوفاء ج۱، ص۲۱)

میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مسجد نبوی شریف کو بدبو سے بچانے کا حکم

۱۷۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے ۔

من اکل من ھذہ الشجرۃ یعنی الثوم فلا یقربن مسجدنا ۔

(وفاء الوفاء ج ۱، ص۴۲۵)

جو شخص لہسن کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے (کہ بدبو سے فرشتوں کو، نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے ۔ دوسری روایت میں "پیاز" کا ذکر بھی ہے اگر سالن میں پکا کر کھائے جائیں تو مستثنیٰ ہے ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

---

[1] اس ترتیب سے مسجد نبوی شریف کی افضلیت واضح ہے ۔

مسجد نبوی شریف کے اُنیس تعمیری مراحل

پہلی مرتبہ: یہ مسجد مبارک حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگرانی میں تیار کروائی اور خود بنفسِ نفیس اس میں کام فرماتے رہے۔ تفصیل پہلے اوراق میں گزر چکی ہے۔ یہ رقبہ سو گز مربع کے لگ بھگ تھا۔

دوسری مرتبہ: فتح خیبر کے بعد ۷ھ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے از سرِ نو تعمیر کرائی۔ مسجد کے اضافہ کے پیش نظر مسجد کے متصل ایک انصاری کی زمین تھی۔ آپ نے انصاری سے فرمایا یہ زمین جنت کے ایک محل کے عوض ہمیں دے دو۔ وہ کثیر العیالی کے سبب یہ رقبہ نہ دے سکے۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دس ہزار درہم انصاری کو پیش کر دیے اور پھر دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ جو قطعہ آپ انصاری سے جنت میں محل کے عوض خریدنا چاہتے تھے وہ قطعہ مجھ سے خرید فرمائیں چنانچہ وہ قطعہ بمعاوضہ جنت سیدنا عثمان غنی سے خرید کر مسجد میں شامل فرمایا۔ (وفاء الوفاء ج ۱، ص ۳۳۸)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیا محمد و آلہ وصحبہ وسلم

تیسری مرتبہ: سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اضافہ فرمایا۔ یہ تعمیر ۱۷ھ میں ہوئی (خلاصہ ص ۱۸۱) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں اضافہ یا ترمیم کا کوئی پہلو نہیں ملتا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مسجد کو جنوب شمال مغرب کی جانب وسعت دی۔ ستونوں کو بدلا، کھجور کے تنے کی جگہ لکڑی کے ستون کھڑے کئے۔ مشرقی جانب اضافہ نہ کیا کہ امہات المومنین کے حجروں کا تحفظ مطلوب تھا۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ اگر حضور علیہ السلام نے مجھے مسجد وسیع کرنے کا حکم نہ دیا ہوتا تو میں یہ کام کرنے کی ہرگز جرأت نہ کرتا (جذب القلوب ص ۱۵۱) اس تعمیر میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا مکان بھی شامل کیا گیا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا مکان یا تو آپ فروخت کر دیں یا پھر مدینہ منورہ میں اپنی پسند کی جگہ

لے لیں۔ یا پھر وقف کر دیں۔ سیدنا عباسؓ نے انکار کر دیا۔ معاملہ بڑھا تو سیدنا ابی بن کعبؓ نے ثالثی کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے حضرت عباسؓ کے حق میں فیصلہ دیا۔ فاروق اعظم خاموش ہو گئے۔ اس پر حضرت عباسؓ نے بخوشی مسجد کو جگہ دے دی۔ (جذب القلوب صہ۱۱۵، وفاء الوفاء صہ۳۴۱، خلاصۃ الوفاء صہ۱۸۳)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے درمیان اسی مکان کے پرنالہ پر بھی اختلاف رائے ہوا۔ چھت کا پانی مسجد میں گرتا تھا، جس سے نمازوں میں دقت پیدا ہوتی۔ نمازی پریشان ہوتے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ پرنالہ اکھڑوا دیا۔ سیدنا عباسؓ نے دربار فاروقی میں عرض کی اے خلیفۃ المسلمین آپ نے اس پرنالہ کو اکھڑوا دیا ہے جسے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے نصب کیا تھا۔ بس یہ سننا تھا کہ خلیفۃ المسلمین پر رقت طاری ہو گئی۔ لرزہ براندام ہو گئے اور فرمایا اے عم رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ میری پیٹھ پر کھڑے ہو کر اس پرنالہ کو اسی جگہ لگا دیں کہ میری غلطی کی تلافی ہو سکے۔

چوتھی مرتبہ: جب سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے خلافت کی باگ ڈور سنبھالی۔ لوگوں نے مسجد شریف کی تنگی کی شکایت کی۔ آپ نے جلیل القدر صحابہ سے مسجد کے شہید کرنے اور از سر نو بنانے کا مشورہ لیا، سب نے متفقہ طور پر تجدید کا مشورہ دیا۔ ۲۹ھ میں پتھر چونا اور لوہے سے مضبوط فرمایا۔ آپ نے بھی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرح مسجد کا اضافہ جنوب اور شمال مغرب میں فرمایا۔ مشرقی جانب حجرات کے تحفظ کے پیش نظر اقدام نہ فرمایا۔ اس اضافہ کی چوڑائی ۱۳۰ فٹ اور لمبائی ۱۶۰ فٹ تھی۔ یہ کام دس ماہ میں مکمل ہوا۔ (وفاء الوفاء صہ۳۵۶، آثار المدینہ صہ۱۰۲)

پانچویں مرتبہ: ولید بن عبد الملک نے ۸۸ھ میں کام شروع کیا اور ۹۱ھ میں ختم کیا اور امہات المومنین کے حجرات مقدسہ کو مسجد مبارک میں داخل کیا۔ ولید بن عبد الملک

نے عمر بن عبدالعزیز کو حکم دیا تھا کہ مسجد کے قرب وجوار کے مکانات خرید کر مسجد کی توسیع کی جائے۔ حجرات مقدسہ کو منہدم کیا جانے لگا تو اہلِ مدینہ پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ لوگوں کی چیخ وپکار سے کہرام بپا تھا۔ لوگوں کی خواہش تھی کاش یہ حجراتِ مقدسہ اپنی حالت پر چھوڑے جاتے۔ (وفاء الوفاء، خلاصۃ الوفاء ص۱۸۷، راحت القلوب ص۱۲۳)

ولید بن عبدالملک نے روم کے بادشاہ کو لکھا کہ وہ مسجد نبوی شریف کی جدید تعمیر میں حصہ لے چنانچہ اس نے چالیس استادِ فن چالیس قبطی اسی ہزار دینار چاندی کی زنجیریں اور بہترین قسم کے معمار، مزدور، نقدی، چاندی اور سونا سے تعاون کیا۔ (خلاصۃ الوفاء ص۱۹۵) مسجد شریف میں عمدہ کام کرنے والے کو عمر بن عبدالعزیز مزدوری کے علاوہ مزید انعام دیتے۔ مسجد شریف کی تکمیل پر ولید بن عبدالملک نے تعمیر کا جائزہ لیا تو بہت خوش ہوا۔

ولید بن عبدالملک کے دور میں تعمیر کا کام ۸۸ھ میں شروع ہوا اور ۹۱ھ میں مکمل ہوا۔ کفایت کے باوجود پچاسی ہزار دینار خرچ ہوا۔ اسی دورِ تعمیر میں عمر بن عبدالعزیز نے مسجد شریف کے چار مینار بنوائے جن کی اونچائی اٹھاسی۔ اٹھاسی فٹ تھی۔ جب سلیمان بن عبدالملک حج کے لیے آیا تو مروان کے مکان میں ٹھہرا۔ مؤذن منارہ پر چڑھا تو اس نے مؤذن کو دیکھا گھر والوں کی بے پردگی کے پیشِ نظر اس مینار کو گروا دیا۔ (خلاصۃ الوفاء ص۱۹۱، راحت القلوب ص۱۲۴) یہ تعمیر منقش پتھروں سے کی گئی۔ عمدہ میناکاری کی گئی۔ ساگوان کی لکڑی لگی۔ مرمر کے ستون بنائے گئے۔ چاندی کی زنجیریں آویزاں کی گئیں۔ گرمی سے بچنے کے لیے دروازوں پر پردے لٹکائے گئے۔ (وفاء الوفاء ص۳۷)

گستاخی کی سزا

اسی دور میں رومی معمار نے چاہا کہ حجرہ شریف میں پیشاب کرے یہ ارادہ کرتے ہی گرا اور سر پاش پاش ہو گیا۔ ایک نے دیوار پر خنزیر کی تصویر بنائی تو اسے قتل کر دیا گیا۔

(راحت القلوب ص۱۲۳)

چھٹی مرتبہ: خلفائے عباسی میں عباس مہدی نے سنہ ۱۶۱ھ میں تعمیری کام شروع کیا جو سنہ ۱۶۵ھ میں مکمل ہوا۔

ساتویں مرتبہ: خلیفہ عباسی المستعصم نے تعمیری کام کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات اونی چادر، تہبند، جبہ طیالسیہ، غلاف کعبہ کا ٹکڑا، مصلّےٰ، جھنڈا اور ہتھیار دیکھے دستے۔ مصحف عثمانی کی حفاظت کے لیے قبہ بنوایا (تاریخ المدینہ ص۲۲۵) پھر سنہ ۶۵۴ھ میں مسجد شریف کے اندر آگ لگنے کا جو حادثہ پیش آیا تو یہ بے بہا خزانہ ضائع ہو گیا تبرکات نہ بچ سکے

آٹھویں مرتبہ: ملک ناصر محمد بن قلادون نے سنہ ۷۰۶ھ، سنہ ۷۲۶ھ میں تعمیر کی اور پھر سنہ ۷۲۹ھ میں برآمدوں کا اضافہ کیا۔

نویں مرتبہ: سنہ ۸۳۱ھ میں ملک اشرف قائتبائی نے مسجد شریف کی تعمیر میں کام کیا۔

دسویں مرتبہ: خلیفہ ظاہر نے چھتوں کی مرمت میں حصہ لیا یہ کام سنہ ۸۵۳ھ میں مکمل ہوا۔

گیارھویں مرتبہ: ملک اشرف قائتبائی نے سنہ ۸۸۱ھ میں تعمیری کام کیا آگ لگنے کے واقعہ کے بعد محراب عثمانی کو وسیع کیا۔ باب جبرئیل کی جانب دیوار تعمیر کرائی۔ اذان کے لیے جگہ بنوائی۔ سنقر الجمالی مدینہ منورہ آیا۔ ایک سو انجینئر اس کے ساتھ تھے اس تعمیر پر ایک لاکھ بیس ہزار دینار خرچ ہوئے۔ حجرہ مبارک کی دیواروں پر گنبد بھی بنوایا مزید دو گنبد باب السلام کے سامنے اندر کی جگہ بنوائے۔ باب الرحمت کا مینار تعمیر کیا۔ (تاریخ الحرمین ص۱۰۵)

بارھویں مرتبہ: سلطان سلمان نے سنہ ۹۴۲ھ میں دیواریں منقش کرائیں، تزئین مسجد میں حصہ لیا۔

تیرھویں مرتبہ: سلطان سلیم ثانی نے ۹۸۰ھ میں کام شروع کیا۔ حجرہ انور کا گنبد بنوایا۔ آبِ زر سے گل کاری کرائی گئی۔

چودھویں مرتبہ: سلطان محمود نے از سرِ نو قبر انور پر قبہ شریف بنوایا۔ سبز رنگ کرایا۔ اسی وقت سے قبہ خضراء کہلایا۔

پندرھویں مرتبہ: سلطان عبدالمجید نے ۱۲۶۵ھ میں کام شروع کیا اور ۱۲۷۷ھ میں ختم کیا۔ باب مجیدی انہیں کے نام سے مشہور ہے۔ مجھے قطب الوقت مولانا ضیاء الدین نے فرمایا کہ تعمیر مسجد کے وقت ادب کو خاص ملحوظ رکھا گیا۔ ستون دور تیار کیے جاتے کہ قریب آواز پیدا نہ ہو۔ ان کا اضافہ قابلِ قدر رہا۔ سورہ احزاب، سورہ فتح، سورہ حجرات کی تحریر اپنی مثال آپ ہے۔ ہر ستون کے نچلے حصے پر سونے کے کڑے چڑھائے قریباً ۲۹۶ ستونوں پر عمارت مشتمل ہے۔

سولہویں مرتبہ: فخری پاشا نے تعمیر میں حصہ لیا۔ محراب نبوی اور محرابِ سلمانی پر کام کیا۔ مسجد کے صحن والا کنواں بند کیا لوگ اس کنوئیں کے پانی کو آبِ کوثر کے نام سے یاد کرتے تھے۔

سترھویں مرتبہ: ملک عبدالعزیز (سعودی حکومت نے) کڑے چڑھائے۔

اٹھارھویں مرتبہ: ۱۳۵۲ھ میں مصر کی حکومت نے ترمیم و تجدید کا کچھ کام اپنے ذمہ لیا، مصر میں اس کام کے لیے فنڈ قائم کیا۔

انیسویں مرتبہ: سعودی حکومت نے ۱۳۶۸ھ میں توسیع مسجد کا اعلان کیا۔ ۵ شوال ۱۳۷۰ھ کو دیواریں منہدم کیں ۱۳۷۳ھ میں جدید سنگ بنیاد رکھا گیا۔

خلاصۃ الوفاء۔ وفاء الوفاء۔ مرأۃ الحرمین ص۴۶۵ ج ۱۔ الرحلۃ الحجازیۃ ص۲۴۵۔ آثار المدینہ ص۱۰۶۔

(بالفاظ متقاربہ) وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیا محمد و آلہ وصحبہ وسلم

کس دَور میں کتنا اضافہ ہوا

- حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد نبوی شریف ۲۴۷۵ مربع میٹر۔
- عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دَور میں مسجد نبوی شریف میں ۱۱۰۵ میٹر کا اضافہ ہوا۔
- سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دَور میں مسجد نبوی شریف میں ۴۹۶ مربع میٹر کا اضافہ ہوا۔
- ولید بن عبد الملک اموی کے دَور میں مسجد نبوی شریف میں ۲۳۶۹ میٹر کا اضافہ ہوا۔
- خلیفہ مہدی عباسی کے دَور میں مسجد نبوی شریف میں ۲۴۵۰ میٹر کا اضافہ ہوا۔
- ملک اشرف قاَئتبائی کے دَور میں مسجد نبوی شریف میں ۱۲۰ میٹر کا اضافہ ہوا۔
- سلطان عبد المجید عثمانی کے دَور میں مسجد نبوی شریف میں ۱۲۹۳ میٹر کا اضافہ ہوا۔
- سعودی حکومت کے دَور میں مسجد نبوی شریف میں ۶۰۲۴ میٹر کا اضافہ ہوا۔
- اس وقت مسجد نبوی شریف کا کل رقبہ ۱۶۳۲۶ مربع میٹر ہے۔

نوٹ: غربی سمت کا جدید حرم اس میں شامل نہیں ہے۔ (آثار المدینہ ص ۱۱۰، ۱۱۱)

اللّٰھم زد فزد مسجد النّبی الامی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لو بنی ھذا المسجد الی صنعاء کان مسجدی (وفاء الوفا ص ۲۹)

ترجمہ: اگر یہ مسجد مقام صنعاء تک بھی چلی گئی تو میری مسجد ہی ہے۔

دربارِ گوہر بار میں آدابِ حاضری

- خلوص نیت عجز و انکساری سے حاضری دے کہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے حدیث پاک میں فرمایا۔ انما الاعمال بالنّیات اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔[۱۷۹]
- دربار گوہر بار میں شور و غوغا اونچی آواز سے بچے۔ رب قدوس فرماتا ہے۔ آیت[۲۵]

لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ اپنی آوازوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچا مت کرو۔ رب قدوس نے بارگاہ محبوب کے آداب خود متعین فرمائے ہیں رب قدوس جل مجدہ نے بارگاہ محبوبیت میں آہستہ آواز کرنے والوں کی مدح میں ارشاد

آیت[۲۶] فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اور ان لوگوں کی مذمت

آیت[۲۷] فرمائی جو اونچی آواز سے پکارتے تھے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی طرف متوجہ ہو کر سلام عرض کرے اور دعا مانگے حضرت جعفر نے ابو عبداللہ سے پوچھا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں حاضری ہو تو قبلہ رُخ ہو کر دعا مانگے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی طرف، آپ نے فرمایا:

استقبل رسول اللہ ولا تصرف وجہك عنہ وھو وسیلتك و وسیلۃ ابیك آدم۔ (خلاصۃ الوفاء ص۵۶)

حضور علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو ان سے چہرہ نہ پھیر وہ تیرے اور تیرے باپ آدم علیہ السّلام کے وسیلہ ہیں۔

۱۸۰۔ ابو عبداللہ الحنبلی جب بھی روضۂ انور پر حاضری دیتے تو قبر انور کو رُخ کے سامنے رکھتے اور قبلہ شریف پس پشت ہوتا منبر شریف بائیں جانب ہوتا پھر سلام کہتے، دعا مانگتے۔ (خلاصۃ الوفاء ص۵۶)

۱۸۱۔ عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابن وہب جب بھی حاضری دیتے تو اپنے چہرے کو قبر انور کی طرف رکھتے، پھر سلام عرض کرتے اور دعا مانگتے۔ (خلاصۃ الوفاء ص۵۶)

۱۸۲۔ ابو موسیٰ اصفہانی مالک سے روایت کرتے ہیں جب کوئی قبر انور پر حاضری دے تو قبلہ کی طرف پیٹھ کرے اور قبر انور کی طرف چہرہ۔ پھر صلوٰۃ وسلام پیش کرے۔ اور دعا مانگے۔ (خلاصۃ الوفاء)

۱۸۳۔ ابن یونس ابن حبیب سے روایت کرتے ہیں حضور علیہ السلام کے سامنے وقار واطمینان سے کھڑا ہو وہ تیرا کھڑا ہونا جانتے ہیں تیرا اسلام سنتے ہیں۔ (خلاصہ ص۸۳)

۱۸۴۔ ابن مبارک کہتے ہیں میں نے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے سُنا ابوایوب سجستانی مدینہ منورہ حاضر ہوئے میں بھی وہاں حاضر تھا میں نے خیال کیا دیکھئے آج کیسے کرتے ہیں تو انہوں نے اپنی پیٹھ قبلہ کی سمت کر دی اور منہ حضور علیہ السلام کی طرف۔ (خلاصہ ص۸۳)

فائدہ

بعض حجاج لاعلمی کی بنا پر یا غلط رہنمائی کی وجہ سے قبر انور کو پیٹھ کر کے دعا مانگتے ہیں یہ انتہائی خلاف ادب ہے سختی سے بچا جائے۔ اللہ تعالیٰ توفیق ادب دے۔

گھر سے چلتے وقت توبہ استغفار کر کے چلے۔ وصیت کر کے چلے، گھر میں دو رکعت نماز پڑھ کر روانہ ہو۔ کسی کا مقروض ہو تو ادائیگی کرے۔

دوران سفر صلوٰۃ وسلام کی کثرت کرے۔ احکام شرع کی اتباع کا خاص خیال رکھے جوں جوں حرم انور کے قریب ہوتا جائے خشوع وخضوع میں اضافہ کرے اگر سواری پر ہے تو شوق میں تیز کر دے۔ ہو سکے تو ننگے پاؤں چلے

جب حرم شریف میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے۔

اللهم ان هذا هو الحرم الذی حرمته علی لسان حبیبك و رسولك صلی الله علیه وسلم و دعاك ان تجعل فیه من الخیر والبرکة مثل ما هو بحرم بیتك الحرام فحرمنی علی النار -

اے رب قدوس یہ وہ حرم پاک ہے جسے تو نے اپنے نبی کریم کی زبان سے حرام قرار دیا اور انہوں نے تجھ سے خیر وبرکت کی دعا کی کہ اس میں حرم کعبہ سے دوگنا برکتیں عطا فرما۔ مجھے دوزخ پر حرام قرار دے دے۔

روضۂ انور پر نظر پڑے تو صلوٰۃ وسلام کی کثرت کرے۔ اللہ کا شکر کرے کہ عظیم نعمت مل گئی

روضۂ شریف میں داخل ہونے سے پہلے مدینہ منورہ کے فقراء کو حسبِ استطاعت خیرات دے۔ مسجد شریف داخل ہوتے ہوئے اس یقین سے چلے کہ یہ جگہ مہبطِ جبرئیل ہے آہستہ آہستہ قدم رکھ کر چلے۔ مسجد شریف میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کرکے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے۔ اس یقین کامل سے حاضری دے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی حیاتِ طیبہ کے ساتھ جلوہ فرما ہیں اور آنے والوں کے سوالوں کے جواب دے رہے ہیں۔ ہو سکے تو ان آیات کی تلاوت کے بعد صلوٰۃ و سلام عرض کرے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ الخ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الخ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الخ

اپنی دعا میں حضور علیہ السلام کو وسیلہ کے طور پر پیش کرے۔

قبر انور کی طرف پیٹھ کرنے کو اسی طرح معیوب جانے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی میں اسے معیوب جانا جاتا تھا۔ ہو سکے تو روزانہ دربار پاک میں صلوٰۃ و سلام پیش کرے۔ جنت البقیع میں حاضری دے۔ ہو سکے تو مدینۃ الرسول میں ننگے پاؤں چلے کہ سنت مالکی ادا ہو سکے۔ مجھے ۱۹۶۴ء میں اس سنت پر عمل نصیب ہوا ہے۔ والحمد للہ شدت کی گرمی میں بھی مجھے راحت نصیب ہوتی تھی۔ ایک ماہ دس دن تک یہ سعادت نصیب رہی افسوس پھر یہ نعمت آج تک نہ مل سکی۔

مسجد نبوی شریف کے بیس ۲۰ دروازے

پہلا دروازہ: دارِ مروان کی طرف تھا جس سے صرف امراء ہی داخل ہوتے تھے۔

دوسرا دروازہ: قبلہ شریف کی سمت تھا جسے باب زیت القنادیل کہتے ہیں۔

تیسرا دروازہ: قبلہ شریف سے بائیں جانب تھا

چوتھا دروازہ: خوخۂ آل عمران کے نام سے مشہور تھا۔

پانچواں دروازہ : اسماء بنت حسین کے مکان کے سامنے کھلتا تھا۔

چھٹا دروازہ : خالد بن ولید کے مکان کے سامنے کھلتا تھا۔

ساتواں دروازہ : مناصع سٹریٹ کے بالمقابل تھا۔

آٹھواں دروازہ : السورقی کے گھروں کے سامنے کھلتا تھا۔

نواں دروازہ : حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف کی حویلی کے سامنے کھلتا تھا۔

دسواں دروازہ : اسی حویلی ملکیہ حمید بن عبدالرحمٰن کے محاذ میں تھا

گیارھواں دروازہ : امیرالمومنین کی آزاد کردہ لونڈی کے مکان کے سامنے کھلتا تھا۔

بارھواں دروازہ : یہ بھی خالصہ کے مکان کے سامنے کھلتا تھا۔

تیرھواں دروازہ : ستیزہ مولاۃ ام موسیٰ کی حویلی کے سامنے کھلتا تھا

چودھواں دروازہ : یہ بھی ستیزہ مولاۃ ام موسیٰ کے مکان کے سامنے واقع تھا۔

پندرھواں دروازہ : نصیر صاحب المصلیٰ کے مکان کے محاذ میں کھلتا تھا۔

سولھواں دروازہ : جعفر بن خالد بن برمک کے مکان کے سامنے کھلتا تھا۔

سترھواں دروازہ : عاتکہ بنت عبداللہ کے مکان کے سامنے تھا۔ اسے باب عاتکہ بھی کہا جاتا تھا۔ اس دروازہ کا نام باب الرحمۃ ہے جو آج تک مشہور ہے اسے باب الرحمت کہنے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی نے آکر بارش نہ ہونے کی شکایت کی اور دعا کی درخواست کی دعا ہوئی تو مطلع کی طرف سے بدلی اٹھی جو دیکھتے دیکھتے آسمان پر پھیل گئی اور موسلا دھار بارش ہوئی تفصیلی واقعہ کتب احادیث میں موجود ہے۔

اٹھارھواں دروازہ : باب زیاد کے نام سے مشہور تھا جو باب الرحمۃ اور خوخۃ الصدیق کے درمیان واقع ہے۔

انیسواں دروازہ : الخوخۃ المجعولۃ کے نام سے مشہور رہا۔
بیسواں دروازہ : باب مروان کے نام سے مشہور رہا کہ مروان کے مکان کے سامنے واقع تھا۔ (خلاصۃ الوفاء ص۲۳۹ تا ۲۴۴)

موجودہ مسجد شریف کے دروازے

اس وقت یعنی ۱۴۰۱ھ ۱۹۸۱ء تک مسجد مبارک کے دروازے دس ہیں۔ شرقی جانب میں باب جبرئیل۔ باب نساء۔ باب عبدالعزیز۔ غربی جانب میں باب السلام۔ باب الصدیق۔ باب الرحمۃ۔ باب مسعود۔ شمالی جانب میں باب عمر۔ باب عثمان۔ باب مجیدی۔

تیرے در کا درباں ہے جبریلِ اعظم
ہے بیتاب جس کے لیے عرشِ اعظم

ترا مداح ہر نبی ہر ولی ہے
وہ اس راہ رو لامکاں کی گلی ہے

فضائلِ منبر شریف

۱۸۵۔ عن عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما بین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ۔

(خلاصۃ الوفاء ص۹۹، وفاء الوفاء ج۲، ص۴۲۶)

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

میرے گھر اور میرے منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وآلہ وسلم

۱۸۱۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال منبری علی حوضی۔

(خلاصہ ص۹۹، اخبار مدینۃ الرسول ص۸۰)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

میرا منبر جنّت کے باغ میں

۱۸۲۔ عن جابر رضی اللہ عنہ وان منبری علیٰ ترعۃ من ترع الجنۃ۔ (خلاصۃ الوفا ص۲، اخبار المدینۃ الرسول ص۸۰)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرا منبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

منبر کے پاس جھوٹی قسم تباہی ہے

۱۸۳۔ من حلف عندہ علی یمین فاجرۃ فلیتبوء مقعدہ من النار۔

جس شخص نے میرے منبر کے پاس جھوٹی قسم اٹھائی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

منبر کے پاس جھوٹی قسم کھانیوالے پر خدا کی لعنت

۱۸۴۔ من حلف عند منبری ھذا یمینا کاذبۃ فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین۔ (خلاصہ ص۱)

جس شخص نے میرے اس منبر کے پاس جھوٹی قسم اٹھائی اس پر اللہ کی لعنت فرشتوں کی لعنت۔ تمام انسانوں کی لعنت۔

منبر کا حشر ہوگا

۱۹۰ انہ بعینہ یعاد فی القیمۃ کما یعاد الخلائق۔ (خلاصہ ص۱، اخبار مدینۃ الرسول)

منبر کو قیامت کے دن اسی طرح اٹھایا جائے گا جس طرح دوسری مخلوق کو۔

منبر شریف حوض کوثر پر

۱۹۱ ان المنبر الذی کان فی الدنیا بعینہ یکون علیٰ حوضہ فی ذالک الیوم۔ (خلاصہ ص۱)

یہی منبر شریف قیامت کے دن حوض کوثر پر ہوگی۔

منبر شریف بنانے کا حکم

۱۹۲ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخطب یوم الجمعۃ الی جنب خشبۃ مسندا ظہرہ الیہا فلما کثر الناس قال ابنوا لی منبرا فبنولہ منبرا۔ (وفاء الوفاء ج ۳ ص ۳۹۰)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے ایک لکڑی کے ساتھ ٹیک لگایا کرتے تھے جب لوگ زیادہ ہو گئے تو آپ نے فرمایا میرے لیے منبر بناؤ چنانچہ منبر بنا دیا گیا۔

منبر شریف جھاؤ کی لکڑی سے بنایا گیا

۱۹۳- قال سہل رضی اللہ عنہ ولم یکن بالمدینۃ الا نجار واحد فذھبت انا و ذالک النجار الی الغابۃ فقطعنا ھذا المنبر من اثلۃ

(وفاء الوفاء ص۳۹۶)

سیدنا سہلؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں صرف ایک بڑھئی تھا میں اور وہ غابہ (جنگل کا نام) گئے اور یہ منبر جھاؤ کے درخت سے کاٹا۔

منبر شریف بنانے کا مشورہ صحابہ نے دیا

۱۹۴- ان الصحابۃ قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الناس قد کثروا فلو اتخذت شیئا تقوم علیہ اذ خطبت قال صلی اللہ علیہ وسلم ما شئتم (وفاء الوفاء ص۳۹۶)

صحابہ نے عرض کی حضور لوگ زیادہ ہو گئے ہیں اگر مناسب سمجھیں تو کوئی ایسی چیز بنائیں جس پر کھڑے ہو کر آپ خطبہ دیا کریں فرمایا جیسے چاہو۔

منبر شریف کی تین ۳ سیڑھیاں

۱۹۵- کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب علی جزع نخلۃ ثم عمل لہ منبر من خشب الاثل مرکب من ثلث درجات

(تاریخ الحرمین ص۱۳۲ فی صحیح مسلم شریف عنہ الثلاث درجات وفاء الوفاء ج۱ ص۳۹۲)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے پھر آپ کے لیے منبر بنایا گیا جس کی تین سیڑھیاں تھیں۔ مسلم شریف میں ہے یہ تین سیڑھیاں تھیں۔

ارباب سیر اور مؤرخین نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف کی تین سیڑھیاں تھیں۔ کان درجتین۔ غیر المجلس۔ و کان صلی اللہ علیہ وسلم منبرہ ثلاث درج (وفاء الوفاء ص۳۹۸)

منبر شریف کو لوگ تبرکاً مس کرتے تھے

۱۹۷۔ فید خل الناس ایدیھم الیہ و یمسحونہ بھا تبرکاً یلمس ذالک المقعد الکریم (وفاء الوفاء ص۴۰۵)

لوگ منبر شریف کو تبرکاً مس کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست گاہ تھی۔

منبر شریف کا وہ لٹو جسے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پکڑا کرتے تھے صحابہ کرام اس پر اپنا ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔ (طبقات ابن سعد، ج۲، ص۳۱)

پاس ادب

یہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر تین سیڑھیوں والا تھا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم آخری زینے یعنی تیسری سیڑھی پر بیٹھ کر ارشادات سے نوازتے اور دوسرے زینے پر پاؤں مبارک رکھتے، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں دوسرے زینے پر بیٹھتے جہاں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک ہوتے تھے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پہلے زینے پر بیٹھتے جہاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قدم اطہر ہوتے تھے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایک عرصہ تک تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بیٹھنے کی جگہ بیٹھتے رہے پھر اس نظام میں تبدیلی فرما دی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کے زینے کو اختیار فرمایا اور فرمایا کہ پہلے اور دوسرے زینے پر بیٹھنے سے

کسی کو شبہ ہو سکتا ہے کہ میرا یہ عمل شیخین کی برابری ہو مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو برابری کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ کو اختیار کرتا ہوں۔ (وفاء الوفاء ص۲۸۱، جذب القلوب ص۱۰۱، تاریخ المدینہ ص۱۱۱)

منبر شریف لے جانے پر سورج گرہن ہوا

ابن قطن کہتے ہیں کہ مروان بن حکم نے ایک مرتبہ ارادہ کیا کہ منبر شریف کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں شام میں بھجوا دے۔ مروان کے اس ارادہ پر اس قدر شدید سورج گرہن ہوا کہ ستارے دکھائی دینے لگے۔ زلزلہ کے جھٹکے محسوس کیے گئے۔ تند و تیز آندھی چلی۔ ارادہ ملتوی کیا اور لوگوں سے معذرت کی کہ منبر کو حرکت دینے سے اس کی حفاظت مطلوب تھی۔ اس موقع پر منبر شریف کی سیڑھیوں میں اضافہ کیا گیا یہ تینوں سیڑھیاں اونچی کر دی گئیں۔ اور ان کے نیچے مزید چھ سیڑھیاں بنوا دی گئیں۔ آج بھی منبر شریف ۹ سیڑھیوں پر مشتمل ہے۔ (وفاء الوفاء کے دوسرے مقام پر ایسی ہی عبارت ہے۔

۱۹۶۔ فلما قدم معاویۃ عام حج حرك المنبر وارادان یخرجه الى الشام فكسفت الشمس يومئذ حتى بدت النجوم فاعتذر معاوية الى الناس۔ (وفاء الوفاء ج ۲، ص ۳۹۸)

جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حج پر آئے تو منبر شریف کو شام لے جانے کا ارادہ کیا (تبرکاً)، تو سورج گرہن اس قدر شدید ہوا کہ ستارے دکھائی دینے لگے تو امیر معاویہ نے لوگوں سے معذرت چاہی۔

منبر شریف کا طول و عرض

اس منبر مقدس کی تین سیڑھیاں تھیں۔ طول ایک گز اور چوڑائی نصف گز تھی۔ اور ہر

سیڑھی کی چوڑائی نصف بالشت تھی۔ سب سے پہلے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس منبر شریف کو جائزہ قبطیہ اوڑھایا۔ جب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تیار کردہ منبر خراب ہونے لگا تو بعض خلفاء عباسیہ نے نیا منبر بنوایا اور منبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بقیہ حصہ کے بقصد تبرک کنگھے بنوالئے۔ اس کے بعد ہر بادشاہ نے منبر شریف کی تجدید کرائی۔ یہاں تک کہ سلطان رومہ کے حکم سے سلطان مراد خاں نے ۹۹۸ھ میں ایک بلند منبر سنگ مرمر سے بنوایا۔ (راحت القلوب ص۱۰۱)۔

منبر شریف بزبان حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے منبر شریف کے بارے میں فرمایا۔

بہا منبر الہادی الذی کان یصعد ولا تمتحی الآیات من دار حرمۃ

ترجمہ: حرم نبوی کے نشانات نہیں مٹ سکتے وہاں ہادی انور صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر شریف بھی ہے۔ جس پر آپ جلوہ فرما ہوتے تھے۔

من مہتد للنور المبارک یہتد نورٌ اضاء علی البریۃ کلہا

ترجمہ: اس مقدس نور نے سارے جہان کو روشن کیا ہے اور جو شخص اس مقدس نور تک پہنچ گیا اس نے ہدایت حاصل کرلی۔

مثل الرسول نبی الامۃ الہادی تاللہ ما حملت انثی ولا وضعت

ترجمہ: خدائے قدوس جل مجدہ کی قسم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔

من اللہ نور یستضاء ویوقد بہا حجرات کان ینزل وسطہا

ترجمہ: وہاں حجرات مقدسہ بھی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ کا نور جلوہ گر رہا۔ اور اس نور سے روشنی حاصل کی جاتی رہی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۱۹۸- مابین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ ۔ (وفاء الوفاء)

ترجمہ: میرے گھر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغات میں سے ایک ہے ۔

مدینہ منورہ

خسرو غریب است گدا افتادہ در شہر شما
اِلّا کہ از بہرِ خدا سوئے غریباں بنگری

(امیر خسرو علیہ الرحمۃ)

سیدنا تمیم داری کی درخواست

۱۹۹- حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ شام میں گئے اور وہاں لکڑی کا منبر دیکھا واپس آکر دربار رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ اجازت فرمائیں تو آپ کے آرام کے لیے منبر بنوا لیا جائے اس پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ لیا۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ میرا ایک غلام ہے جو نہایت اچھا ۲۰۰- کاریگر ہے فرمایا اسے کہو کہ منبر تیار کر دے (وفاء الوفاء) ایک حدیث شریف میں ہے، ایک خاتون نے خود عرض کی تھی کہ اسے منبر بنانے کی اجازت دی جائے چنانچہ اجازت ملنے پر اس کے غلام مینا نامی نے منبر تیار کیا۔ (جذب القلوب)

اصحابِ صفہ

صفہ کے معنی، سائبان، سایہ دار جگہ کے ہیں۔ یہی پہلی دینی درسگاہ ہے۔ یہی

پہلی اسلامی یونیورسٹی ہے جس کے معلم اول خود حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
جب تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا اور مسجد نبوی کا رُخ بیت اللہ شریف کی طرف ہوا۔
تو بیت المقدس کی طرف کی دیوار اور اس سے ملحقہ جگہ ان فقراء و مساکین کے لیے
مختص کر دی گئی جن کے پاس اپنا مکان نہ تھا یہی جگہ صفہ کے نام سے مشہور ہوئی
باب جبرئیل سے حرم انور میں داخل ہوں تو مقام تہجد کے مقابل دائیں طرف یہ جگہ
واقع ہے اس کی پیمائش ۴۰ × ۴۰ ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یہ جماعت دینی تعلیم کے حصول۔ اصلاح
احوال، تزکیہ نفوس، تطہیر قلوب کی خاطر صبح و شام اسی جگہ رہتی۔ دنیوی کاروبار،
کھیتی باڑی، تجارت ایسے مشاغل قطعی نہ تھے۔ اصحاب صفہ کے فقر و فاقہ اور مسکنت
۲۰۱ کا ذکر ایک مقام پر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس طرح فرمایا۔ ان لوگوں کے
پاس چادر تک نہ تھی فقط تہبند یا ایک کمبل پر انحصار تھا وہ بھی اس قدر چھوٹا کسی کی پنڈلی
تک، کسی کی آدھی پنڈلیوں تک۔ چادر کے دونوں کونوں کو ہاتھ سے تھاما کرتے تھے
کہ شرمگاہ نہ کھل جائے (بخاری شریف ج ۱، ص ۶۳) آپ فرماتے ہیں یہ لوگ اسلام
کے مہمان تھے نہ ان کا گھر تھا نہ ٹھکانہ۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب
کہیں سے صدقہ پہنچتا تو آپ اصحاب صفہ کے ہاں بھجوا دیتے۔ اگر کہیں سے ہدیہ پہنچتا
تو خود بھی کچھ تناول فرماتے اور اصحاب صفہ کو بھی شریک کر لیتے۔

دُودھ کا پیالہ

۲۰۲۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ دودھ کا ایک پیالہ آیا۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب صفہ کو بلالانے کا حکم دیا۔ تقاضائے بشری محسوس
ہوا کہ دودھ کے ایک پیالے سے کتنے سیراب ہوں گے مگر تعمیل حکم ضروری تھی۔

اصحابِ صفہ کو بلا لیا گیا مَیں نے آپ کے حکم سے ایک ایک کو پلانا شروع کیا۔ سبھی سیراب ہو گئے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا اب مَیں اور تُو رہ گئے مَیں نے عرض کی حضور درست ہے۔ آپ کے حکم سے مَیں نے پینا شروع کیا اور آپ فرماتے رہے اور پیو اور پیو آخر مَیں نے قسم اٹھا کر عرض کی حضور اب گنجائش نہیں ہے تو آپ نے میرا بچا ہوا دودھ خود نوش فرما لیا۔

(بخاری شریف ص۹۵۵ کتاب الرقاق)

اسی واقعہ مقدسہ کی طرف اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ نے اشارہ فرمایا ہے ؎

کیوں جناب بو ہریرہ تھا وہ کیسا جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

۲۰۳۔ سیدنا مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ قسم اٹھا کر فرمایا کرتے تھے کہ بسا اوقات بھوک کی شدت سے اپنا پیٹ زمین پر لگا لیتا تھا کہ زمین کی نمی سے بھوک میں قدرے افاقہ ہو جائے۔ (سیرۃ المصطفیٰ)

۲۰۴۔ محمد بن سیرین فرماتے ہیں شام کے وقت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اصحابِ صفہ کو صحابہ کرام پر تقسیم فرما دیتے تھے۔ ہر ایک اپنی حیثیت کے مطابق لے جاتا اور انہیں کھانا کھلاتا۔ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اسی اسی آدمیوں کو اپنے ساتھ لے جاتے اور انہیں کھانا کھلاتے۔

۲۰۵۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو اسی پہلی اسلامی یونیورسٹی کے جلیل القدر متعلم ہیں فرماتے ہیں میں نے ایک دن بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر اپنی یادداشت کے کمزور ہونے کی شکایت کی۔ "آقا ارشاداتِ عالیہ یاد نہیں رہتے" فرمایا ابسط ردائک۔

اپنی چادر پھیلاؤ۔ فرماتے ہیں میں نے چادر پھیلادی۔ پھر فرمایا ضمہ بالقلب۔ اب اسے اپنے سینے سے لگا لو۔ میں نے چادر سینے سے لگالی اور بھول کا مرض ہمیشہ کے لیے ختم ہوگیا۔ صاحب ثروت حضرات اپنے انگوروں اور کھجوروں کے گچھے لا کر مسجد نبوی شریف میں لٹکادیتے۔ اصحاب صفہ ان سے توڑ توڑ کر کھایا کرتے تھے۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ان مقدس طلبا میں بحیثیت امیر یا رکن اعلیٰ خدمات انجام دیا کرتے تھے (وفاء الوفاء ج ۱، ص ۳۲۲)

۲۰۶ فضالہ بن عینیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بعض اوقات اصحاب صفہ پر یہ حالت بھی طاری ہوجاتی تھی کہ شدت بھوک سے گرجاتے اور نماز بھی صحیح طرح پوری نہ کرپاتے باہر سے آنے والے انہیں دیوانہ سمجھتے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لاتے اور تسلی دیتے۔ فرمایا کرتے اگر تمہیں یہ معلوم ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارا کس قدر اونچا مقام ہے تو تم اپنے فقر و فاقہ کی تمنا کرو۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۳۲۲)

۲۰۷ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن بھوک کی شدت کے سبب سرِ راہ بیٹھ گیا کہ کوئی کھانا کھلا دے گا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خاموشی کے ساتھ میرے قریب سے گزر گئے۔ اسی طرح فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی گزر گئے جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تو مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا اٹھو میرے ساتھ چلو اور مجھے اپنے ساتھ گھر لے گئے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

۲۰۸۔ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بھی اصحاب صفہ میں سے ایک فرد تھا۔ ہماری غربت اور فقر کا یہ عالم تھا کہ کسی کے پاس ایک کپڑا بھی پورا نہ ہوتا تھا۔ پسینہ کے سبب جسم پر میل جم جاتا تھا۔

یاد رہے یہ وہ مقدس نفوس ہیں جو کسی بات پر قسم کھا لیں تو اللہ تعالیٰ اس بات کو پورا فرما دیتا ہے۔

اصحاب صفہ کے مفصل حالات کا مطالعہ کرنے کے لیے ابن العربی احمد بن محمد البصری المتوفی ۳۴۵ھ کی تالیف نہایت مفید ہے۔ سلمی نے بھی اس عنوان پر مستقل کتاب لکھی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد والہ وصحبہ وسلم

اصحاب صفہ کی تعداد

یہ تعداد کم و بیش ہوتی رہی ہے۔ چار سو تک بھی پہنچی ہے۔ ان نفوس قدسیہ میں سے بعض کے اسمار گرامی یہ ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوبشر کعب بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عمیر بن عوف رضی اللہ عنہ، حبیب بن سیان رضی اللہ عنہ، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن أنیس رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن حارث رضی اللہ عنہ، جنب بن جنادہ رضی اللہ عنہ، حضرت ثابت ودلیعہ رضی اللہ عنہ، عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ عدیم بن ساعد رضی اللہ عنہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (شادی سے قبل)، ابولبابہ رضی اللہ عنہ، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ، حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ، ابودردا رضی اللہ عنہ، سالم مولیٰ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ، صفوان بن بیضاء رضی اللہ عنہ، عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ، ابوعبس رضی اللہ عنہ حجاج بن عمر رضی اللہ عنہ، جناب بن ارت رضی اللہ عنہ، مسعود بن ربیع رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، مقداد بن عمر رضی اللہ عنہ، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، ابوعبیدہ عامر بن جراح رضی اللہ عنہ، بلال بن رباح رضی اللہ عنہ، صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ، زید بن خطاب رضی اللہ عنہ، ابومرثد رضی اللہ عنہ، ابوکبشہ رضی اللہ عنہ ابوعبس رضی اللہ عنہ، اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ۔ مجذر بن دمار رضی اللہ عنہ، عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ابورجانہ رضی اللہ عنہ، ذوالشمالین رضی اللہ عنہ

ابوالہیثم رضی اللہ عنہ۔ رافع بن معلیٰ رضی اللہ عنہ، سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ، عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ، عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ، حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ، ابو رویحہ رضی اللہ عنہ، عباد بن بشر رضی اللہ عنہ، ابو ایوب خالد بن زید رضی اللہ عنہ، عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ، سلامہ بن سلامہ رضی اللہ عنہ، مقداد رضی اللہ عنہ۔

جنت البقیع شریف

یہ مدینۃ الرسول کا مقدس قبرستان ہے اس میں دس ہزار جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ امہات المومنین حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں، مقدس پھوپھیاں۔ آپ کے صاحبزادہ سیدنا ابراہیم، لاکھوں اغواث، اقطاب، اوتاد آرام فرما رہے تھے۔

۲۰۹ صحیح مسلم شریف میں ہے حضور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کے پچھلے حصہ میں جنت البقیع میں تشریف لے جاتے اور فرمایا کرتے۔

السلام علیکم دار قوم مومنین و انا انشاء اللہ بکم لاحقون۔
اللھم اغفر لاھل البقیع الغرقد

اے ایمان والو تم پر سلام ہو انشاء اللہ ہم بھی تمہارے پاس آنے والے ہیں۔ اے اللہ بقیع غرقد والوں کو معاف فرما دے۔

۲۱۰ جنت البقیع میں سے ستر ہزار افراد ایسے اٹھیں گے جو جنت میں بلا حساب جائیں گے۔ (خصائص ص۲۸۹)

۲۱۱۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں قیام فرما تھے۔ رات کا کچھ حصہ گزر جانے پر آپ باہر تشریف لائے۔ میں پیچھے

باہر آگئی۔

وانطلقت علی اثرہ حتیٰ جاء البقیع فقام فاطال القیام ثم رفع یدیہ ثلاث مراۃ (مسلم شریف، جذب القلوب)

مَیں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلی۔ جنت البقیع آگئی۔ آپ نے وہاں طویل قیام کیا اور تین مرتبہ ہاتھ اٹھائے دعا مانگی۔

۲۱۲ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی میرے پاس جبرئیل آئے تھے اور باہر سے آواز دی۔ انہوں نے تم سے راز پوشیدہ رکھا میں نے بھی نہ بتایا۔ جبرئیل علیہ السلام کی عادت ہے جب تم عام لباس اتارتی ہو گھر کے اندر داخل نہیں ہوتے مَیں نے بھی گمان کیا تم سو رہی ہو کیوں بیدار کر کے پریشان کروں جبرئیل علیہ السلام وحی لائے تھے۔ اور رب جلیل کا حکم سنایا کہ اہل بقیع کے لیے دعا کر دوں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی حضور میں کیا کہوں فرمایا۔ السلام علیکم اھل الدیار من المومنین۔

۲۱۳ مراغی فرماتے ہیں جنت البقیع میں دعا قبول ہوتی ہے ہر وہ جگہ جہاں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی وہاں قبولیت ہے۔

۲۱۴۔ ابن منکدر نے روایت کی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ستر ہزار چودھویں کے چاند جیسی نورانی شکلیں جنت البقیع سے اٹھیں گی۔ (خصائص کبریٰ صہ ۲۸۹)

۲۱۵۔ کعب احبار فرماتے ہیں جنت البقیع شریف پر فرشتے مامور کیے گئے ہیں جب یہ قبرستان فوت ہونے والوں سے بھر جاتا ہے تو فرشتے اس کے کناروں سے پکڑ کر جنت میں الٹا دیتے ہیں۔

جنت البقیع کے درخشندہ ستارے

اس مقدس قبرستان میں سب سے پہلے دفن ہونے کا جنہیں شرف ملا اور

جن سے اس نورانی اقلیم کی آبادی کا آغاز ہوا۔ وہ سیدنا عثمان بن مظعون ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنے مقدس ہاتھوں سے قبر شریف میں آتارا۔ ان کی قبر پر پتھر رکھ دیا گیا کہ نشان باقی رہ سکے۔ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی صاحبزادہ سیدنا ابراہیم کو دفن کہاں کیا جائے۔ فرمایا عثمان بن مظعون کے پہلو میں۔ ابوداؤد شریف کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اقربار سے کوئی فوت ہوا تو عثمان بن مظعون کے پاس دفن کروں گا، جب ان کے وصال کی خبر ملی تو حضور تشریف لائے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ (جذب القلوب) ۲۱۶

سیدۃ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

آپ بھی جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔ فاطمہ نام ہے۔ زہراء اور بتول لقب ہے۔ بتول تبل سے مشتق ہے جس کا معنیٰ علیحدگی اور منقطع ہونے کا ہے کہ آپ ماسوائے اللہ سے الگ تھلگ تھیں۔ آپ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سب سے چھوٹی ہیں ۲ ھ میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ آپ نے متعدد بار فرمایا فاطمہ تو اس پر راضی نہیں کہ جنتی خواتین کی سردار ہو۔ مشکوٰۃ شریف ص۵۶۸۔

۲۱۷۔ ایک مرتبہ فرمایا مرحبا یا بنتی "بیٹی جی آیاں نوں" پھر کوئی راز کی بات فرمائی

۲۱۸ ایک بار فرمایا فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا مجھے ناراض کیا۔ مشکوٰہ ص۵۶۸

سیدہ فاطمۃ الزہرا نے جنگ احد میں عملاً حصہ لیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی تو آپ فوراً احد پہنچیں زخموں کو دھویا۔ چٹائی جلا کر زخموں میں راکھ رکھی تو خون بند ہو گیا۔ ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے جب سجدہ میں گئے تو عقبہ بن معیط نے اونٹ کی اوجھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک ۲۱۹

پہ لاکر رکھ دی سیدہ بچی تھیں بھاگتی ہوئی آئیں اوجھ ہٹائی اور عقبہ کو بد دعا دی۔

۲۲۰۔ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا تو تمام عورتوں کی سردار ہے۔ آپ کا معمول تھا سفر پہ تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں سیدہ فاطمۃ الزہراؓ سے ملتے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ملتے (زرقانی ج ۳ ص۲۰۲)

آپ کے مزار شریف کے بارے میں اختلاف رائے ہے۔ راجح اور قوی قول یہی ہے کہ سیدہ کا مزار جنت البقیع میں ہے اس موقف کی تائید میں سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا وہ قول زبردست دلیل ہے جسے عبداللہ بن علی رضی اللہ عنہ نے نقل کیا۔ ان الحسن بن علی قال ادفنونی فی المقبرۃ الی جنب امی حسن بن علی نے فرمایا مجھے مقبرہ میں میری ماں کے پہلو میں دفن کرنا۔ مسعودی کہتے ہیں اس قبرانور پر کسی وقت سنگ مرمر کی تختی

۲۲۱ تھی جس پر یہ کندہ تھا قبر فاطمہ بنت رسول اللہ۔ سیدنا عبداللہ بن علی فرماتے ہیں جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ قریب الوصال تھے تو آپ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی کہ انہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت دی جائے آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ حضور علیہ السلام کے مقبرہ میں صرف ایک قبر کی جگہ باقی ہے اس پر بنوامیہ اور بنوہاشم میں جھگڑا ہوگیا۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا جھگڑا بند کرو مجھے اپنی والدہ سیدہ فاطمہ کے پہلو میں دفن کر دینا۔ جمیع بن عمیر رضی اللہ عنہ

۲۲۲ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا حضور علیہ السلام کو سب سے پیارا کون تھا۔ آپ نے فرمایا فاطمۃ الزہرا۔ پوچھا مردوں میں تو فرمایا علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ۔ (رحمۃ للعلمین ج ۱ ص: ۱۲۴) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے چھ ماہ بعد حضور سیدہ رضی اللہ عنہا نے

۲۲۳ ۱۱ھ میں وصال فرمایا۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر حضور علیہ السلام کے مشابہ بات چیت میں کوئی نہ تھا اور نہ ہی میں نے فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے کوئی زیادہ سچا پایا۔ (رحمۃ للعلمین ج ۲ ص۱۲۳)

سیدہ کا وصال ۳ رمضان سنہ ۱۱ھ کو ہوا۔ ان کی وصیت کے مطابق صدیق اکبر رضی اللہ عنہا کی اہلیہ اسماء بنت عمیس اور سیدنا علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ نے غسل دیا۔ سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۲۴۔ طبرانی شریف میں ہے جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رقیہ کو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کیا جائے آپکی موت پر سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا قبر کے کنارے کھڑے ہو کر بہت روئیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے آنسو پونچھ رہے تھے۔ (خلاصۃ الوفا) حضرت رقیہ اولاً عتبہ بن ابی لہب سے منسوب تھیں۔ جب تَبَّت یَدَا اَبِیْ لَهَب نازل ہوئی تو ابولہب نے بیٹے سے کہا طلاق دو ورنہ تیرا میرا مقاطعہ ہے۔ آپ نے حضرت رقیہ کا نکاح سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ حضرت عثمان نے جب حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی تو رقیہ ساتھ تھیں۔ غزوۂ بدر کے موقع پر حضرت رقیہ بیمار تھیں اسی باعث سیدنا عثمان غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے حضور علیہ السلام کے حکم پر تیمارداری میں مصروف رہے۔ عتبہ فتح مکہ کے وقت مسلمان ہو گیا تھا۔ (جذب القلوب)

فاطمہ بنت اسد

حضور سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد بھی اس مقدس آبادی کی رونق ہیں جب ان کا انتقال ہوا تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے اور ان کے سرہانے بیٹھے اور فرمایا "میری ماں کے بعد میری ماں اللہ تجھ پر رحم فرمائے"

ان کے اوصاف کا ذکر فرمایا۔ اپنی مقدس چادر کا کفن پہنایا۔ قبر کھودنے کا حکم دیا جب قبر لحد تک پہنچی تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود قبر میں داخل ہوئے۔ اپنے ہاتھ سے مٹی نکالی اور اس میں لیٹے اور پھر دعا فرمائی۔

۲۲۵- اللہ الذی یحیی ویمیت وھو حی لا یموت اغفر لامی فاطمہ بنت اسد ووسع علیھا مدخلھا بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی فانک ارحم الراحمین۔ (خلاصۃ ص۲۹۳)

اللہ تعالیٰ جل مجدہ زندگی بخشتا ہے اور موت دیتا ہے وہ حی ہے اسے موت نہیں میری ماں فاطمہ بنت اسد کو معاف فرمائے اس کی قبر کو وسیع فرما دے اپنے نبی کے طفیل اور جو مجھ سے پہلے ہوئے ان کی طفیل تو رحم فرمانے والا ہے۔

۲۲۶- ایک اور روایت میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص اتار کر دی اور فرمایا یہ فاطمہ بنت اسد کو پہنا دی جائے۔ قبر شریف میں آخرے اور قرآن شریف کی تلاوت فرمائی اور فرمایا قبر کی گرفت سے فاطمہ بنت اسد کے بغیر کوئی نہیں بچا۔ (خلاصۃ الوفا، ص۲۹۳) جنازہ کا پایہ اپنے مبارک کندھے پر رکھا۔ کبھی جنازہ کے آگے چلتے کبھی پیچھے، صحابہ نے عرض کی حضور آپ نے دو کام ایسے کیے جو صرف فاطمہ بنت اسد سے متعلق ہیں۔ کرتہ کفن کے لیے دیا اور قبر میں بھی لیٹے فرمایا کرتہ اس لیے دیا کہ جہنم کی آگ مس نہ کرے قبر میں اس لیے لیٹا کہ قبر کھل جائے۔ (راحت القلوب ص۱۰۹)

ام کلثوم رضی اللہ عنہا

یہ بھی جنت البقیع کے مرغزار میں آرام فرما ہیں یہ اسی کنیت سے ہی مشہور ہیں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ربیع الاول ۳ھ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

کے نکاح میں آئیں۔ چھ سال تک سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہیں ان سے کوئی اولاد نہیں۔ ۹ھ میں انتقال فرمایا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز جنازہ پڑھائی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے کنارے بیٹھے تھے اور مقدس آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (زرقانی ج ۳، ص ۲۰۰)

۲۲۷ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری دس لڑکیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگرے عثمان کی زوجیت میں دیتا رہتا۔ (طبرانی، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۸۳) (سیرۃ المصطفیٰ) حضور سیدہ ام کلثوم بھی اولاً ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے منسوب تھیں۔ عتیبہ نے بھی باپ کے کہنے پر طلاق دے دی اور صرف طلاق ہی نہیں دی بلکہ دربار نبوی میں آکر گستاخی کی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا پیراہن چاک کیا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب علیہ

گستاخی کی سزا

۲۲۸۔ عتیبہ کی اس گستاخی پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں بد دعا دی۔ "اے اللہ اس پر اپنے درندوں میں سے کوئی درندہ مسلط فرما۔ چنانچہ ایک مرتبہ قریش کا تجارتی قافلہ شام کی طرف گیا زرقاء کے مقام پر اترا۔ ابولہب اور عتیبہ دونوں باپ بیٹا اس قافلے میں شامل تھے۔ رات کے وقت ایک خونخوار شیر آیا جو تمام قافلے والوں کو دیکھتا جاتا تھا اور سونگھتا تھا جب عتیبہ پہ پہنچا تو اس کو چباڈالا اور یہ شیر ایسا غائب ہوا کہ پھر اس کا پتہ ہی نہ چل سکا کہاں گیا۔ (زرقانی ج ۳، ص ۲۰۰)

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ

آپ بھی جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔ آپ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری بیٹے ہیں۔ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ذی الحجہ ۸ھ میں پیدا ہوئے۔

ساتویں روز آپ کا عقیقہ کیا گیا بالوں کے برابر چاندی صدقہ کی گئی اور بال دفن کیے گئے عوالی میں ایک مرضعہ (دودھ پلانے والی) کے سپرد کیا گیا۔ وقتاً فوقتاً آپ عوالی میں تشریف لے جاتے گود میں لے کر پیار فرمایا کرتے۔ سولہ ماہ زندہ رہ کر آپ نے انتقال فرمایا۔ (مدارج النبوۃ ص ۲، ص ۵۴۳) ان کے انتقال پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انا بك لمحـــزونــو ن

ہم تیرے سبب غمزدہ ہیں

آپ کے انتقال کے موقع پر اتفاق سے سورج گرہن ہو گیا۔ اہل عرب کا نظریہ تھا کہ سورج گرہن کسی بڑے انسان کی موت پر ہوتا ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا سورج گرہن کسی کی موت پر نہیں ہوتا۔ یہ نشانات قدرت سے ہے۔ جب ایسا دیکھو تو نماز پڑھو۔ صدقہ دو (زرقانی۔ سیرۃ المصطفیٰ) ان کی نماز جنازہ خود حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی۔ فضل بن عباس اور اسامہ بن زید نے قبر میں اتارا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر پانی چھڑکا۔ (تاریخ المدینہ ص۳۵)

عبدالرحمٰن بن عوفؓ

آپ بھی جنت البقیع کے باسی ہیں بوقت وصال ان کی خواہش تھی کہ انہیں جنت البقیع میں عثمان بن مظعون کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ (خلاصۃ الوفا)

سعد بن وقاصؓ

۲۴۹۔ آپ بھی بزم بقیع کی شمع فروزاں ہیں۔ ابن شیبہ نے ابی دہقان سے روایت کی ہے کہ سعد بن وقاص انھیں ساتھ لے کر جنت البقیع میں چلے گئے وہاں انہیں گڑھا کھودنے کا حکم دیا جب گڑھا گہرا ہو گیا تو وہاں ایک لوہے کی میخ گاڑ دی اور

وصیت کی کہ ان کے موت کے بعد انہیں اس مقام پر دفن کیا جائے۔ ابی دہقان فرماتے ہیں ان کی موت کے بعد میں نے صاحبزادہ کو وہ جگہ بتادی چنانچہ وہیں قبر بنائی گئی تو لوہے کی وہ میخ نکلی آپ کو اسی جگہ دفن کر دیا گیا۔

سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ

آپ بھی جنت البقیع کے درخشندہ ستاروں میں سے ایک ہیں۔ آپ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں ۹۳ھ میں پیدا ہوئے ۱۷۹ھ میں وصال ہوا۔ آپ کے متعلق جلیل القدر محدثین کی آرا درج ہیں۔

- اگر یہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا۔ (امام شافعیؒ)
- روئے زمین پر علم حدیث میں ان سے زیادہ کوئی امین نہیں (عبدالرحمٰن بن مہدی)
- علم حدیث میں آپ امیر المومنین ہیں (یحییٰ بن سعید)
- آپ اپنے زمانہ کے سب سے عظیم حافظ الحدیث تھے (ابو قدامہ)
- امام مالک سے زیادہ میں نے کوئی عقلمند نہیں دیکھا۔ ابن مہدی)
- علم تین شخصیتوں کے گرد گھومتا ہے۔ مالک بن انس، سفیان بن عیینہ، لیث بن سعد (امام شافعی)
- لوگ علم کے لیے روئے زمین چھان ماریں تو امام مالک سے زیادہ کوئی عالم نظر نہیں آئے گا۔ (سفیان)
- امام مالک سنت اور حدیث دونوں کے امام ہیں (ابن مہدی)
- امام مالک اصح الاسانید ہیں۔ (امام بخاری)
- میں نے امام مالک کو سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ انہیں ہر رات حضور صلی اللہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ (سعید نضری)

- صرف ایک بار حج پر گئے باقی ساری زندگی مدینہ منورہ میں بسر کی۔ آپ مدینہ منورہ میں کبھی سواری پر نہیں چڑھے۔
- آپ نے اپنی بے شمار انمٹ یادوں میں اپنی کتاب موطا امام مالک بھی چھوڑی ہے، یہ اقتباسات میں نے اس مقدس کتاب مطبوعہ مصر کے مقدمہ سے لیے ہیں۔ اے رب قدوس ہمیں بھی ان کے بحر عشق و محبت سے ایک قطرۂ رحمت عطا فرما۔

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ

۲۴۰۔ آپ بھی جنت البقیع کے درخشندہ ستاروں میں سے ایک ہیں اور اپنی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پہلو میں دفن ہیں۔ ابوبکر فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر پر بیٹھے دیکھا اور امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں جلوہ گر تھے، حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ میرا بیٹا سردار ہے۔ (مشکوٰۃ)

۲۴۱۔ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی شخص حضور علیہ السلام کے ہمشکل نہ تھا (مشکوٰۃ ص۵۶۹)

۲۴۲۔ ایک موقع پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں میں کھیلتے دیکھا تو آپ نے انہیں اپنے کندھوں پر اٹھالیا۔ (مشکوٰۃ ص۵۶۸)

۲۴۳۔ ایک موقع پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللّٰھم انی احبہ فاحبہ۔ اے اللہ تعالیٰ میں حسن سے محبت رکھتا ہوں۔ تو بھی اس سے محبت فرما۔ (مشکوٰۃ ص۵۶۹)

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

آپ کا مزار پرانوار بھی جنت البقیع میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مزار کے

شمالی جانب واقع ہے۔ آپ قبیلہ بنی سعد بن بکر بن ہوازن سے تھیں۔ نام حلیمہ تھا کنیت ام کبشہ۔ کبشہ ان کی لڑکی کا نام تھا۔ (سیرت حلبیہ ص ۱۴۴، ج ۱) بنو سلیم کی تین خواتین کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کا شرف ملا ہے، اتفاق سے یہ تینوں خواتین عاتکہ کے نام سے مشہور تھیں۔ اس امر کی طرف حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اشارہ فرمایا۔

۲۲۴ انا ابن العواتك من سليم (حلبیہ ص ۱۴۴، ج ۱)

میں بنو سلیم کی تین عواتک کا بیٹا ہوں

۲۲۵۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بے شمار سعادتوں میں سے اہم سعادت یہ ہے کہ حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔ اسلامها لا شكّ فيه عند جماهير العلماء (حلبیہ ج ۱، ص ۱۶۹) جمہور علماء کے نزدیک سیدہ حلیمہ سعدیہ کے اسلام لانے میں کوئی شک نہیں۔

۲۲۶۔ انا اعربكم انا قرشيٌ واسترضعت في بني سعد (حلبیہ ج ۱ ص ۱۴۶)

میں تم میں سے زیادہ فصیح ہوں۔ میں قریشی ہوں۔ میں نے بنو سعد میں دودھ پیا ہے۔

یہ حلیمہ سعدیہ کا نصیب تھا کہ سید الانبیاء کی مرضعہ بنیں۔ ورنہ ان سے پہلے دس خواتین اس نعمت عظمٰی کے حصول میں ناکام رہ گئی تھیں۔ (حلبیہ ج ۱، ص ۱۴۵)

رضاعی رشتوں کا احترام

۲۲۷۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رضاعی باپ حارث رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ کا خاص احترام فرماتے تھے، ابو داؤد نے عمر بن سائب سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے رضاعی باپ آئے تو آپ اُٹھ کر کھڑے ہو گئے اور اپنے سامنے بٹھایا، پھر اماں سعدیہ آئیں تو انہیں چادر پر بٹھایا۔ (حلبیہ ج ۱، ص ۱۴۴)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس دودھ کی نسبت کا بے حد احترام فرماتے تھے ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ثوبیہ کو دودھ پلانے کا شرف بھی ملا ہے۔ آپ انہیں مدینہ منورہ سے کپڑوں کا جوڑا بھیجا کرتے تھے۔ (حلبیہ ج ۱، ص ۱۴۳)

ایک جنگ میں حضرت شیما بنت حارث (حلیمہ سعدیہ کی بیٹی) بھی گرفتار ہو گئیں تو انہوں نے فرمایا۔

واللہ انی لاخت صاحبکم من الرضاعۃ (طبقات ابن سعد، سیرت سید البشر ؐ)

اللہ کی قسم میں تمہارے سردار کی رضاعی بہن ہوں۔

حاضرین کو یقین نہ آیا اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں لائے۔ حضرت شیما نے اپنی انگلی پر زخم کا نشان دکھایا کہ ایک دفعہ بچپن میں آپ نے میری اس انگلی کو چبایا تھا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں فرط محبت سے آنسو جاری ہو گئے۔ بیٹھنے کے لیے چادر مبارک بچھا دی اور فرمایا اے بہن تم میرے ہاں رہنا چاہو تو تمہارا اپنا گھر ہے۔ واپس جانا چاہو تو وہاں پہنچا دیا جائے۔ حضرت شیما نے واپسی کی خواہش کی تو انہیں چند اونٹ، بکریاں اور سامان کے ساتھ اعزاز و اکرام سے واپس رخصت کیا اور اس روز مسلمان ہو گئیں (سیرت سید البشر، طبقات ابن سعد)

حضور اماں حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں حضور علیہ السلام ۹ ماہ کی عمر میں فصیح کلام فرماتے تھے اور ۱۰ ماہ کی عمر میں بچوں کے ساتھ تیر اندازی فرمایا کرتے۔ (حلبیہ ج ۱، ص ۱۴۸)

بکری نے سجدہ کیا

حضور اماں حلیمہ فرماتی ہیں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری جھولی میں تھے میری بکریاں قریب سے گزریں۔ ایک بکری نے حضور علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ حضور علیہ السلام کا سر چوما پھر بکریوں میں جا ملی۔ (حلبیہ ج ۱، ص ۱۴۸)

۲۲۸۔ سیدنا حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے باغ میں گئے ابو بکر و عمر ساتھ تھے۔ باغ میں بکریوں نے سجدہ کیا۔ ابو بکر عرض کرتے ہیں کہ ایک دن حضور ہمیں بھی اجازت مرحمت فرمائیں ہم بکریوں سے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ نے فرمایا میری امت میں کسی کو لائق نہیں کہ سجدہ کرے اگر یہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرتی۔ (حلبیہ ج ۲ ص ۱۴۹)

سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے ان گنت حیران کن واقعات کا ملاحظہ فرمایا قریب رہیں مگر حقیقت محمدیہ پھر بھی ان پہ آشکار نہ ہوئی۔

یہ حلیمہ بھید کھلا نہیں   یہ مقام چون و چرا نہیں

تو خدا سے پوچھ وہ کون تھے   تیری بکریاں جو چرا گئے

کہیں حسن بن کے قبول میں   کہیں رنگ بن کے وہ پھول میں

کہیں نور بن کے رسول میں   وہ جمال اپنا دکھا گئے

(اکبر وارثی)

اُمّہاتُ المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہن

جنت البقیع شریف میں آرام فرمانے والی مقدس شخصیتوں میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور ایمانداروں کی مائیں بھی شامل ہیں۔ قرآن مقدس فرماتا ہے آیت ۲۸ وازواجه اُمّھاتھم۔ پیغمبر کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امہات المومنین میں سے کسی سے بھی اس وقت نکاح نہیں فرمایا جب تک جبرئیل علیہ السلام وحی نہیں لے آئے۔ اس طرح صاحبزادیوں کے نکاح بھی وحی الٰہی سے ہی ہوئے۔

۲۲۹ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ علیہ وسلم ما تزوجت شیئاً من نسائی ولا زوجت شیئاً من بناتی الا بوحی جاءنی به جبریل عن ربی عزوجل۔ (زرقانی ص۲۱۱، ج۳)

ابو سعید خدری فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنا اور اپنی کسی بیٹی کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جب تک جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالٰی کی طرف سے وحی لے کر نہیں آگئے۔

آیت ۲۹ امہات المومنین کے فضائل میں رب قدوس جل مجدہٗ کا یہ ارشاد ہی لاکھوں پر بھاری ہے یٰنساء النبی لستن کاحدٍ من النساء اے پیغمبر کی بیویو تم بے مثال ہو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی بیویوں پر نکاح کو حرام فرما دیا گیا۔

آیت ۳۰ ولا ان تنکحوا ازواجه من بعده ابدا۔

یہ جائز نہیں کہ تم پیغمبر کی بیویوں سے نکاح کرو۔

آیہ تطہیر میں امہات المومنین بدرجہ اتم شامل ہیں کہ لفظ اہل کا اطلاق بیویوں پر ہوتا ہے۔ اگرچہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا مدفن جنت البقیع میں نہیں

بلکہ مکہ مکرمہ میں حجون (جنت المعلیٰ) ہے تاہم امہات المومنین میں ان کا اسم گرامی سرفہرست ہے۔ اسی اوّلیت کی بنا پر ہی اس مضمون کو انہیں کے اسم گرامی سے شروع کرتا ہوں۔

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا عرب کے شریف خاندان سے وابستہ تھیں۔ نفیسہ بنت منیہ فرماتی ہیں حضرت خدیجہؓ نہایت شریف پاکباز، عفیفہ خاتون تھیں۔ ان کے متعلق قریش کے ہر امیر کا خیال تھا کہ ان سے نکاح کریں مگر سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے کسی سے التفات نہ فرمایا۔ آپ کو طاہرہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اقدس ۲۵ سال کو پہنچی اور آپکی دیانت، شرافت، اخلاص کا چرچا ہوا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ اگر آپ میرا مال تجارت ملک شام لے کر جائیں تو دوسروں کی نسبت آپ کو دوہرا معاوضہ دوں گی آپ نے پسند فرما لیا، اور ان کے غلام میسرہ کے ساتھ سفر فرمایا۔ دوران سفر میسرہ نے آپ کے بہت کمالات مشاہدہ کیے۔

ایک راہب نے کہا "ھو ھو نبی" یہ وہی نبی ہے۔ آپ نے کبھی جھوٹی قسم نہ اٹھائی میسرہ کہتے ہیں۔ دوپہر کی شدید دھوپ میں آپ پر فرشتے سایہ کرتے تھے۔ اس مرتبہ بہت نفع ملا۔ واپسی پر میسرہ نے سفر کے تمام واقعات سیدہ خدیجۃ الکبریٰ سے بیان کیے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے مقررشدہ حصہ سے زیادہ معاوضہ پیش کیا۔

(طبقات ابن سعد ص ۸۲ ج ا خصائص کبریٰ ج ا ص ۹۱)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے میسرہ سے سنتے ہوئے تمام واقعات ورقہ بن نوفل کو بیان کیے اس نے کہا اگر یہ تمام باتیں سچی ہیں تو یقیناً یہ آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں آپ سے نکاح کا شوق پیدا ہوا اور

آپ نے خود پیغام نکاح بھیجا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا کے مشورہ سے قبول فرمالیا۔ آپ کے چچا ابوطالب نے خطبہ نکاح پڑھا الفاظ یہ ہیں۔

اما بعد، فان محمدا ممن لا	محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ جوان ہیں کہ قریش
یوازن به فتی من قریش الا رجح	کا کوئی بھی فرد عقل وفضل وشرف میں ان کے
به شرفا ونبلا وفضلا وعقلا	ساتھ تولا جائے تو حضور علیہ السلام کا پلڑا بھاری
وان کان فی المال قل فانه	رہے گا۔ کیا ہوا کہ یہ مال میں کم ہیں۔ مال
ظل زائل وعدیه مسترجعه	فنا ہونے والی شے ہے۔ یہ خدیجہ بنت
وله فی خدیجة بنت خویلد رغبة	خویلد کی طرف راغب ہیں۔ اور خدیجہ ان
ولها فیه مثل ذالك ۔ (سیرت المصطفیٰ ص ۹۴ ج ۱)	کی طرف نکاح میں راغب ہے۔

(روض الانف ج ۱، ص ۱۲۲)

اس وقت حضور علیہ السلام کی عمر ۲۵ برس تھی اور سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کی عمر ۴۰ سال تھی۔ (مدارج النبوۃ) ابوالبشر دولابی نے کہا ہے حق مہر ۱۲۔ اوقیہ تھی۔ ایک اوقیہ ۴۰ درہم کی تھی کل مہر ۵۰۰ درہم مقرر ہوا۔ (زرقانی ج ۱، ص ۲۰۲۔ سیرۃ المصطفیٰ ص ۹۴)۔

سیرت ابن ہشام میں ہے حق مہر ۲۰ اونٹ مقرر ہوا۔ ایک روایت میں ہے کہ ۲۹ اونٹ مقرر ہوا بعد میں دعوت ولیمہ ہوئی جس میں گائے ذبح کی گئی۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۹)

فضائل خدیجۃ الکبریٰ

آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ حضور علیہ السلام کی پہلی بیوی ہیں۔ آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے عورتوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

۲۴۰۔ آپ دور جاہلیت کے رسم ورواج سے پاک تھیں اور طاہرہ نام سے مشہور تھیں

(۲۴۱) بخاری ومسلم شریف میں ہے ایک مرتبہ دربار نبوی میں جبریل علیہ السلام حاضر

ہوئے اور عرض کی حضور خدیجۃ الکبریٰ دستر خوان لا رہی ہیں جب آئیں تو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور پھر میری طرف سے سلام پہنچا دیجئے۔

(سیرت المصطفےٰ ص ۲۱۲، ج ۲، مدارج النبوۃ ص ۷۹۸، ج ۲)

آپ کو یہ شرف حاصل ہے تمام امہات المومنین سے زیادہ عرصہ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریک حیات رہیں یہ عرصہ ۲۵ یا ۲۴ سال کا ہے۔ (مدارج النبوۃ)

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تمام رؤسائے عرب، صاحبِ ثروت و دولت کو چھوڑ کر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مائل ہونا ان کے صاحبِ علم و عقل ہونے کی زبردست دلیل ہے۔

حافظ ابن قیم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ کا کسی کو سلام کہلا بھیجنا۔ یہ وہ فضیلت ہے جس میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا کوئی شریک نہیں۔ آپ کے فضائل میں یہ ایک بڑی فضیلت ہے کہ سیدہ فاطمہؓ جیسی صاحبزادی ان کے بطن سے پیدا ہوئیں۔

آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح سے قبل خواب دیکھی کہ آسمانی آفتاب ان کے گھر اتر آیا ہے۔ اس کے نور سے گھر روشن ہے۔ ورقہ بن نوفل نے اس کی تعبیر کی کہ سید المرسلین تم سے نکاح کریں گے۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۷۹۸)

آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ سب سے پہلی وحی قرآنی کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کیا۔ انہیں یہ شرف حاصل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ راست اور پہلی معاونہ ہیں۔

جب تک حضور سیدہ خدیجۃ الکبریٰ زندہ رہیں۔ آپ نے دوسرا عقد نہیں فرمایا۔ ۲۵ برس آپ کی زوجیت میں رہنے کے بعد ۱۰ھ نبوی میں ہجرۃ سے ۳ سال پہلے مکہ مکرمہ میں انتقال فرمایا اور حجون میں دفن ہوئیں۔ اسی مقام کو اب جنت المعلیٰ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بوقت وصال آپ کی عمر ۶۵ برس تھی۔ (زرقانی ج ۳ ص ۲۲۶) سیرۃ ص ۳۱۲ ج ۲)

آپ کے انتقال پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت صدمہ ہوا۔ اس سال کا نام عام الحزن ہوا (یعنی غم کا سال)

ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ بھی مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں آرام فرما رہی ہیں۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کے وصال کے کچھ دن بعد آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے وصال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبع انور پریشان رہتی۔ ایکدن خولہ بنت حکیم نے عرض کی حضور آپ کو پریشان دیکھتی ہوں۔ فرمایا ہاں گھر کا نظم وضبط۔ بچوں کی نگرانی کا مسئلہ خدیجۃ الکبریٰ سے بہت حد تک وابستہ تھا۔ عرض کی اجازت دیں تو آپ کا پیغام سودہ بنت زمعہ کو دے دیں۔ ان کے پہلے شوہر سکران بن عمر فوت ہو چکے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت فرما دی۔ حضرت خولہ نے پیغام دیا۔ حضرت سودہ نے فوراً قبول فرمالیا۔ اس خبر کے مشہور ہونے پر حضرت سودہ کے بھائی عبداللہ بن زمعہ کو سخت صدمہ ہوا اور سر پر خاک ڈالی کہ سودہ نے پیغام نکاح منظور کیوں کر لیا جب مشرف بہ اسلام ہوئے تو اس حرکت پر سخت نادم ہوئے۔ (زرقانی ص ۲۲۴ ج ۳، سیرۃ المصطفیٰ ص ۲۲۲ ج ۲)

آپ ازواج مطہرات میں ظریف الطبع تھیں سیدنا عمر فاروق کے آخر ایام خلافت میں وصال فرمایا اور شوال ۵۴ھ میں جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

ایک مرتبہ حضرت سودہ نے خواب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گردن پر قدم رکھا ہے۔ یہ خواب اپنے پہلے شوہر سکران سے بیان کی تو انہوں نے تعبیر میں کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئے گی۔

(مدارج النبوۃ ص ۸۰۲، ج ۲)

دوسری مرتبہ بھی خواب دیکھی کہ آسمان سے چاند اتر کر ان پر آ گرا ہے۔ اپنے

شوہر کو بتایا تو انہوں نے اس کی تعبیر بھی یہی بتائی کہ سودہ تو حضور علیہ السلام کے نکاح میں جائے گی۔ (مدارج النبوۃ ص ۸۰۲، ج ۲)

ایک موقع پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تو عرض کی کہ حضور مجھے طلاق نہ دیجیے، میں چاہتی ہوں کہ روزِ قیامت آپ کی ازواج مطہرات کے ساتھ حشر میں جاؤں تو آپ نے طلاق دینے کا ارادہ ترک فرما دیا۔ (مدارج النبوۃ ص ۸۰۲، ج ۲) کتبِ احادیث میں ان سے ۵ احادیث مروی ہیں۔ صحیح بخاری، سنن اربعہ۔ (رحمت ص ۱۷۸، ج ۲)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی بزم بقیع کی زینت ہیں۔ آپ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی کنیت اُمِّ عبداللہ ہے۔ آپ کی اولاد نہ تھی آپ اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر کی نسبت سے ام عبداللہ کہلائیں۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۸۵۳)

خولہ بنت حکیم نے آپ کی طرف سے سیدنا صدیق اکبر کو پیغام پہنچایا۔ آپ نے حضرت خولہ سے کہہ دیا یہ پیغام مجھے منظور ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب چاہیں تشریف لائیں۔ حضرت سودہ کے بعد ۱۰ھ میں نکاح ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت آپ کی عمر ۱۸ برس تھی۔ حضور علیہ السلام کے بعد ۴۸ برس رہیں۔ ۶۶ برس کی عمر میں وصال فرمایا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو رات کے وقت جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ (زرقانی ص ۲۳۰، ج ۳، مدارج النبوۃ ص ۸۰۴، ج ۲، سیرۃ المصطفیٰ) آپ سے اولاد نہیں۔

فضائل

آپ ایک بلند پایہ فقیہہ بھی تھیں۔ جلیل القدر اہل علم صحابہ اکتساب فیض کرتے

تھے۔ امیر معاویہ فرماتے ہیں۔ حضرت عائشہ کی فصاحت و بلاغت میں کلام نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے کسی خطیب کو ایسی فصاحت کا حامل نہیں دیکھا۔ آپ کا زہد مثالی تھا اُم درہ کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کے پاس دو لاکھ روپیہ پہنچا۔ آپ نے شام تک سارا تقسیم فرما دیا۔ ایک روپیہ بھی نہ بچایا۔ شام کو کھانا منگایا تو روٹی اور زیتون کا تیل تھا۔

۲۴۲۔ عروہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روزانہ ستر ستر ہزار روپیہ تقسیم فرماتی تھیں۔

(سیرۃ المصطفیٰ)

۲۴۳۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے انہیں فرمایا عائشہ تجھے جبرئیل سلام کہہ رہے ہیں۔ آپ نے کہا وعلیکم السلام حضور آپ دیکھ رہے ہیں میں نہیں دیکھتی

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مندرجہ ذیل فضائل پر فخر فرمایا کرتی تھیں۔

حضور سید عالم کے وصال مبارک کے وقت آپ کا سر انور میری گود میں تھا اور آپ کے وصال کے بعد بھی میرے حجرے میں ہی مدفون ہوئے۔

فرماتی ہیں میں نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ باقی ازواج میں سے کسی نے نہیں دیکھا بارہا میں حضور علیہ السلام کے پاس ہوتی تھی کہ جبرئیل وحی لے کر آتے تھے۔ میرے بغیر کہیں اور اس طرح وحی نہیں ہوئی۔

فرماتی ہیں کہ مجھ پر کسی نے الزام لگایا تو میری براۃ میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے آسمان سے متعدد آیات اتاریں اور فرماتی ہیں میں اس کی بیٹی ہوں جو شخص حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔

آپ فرماتی ہیں کہ میرے نکاح سے پہلے فرشتہ میری تصویر لے کر حضور علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ان سے نکاح فرمالیں فرماتی ہیں کہ میرے سوا کسی باکرہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح نہیں فرمایا۔

۱۸۴۔ سیرۃ المصطفیٰ، مدارج النبوۃ، (مجمع الزوائد ص ۲۴۱، ج ۹)

آپ نے جس قدر دین متین اور امت مسلمہ کی رو ،میں حصہ لیا اُمّہات المومنین میں سے کسی کو یہ مقام نہیں ملا کتب احادیث میں مرو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تعداد دو ہزار تین سو بارہ ہے۔

صرف بخاری شریف میں	۵۴ حدیثیں
بخاری و مسلم میں متفق علیہ	۱۷۴ حدیثیں
صرف صحیح مسلم میں	۶۴ حدیثیں
دیگر کتب معتبرہ میں	۲۰۱۷ حدیثیں
کل	۲۳۱۲ حدیثیں

(رحمت للعالمین، ص ۲، ج ۱۸۸)

یہ اتنی بڑی تعداد ہے کہ بعض جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم سے بھی اتنی روایات نہیں ہیں۔ امام ابو محمد علی بن احمد بن خرم الظاہر المتوفی ۴۵۷ھ نے لکھا ہے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ۵۳۷، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ۵۸۶۔ عبداللہ بن مسعود سے ۸۰۰ روایات ہیں۔ (رحمت للعالمین، ص ۱۸۸، ج ۲)

ام المومنین مجھ سے فرمایا کرتی تھیں کہ بدر شریف میں جو اسلامی جھنڈا لہرایا گیا جس نشان کے تحت ملائکہ نے خدمت اسلام کی اور جس پہ اللہ تعالیٰ کی فتح نازل ہوئی۔ وہ نشان میری اوڑھنی کا بنایا گیا تھا۔ (سیرت حلبیہ ص ۱۴۷ ج ۲)

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وآلہ وصحبہ وسلم

اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

آپ بھی بزم بقیع کی فرد ہیں۔ آپ عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں ان کے پہلے شوہر حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے بعد حضور

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے پیغام دیا۔ سیدنا عمر فاروق نے قبول فرمایا اور اپنی صاحبزادی کا نکاح حضور اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ یہ نکاح سہ میں ہوا۔ (زرقانی صہ۲۳۸ ج ۲) ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ کو طلاق دے دی۔ جبرئیل وحی لے کر حاضر ہوئے۔

ارجع حفصہ فانھا صوامۃ قوامۃ وانھا زوجتک فی الجنۃ

حفصہ سے رجوع کر لیجئے۔ وہ بڑی روزہ دار ہے عبادت گزار ہے اور جنت میں آپ کی بیوی ہے۔

آپ سے کل روایات ۶۰ ہیں

متفق علیہ روایات	۴
صحیح مسلم شریف میں	۶
دیگر کتب احادیث میں	۵۰
کل تعداد روایات	۶۰ ہے

(رحمت للعالمین، ص ۱۹۰، ج ۲)

شعبان معظم ۴۵ھ مدینہ میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وفات پائی۔ مروان بن حکم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ وصال کے وقت عمر شریف ۶۰ برس تھی۔

(زرقانی صہ۲۳۸ ج ۲) (سیرۃ المصطفیٰ، ص ۲۲۳، ج ۲)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

آپ بھی جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔ اُم المساکین کی کنیت سے مشہور تھیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے کے ۳ ماہ بعد وصال فرما گئیں۔ انہیں یہ شرف

حاصل ہے کہ ان کی نمازِ جنازہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی ۔ آپ کو قبہ ازواج النبیؐ میں دفن کیا گیا ۔ (مدارج النبوۃ) یہ قبہ موجودہ حکومت نے گرا دیا ہے ۔ اسی طرح جنت البقیع کے بہت سے قبہ جات گرا دیے گئے ہیں ۔ ماں کی طرف سے حضرت زینب حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں ۔ (زرقانی ص ۲۲۹، سیرۃ المصطفٰے، مدارج النبوۃ ص ۲۲۱ ج ۲)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

آپ کا مزار بھی جنت البقیع میں ہے ۔ آپ نے ۲۰ھ میں انتقال فرمایا ۔ آپ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں ۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ آپ کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ہو جائے مگر حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور ان کے بھائی نے صاف انکار کر دیا کہ عرب کے رواج کے مطابق آزاد کردہ غلاموں سے نکاح عیب سمجھا جاتا تھا ۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۔

آیت ۳ ۔ وما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ ان یکون لھم الخیرۃ ۔

کسی ایماندار مرد، عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جس امر میں اللہ اور اس کے رسول فیصلہ دیدیں تو اس پر راضی نہ ہوں ۔

چنانچہ اس حکم کے نازل ہونے پر سیدہ زینب اور ان کے بھائی راضی ہو گئے آپ چاہتے تھے کہ کوئی شخص اپنے جائز حقوق انسانیت سے محروم نہ رہے ۔ آپ چاہتے تھے کہ حضرت زینب اور حضرت زید کے نکاح سے عظیم مثال قائم کر دیں ۔ آپ چاہتے تھے کہ غلامی کے عارضی خطاب کی حقارت ہمیشہ کے لیے دفن فرما دیں ۔ آپ چاہتے تھے کہ اس نظام کے ساتھ عالم انسانیت پر واضح ہو جائے کہ اسلام کالے گورے عربی عجمی غلام آقا میں امتیاز کا قائل ہے تو صرف تقویٰ و پرہیزگاری پر ہی ہے ۔ یہ نکاح تو

ہو گیا مگر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی نظر میں حضرت زید کا مقام پیدا نہ ہو سکا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہا گاہے بگاہے سیدہ زینب کا شکوہ دربار نبوی میں پیش کر دیا کرتے تھے۔ طلاق دینے کا ارادہ ظاہر کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم منع فرما دیتے۔ معاملہ چلتا رہا آخر ایک دن حضرت زیدؓ نے سیدہ زینب کو طلاق دے دی۔ ظاہر ہے اس پر سیدہ زینب اور ان کے خاندان کو بہت سخت صدمہ ہوا کہ وہ تو پہلے ہی اس نکاح کے حق میں نہ تھے سیدہ زینب اور ان کے خاندان کی دل جوئی کا اب ایک ہی طریقہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب سے نکاح فرمائیں۔ عدت گزرنے پر آپ نے حضرت زینب کو نکاح کا پیغام بھیجا حضرت زینب نے استخارہ فرمایا اور قبول کر لیا۔ (زرقانی) آسمان سے اعلان ہو گیا۔

آیت ۳۷، فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا۔

جب زید اپنی ضرورت پوری کر چکے اور انہیں طلاق دے دی تو اے محبوب ہم نے تیرا نکاح زینب سے کر دیا۔

یہ نکاح ۵ھ میں ہوا۔ حضرت زینب کی عمر ۳۵ سال تھی۔ ۲۰ھ میں رحلت فرمائی بوقت وصال عمر ۵۰ سال تھی۔

عیسائیوں کا اعتراض

جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب سے نکاح فرمایا تو عیسائی۔ یہودی چیخ اٹھے کہ زید حضور کا متبنّیٰ تھا۔ (منہ بولا بیٹا) اس کی مطلقہ سے نکاح کر لیا۔ بس اتنی بات پہ جو منہ میں آیا کہا۔ (والعیاذ باللہ)

جواب

کیا کوئی پڑھا لکھا مسیحی فاضل یہ بتا سکتا ہے کہ توراۃ انجیل زبور نے کسی مقام پہ منہ بولے

بیٹے کو حقیقی بیٹا قرار دیا ہے ؟

کیا کسی مقام پر عیسیٰ علیہ السلام نے متبنیت کو جائز قرار دیا ہے ؟ اگر یہ نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر وحشت و بربریت کے مظاہرہ کی کیا ضرورت ؟ دراصل مسیحیوں کے رنج ہونے کی وجہ دوسری ہے۔ وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کے ساتھ مسیح کے ابن اللہ ہونے کے نظریہ کو باطل ثابت فرمایا اور اس عقیدے پر ضرب کاری لگائی کہ جب ایک انسان کو دوسرے انسان کا بیٹا کہنا اس صورت میں جائز نہیں کہ ان کے درمیان خونی رشتہ نہ ہو تو انسان کو خدا کا بیٹا کہنا کس طرح جائز درست ہوگا۔ فانی انسان باقی رہنے والی ذات جل مجدہ کا بیٹا کس طرح ہو سکتا ہے ؟

فضائل سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

۲۴۳ عن عائشۃ انھا قالت کانت زینب بنت جحش تسامینی فی المنزلۃ عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما رأیت امرأۃ قط خیراً فی الدین من زینب واتقیٰ للہ و اصدق حدیثا و اوصل للرحم و اعظم صدقۃ۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ زینب بنت جحش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مرتبہ میں میرے مقابل تھیں۔ میں نے ان سے زیادہ کسی عورت کو دیندار، خدا خوف حق گو زیادہ صلہ رحمی کرنے والی نہیں دیکھی۔

(زرقانی - سیرۃ المصطفیٰ)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

آپ تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا کرتیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ہوں ان کی پھوپھی کی بیٹی ہوں۔

اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے میرا نکاح آسمانوں پر فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا انھا واھلہ وہ عجز و انکساری و آہ و زاری والی ہے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت زینب کے متعلق فرماتی ہیں کانت صالحۃ صوامۃ قوامۃ۔ زینب نیک روزہ دار شب بیدار تھیں۔ اصابہ ص ۳۱۳ ج ۴۔ سیدہ زینب کے زہد کا یہ عالم تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلی مرتبہ سالانہ وظیفہ بھیجا تو آپ نے سمجھا یہ تمام ازواج مطہرات کا ہے اور یہ فرمایا اللہ تعالیٰ عمر کی مغفرت فرمائے۔ میری نسبت تقسیم کرنے پر وہ قادر ہے۔

لوگوں نے عرض کی یہ سارا آپ کا ہے تو اسے کپڑے سے ڈھانپ دیا۔

(غالباً اس بنا پر کہ وہ اجنبی اور نامحرم ہے (سیرۃ المصطفیٰ ص ۳۳۶) اور برزہ بنت رافع کو حکم دیا کہ وہ مٹھی بھر بھر کر تقسیم کرتی رہیں۔ برائے نام باقی رہ گیا تو برزہ نے عرض کیا حضور امی کچھ ہمارا بھی حق ہے۔ فرمایا اچھا باقی تم لے لو۔ پچاسی درہم تھے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و الہ وصحبہ وسلم

اُمّ المومنین حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا

آپ بھی بزم بقیع کی زینت ہیں ب ۵۹ھ میں ۸۴ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ سیدنا ابوہریرہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بقیع میں دفن ہوئیں۔ آپ کا نام ہند تھا۔ کنیت اُم سلمہ۔ آپکا پہلا نکاح ابو سلمہ مخزومی سے ہوا تھا۔ انہیں ہجرت حبشہ کا بھی شرف حاصل ہے اور ہجرت مدینہ کا بھی۔ ان کے پہلے شوہر ابوسلمہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی ہیں مکہ مکرمہ کے پہلے مہاجر ہیں۔ جب ابوسلمہ اپنی بیوی ام سلمہ اور بچے کو لے کر مدینہ منورہ کے لیے تیار ہوئے تو کفار نے سخت مزاحمت کی۔ اُم سلمہ کے وارثوں نے انہیں روک لیا۔ ابوسلمہ کے وارثوں نے بچہ چھین لیا اور ابوسلمہ سے کہا کہ تم نے جانا ہے تو جاؤ۔ ابوسلمہ تنہا مدینہ پہنچے۔ اُم سلمہ اور بچہ سختی سے روک لیے گئے۔ ام سلمہ فرماتی ہیں کہ ایک سال گزرنے کے بعد مجھے مدینہ منورہ جانے کی اجازت دے دی گئی اور بچہ بھی مجھے واپس کر دیا گیا۔

میں نے بچہ لیا اور تنہا مدینہ منورہ کی طرف سفر شروع کر دیا۔ مقام تنعیم پر عثمان بن طلحہ ملے اور پوچھا کہاں کا ارادہ ہے تو میں نے بتایا کہ میں والی بطحا کے حضور جا رہی ہوں میرے شوہر وہاں پہنچ چکے ہیں۔ عثمان بن طلحہ میری اس حالت پہ آبدیدہ ہو گئے اور میرے اونٹ کی مہار پکڑ کر آگے آگے چلتے رہے۔ جب منزل آتی تو اونٹ بٹھا کر آپ پیچھے ہٹ جاتے جب میں اتر جاتی تو اونٹ دور لے جاتے۔ اسی طرح جب روانگی کا وقت آتا تو اونٹ لا کر بٹھا دیتے اور خود پیچھے ہٹ جاتے اور میں سوار ہو جاتی۔ آپ فرماتی ہیں خدا کی قسم میں نے عثمان بن طلحہ سے زیادہ کسی کو شریف نہیں پایا۔ جب قبا شریف کے مکانات نظر آ گئے تو فرمایا یہ بستی ہے اس میں تمہارے شوہر مقیم ہیں۔ ابن ہشام ص۱۲۲ ج۱ زرقانی ص۲۱ ج۱، البدایہ والنہایہ ص۱۶۹ ج۳، سیرۃ المصطفیٰ ص۲۹۲) آپ کے شوہر ابو سلمہ کو غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شمولیت کا شرف حاصل ہے۔ غزوہ احد میں ان کے بازو پہ زخم آیا۔ ایک مرتبہ زخم اچھا ہو گیا۔ پھر ایک مرتبہ امیر لشکر کے طور پہ بھیجا گیا۔ واپسی پہ زخم پھر ہرا ہو گیا۔ اس زخم سے انتقال فرمایا۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نعم البدل ملا

آپ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میرے شوہر ابو سلمہ نے گھر آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مجھے سنائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھے اور اس کے بعد یہ دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس سے بہتر عطا فرمائے گا۔

دعا یہ ہے۔ ۱۲۰

اللھم عندک احتسب مصیبتی هذه فأجرني فيها وابدلني بها خيرا منها	اے رب! اندروں میں تجھ سے اس مصیبت میں جزا کی امید رکھتا ہوں مجھے اس سے بہتر عطا فرما۔

ام المومنین ام سلمہ فرماتی ہیں۔ میں نے یہی دُعا پڑھنی شروع کردی مگر ساتھ ہی ذہن میں یہ بات آجاتی ابو سلمہ سے بہتر شوہر کیسے مِل سکتا ہے۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا پڑھتی رہی۔ مدت گزرتے ہی مجھے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پیغام نکاح مِلا جو کائنات میں سب سے بہتر افضل اور اعلیٰ ہیں۔ (زرقانی ص۲۳۰، ج۲)

نکاح سے قبل ام المومنین ام سلمہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ باتیں عرض کیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جوابات عطا فرمائے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا	حضور میری عمر زیادہ ہے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم	میری عمر تم سے بھی زیادہ ہے
ام سلمہ رضی اللہ عنہا	میں عیال دار ہوں یتیم بچے بھی میرے ساتھ ہیں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم	تمہاری عیال اللہ اور اس کے رسول کی عیال ہے
ام سلمہ رضی اللہ عنہا	حضور میں کچھ غیور ہوں کہیں آپ سے کوئی بات نہ ہو جائے تو آپ کے لیے ملال کا باعث ہو۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم	میں دعا کروں گا تمہاری یہ کیفیت ختم ہو گی۔

آپ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

سنہ ۴ھ شوال کے آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ ۸۴ سال کی عمر میں۔ ۵۸ یا ۵۹ ھ میں انتقال فرمایا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

(زرقانی ص۲۱۲، ج۱، سیرۃ المصطفےٰ ص۳۱۵، مدارج النبوۃ ص۴۸۵ ج۲)

آپ نے تمام امہات المومنین کے بعد انتقال فرمایا۔ آپ کے پہلے شوہر سے

کل روایات اس طرح ہیں۔

صحیحین	۳
صرف بخاری	۳

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی مسجد کا عقبی منظر

مسجد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

مسجد الفضیخ

قربان گاہ میں واقع مسجد شمس کی قدیم عمارت

مسجد الشمس کی دوبارہ تعمیر سے قبل کی حدود

مسجد غمامہ کا سرسبز و شاداب صحن

مسجد فتح مقربا

سات مساجد کا منظر عام

مسجد ابوذر

مسجد ذوالحلیفہ

باب السلام کے سامنے سابقہ شارع عینیہ جو دوسری بار مسجد نبوی کی توسیع کے دوران ختم کر دی گئی
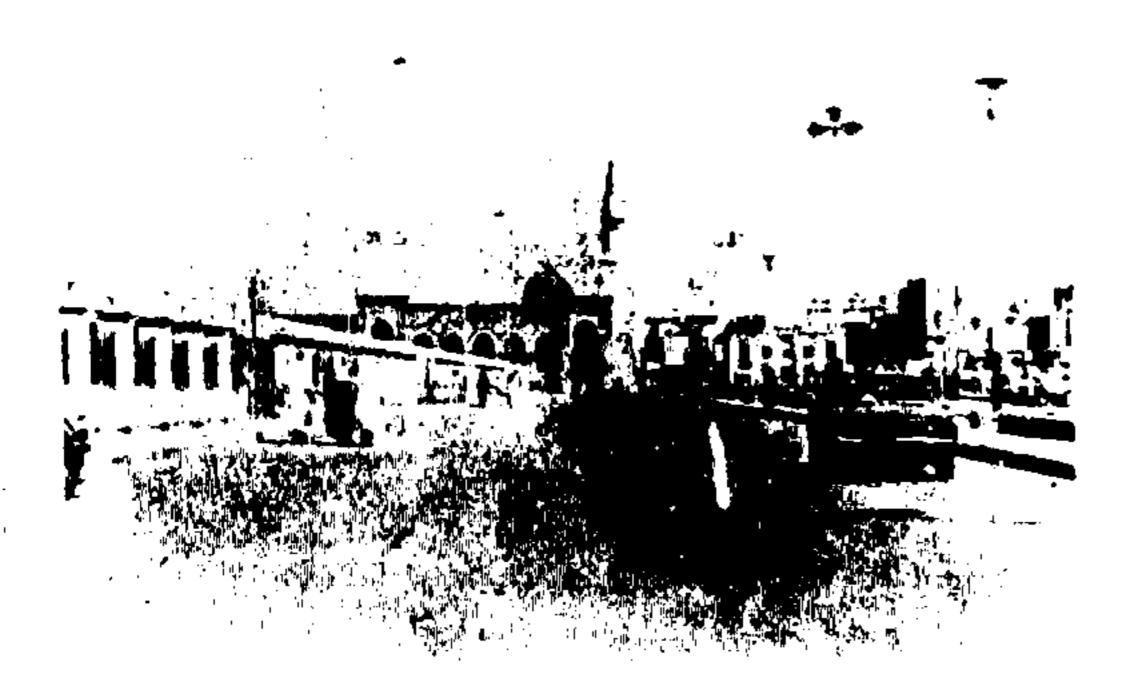
شارع جسے بلدیہ نے شارع عینیہ قدیم کی جگہ تعمیر کیا ہے۔

باب السلام کے سامنے جلی ہوئی عمارات کے ملبے اٹھائے جانے کے منتظر

باب السلام سے لے کر بلدیہ تک مناخہ سمیت دو جدید سڑکوں کے وسیع کرنے اور ملبہ اٹھائے جانے کے بعد کا منظر

جامعہ اسلامیہ کا اندرونی حصّہ

جامعہ اسلامیہ کی مرکزی لائبریری کی عمارت

صرف مسلم	۱۳
دیگر کتب	۳۴۹
کل	۳۷۸

اُمّ المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

آپ بنی مصطلق کے سردار حارث کی صاحبزادی ہیں۔ نکاح مسافع بن صفوان سے ہوا تھا جو غزدہ مریسیع میں مارا گیا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا ۵ھ میں زوجیت میں آئیں۔ ۵۰ھ میں انتقال ہوا۔ مروان بن حکم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ (زرقانی ص۲۵۵ ج ۳، سیرۃ المصطفیٰ ص ۳۵۰، ج ۲، اصابہ ص ۲۶۵، ج ۴) مدارج النبوۃ ص۸۲۶) آپ نہایت عابدہ زاہدہ تھیں۔ صبح و شام مصروف عبادت رہتیں۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو انہیں مصروفِ عبادت پایا۔ واپس تشریف لے گئے پھر دوپہر کو آئے تو ئیں مصروف تھی فرمایا تم اسی وقت سے اس طرح مصروف ہوئیں نے عرض کی جی ہاں فرمایا میں تمہیں کچھ کلمات دیتا ہوں پڑھ لیا کرو۔ وہ کلمات یہ ہیں۔

۷۴۹۔ سبحان اللہ عدد خلقہ ۳ بار۔ سبحان اللہ رضا نفسہٖ ۳ بار۔ سبحان اللہ زنۃ عرشہٖ ۳ بار سبحان اللہ مداد کلماتہٖ ۳ بار۔ (زرقانی ص۵۵ ج ۲۔ سیرۃ المصطفیٰ ج ۳ ص۳۵۱، رحمۃ للعالمین ص۲۱۶ ج ۷، مدارج النبوۃ ص۸۲۳ ج ۲)

ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا سے کل ۱۷ احادیث مروی ہیں۔

صحیح بخاری شریف	۲
صحیح مسلم شریف	۲
دیگر کتب	۳

عبداللہ بن حارث کا قبول اسلام

عبداللہ بن حارث حضرت جویریہؓ کے بھائی ہیں۔ اپنی قوم کے قیدیوں کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنے آئے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم فدیہ کے لیے کیا لائے ہو عبداللہ نے عرض کی حضور میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا اونٹنیاں کہاں گئیں؟ وہ لونڈی کدھر گئی؟ عبداللہ نے جب یہ غیبی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تو حیران ہو گئے فوراً بول اٹھے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ (رحمۃ للعالمین ص۲۱۱ ج۲) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں کسی ایسی عورت کو نہیں جانتی جو اپنی قوم کے لیے جویریہ سے زیادہ برکت والی ہو۔ (رحمۃ للعالمین ص۲۱۱ ج ۲)

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

آپ کا نام رملہ تھا۔ کنیت ام حبیبہ۔ ان کا نکاح پہلے عبیداللہ بن جحش سے ہوا۔ ام حبیبہ اور ان کے شوہر کو ہجرت حبشہ کا بھی شرف حاصل ہے۔ دونوں حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ آخر میں عبیداللہ بن جحش عیسائی ہو گئے اور ام حبیبہ اپنے دین پر قائم رہیں۔ ان کے شوہر عبیداللہ کو شراب نوشی کی شدید لت تھی۔ ام حبیبہ نے اسلام کی خاطر بہن بھائی اور وطن کو ترک کیا۔ پردیس میں سہارا شوہر کا تھا اس کے مرتد ہونے کے بعد یہ سہارا بھی ختم ہو گیا۔ ام حبیبہ پریشان تھیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ کو شاہ حبشہ کے پاس بھیجا کہ ام حبیبہ کو نکاح کا پیغام دیں۔ نجاشی نے اپنی باندی ابرہہ کو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کا ذکر کیا۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اس عظیم خوش نصیبی پر مسرت و خوشی ظاہر کی۔ پیام قبول کیا۔ اس خوشی میں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دونوں کنگن، دونوں پازیب، انگلیوں کے چھلے پیغام لانے والی باندی ابرہہ کو دے دیئے۔ نجاشی نے محفل نکاح منعقد کی حضرت جعفر طیار شریک تھے

نجاشی نے جو حضور علیہ السلام کی طرف سے وکیل تھے خطبہ پڑھا۔
پھر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے وکیل خالد بن سعید اموی نے خطبہ پڑھا۔ اسی طرح
جانبین کے وکیلوں میں ایجاب و قبول کے مراحل طے پائے۔ ۴۰۰ دینار حق مہر مقرر ہوا۔

نجاشی شاہ حبشہ کا خطبہ

۲۴۷ الحمد للہ الملک القدوس السلام	تمام تعریفیں ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے
المومن المھیمن العزیز الجبار	جو بادشاہ ہے۔ قدوس ہے۔ سلام ہے
اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان	مومن ہے مہیمن ہے۔ عزیز و جبار ہے
محمدًا عبدہ و رسولہ و انہ	اس امر کی گواہی دیتا ہوں اللہ کے بغیر
الذی بشر بہ عیسیٰ بن مریم	کوئی الٰہ نہیں۔ گواہی دیتا ہوں حضور صلی اللہ
صلی اللہ علیھما اما بعد فان	علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ آپ وہی نبی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	ہیں جن کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی
کتب الی ان ازوجہ ام حبیبہ	اما بعد۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو لکھا
بنت ابی سفیان فاجبت الی ما	ہے کہ میں آپ کا نکاح ام حبیبہ سے کر
دعا الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ	دوں۔ میں نے آپ کے ارشاد کے
وسلم وقد اصدقتھا اربع مائۃ	مطابق آپ کا نکاح ام حبیبہ سے کر دیا
دینارًا : (سیرۃ المصطفےٰ ج ۳)	اور چار سو دینار حق مہر مقرر کیا۔

خالد بن سعید اموی کا خطبہ

شاہ نجاشی کے اسی خطبہ کے بعد حضرت ام حبیبہ کے وکیل حضرت خالد بن سعید
اموی کھڑے ہوئے اور یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔

۲۲۸ الحمد لله احمده استغفره واستعينه
واشهد ان لا اله الا الله وحده
لا شريك له واشهد ان محمدا
عبده ورسوله ارسله بالهدیٰ
ودين الحق ليظهره على الدين
كله ولو كره المشركون۔
اما بعد فقد اجبت الیٰ ما دعا
اليه رسول الله صلی الله عليه وسلم
وزوجته ام حبيبه بنت ابی
سفيان فبارك الله لرسول صلی الله
عليه وسلم۔ (رحمۃ للعالمین ص۱۱۹، ج۲،
مدارج النبوۃ ص۲۲۶، ج۲، سیرۃ المصطفیٰ ص۲۵۳، ج۲
زرقانی ص۲۴۳، ج۳)

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ میں
حمد و استغفار کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی
شریک نہیں وہ ایک ہے۔ گواہی دیتا
ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے برگزیدہ
بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں۔
انہیں اللہ تعالیٰ نے دین دے کر بھیجا
ہے کہ تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ
مشرکین برا مانیں۔ اما بعد میں نے حضور
علیہ السلام کے پیام کو قبول کیا اور آپ
سے ام حبیبہ کا نکاح کر دیا۔ اللہ تعالیٰ
مبارک فرمائے۔

ابرہہ کا سلام نیاز

۲۲۹ یہ مقدس نکاح ہو گیا لوگ جانے لگے تو نجاشی نے کہا تشریف رکھیے۔ ضیافت ولیمہ کے بعد جائیے۔ ضیافت سے فراغت کے بعد جب ابرہہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئیں تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ابرہہ کو ۵۰ دینار اور روپے اور کہا آپ یقین کیجئے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تابع فرمان ہو چکی ہوں۔ آج بادشاہ نجاشی نے اپنی تمام بیگمات سے کہا کہ وہ خوشبو اور عطر کے تحائف آپ کو بھیجیں۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے تمام عطریات محفوظ کر لیے اور جب حضور علیہ السلام کے ہاں

حاضر ہوئی تو سبھی پیش کر دیے۔ حبشہ سے میری روانگی کے وقت ابرہہ نے کہا دربارِ گوہر بار سید الانبیاء میں میرا سلام عرض کیجئے۔ ام حبیبہ دیکھنا بھول نہ جانا۔ انہیں بتانا ان کی تابع فرمان ہو چکی ہوں۔ ام حبیبہ فرماتی ہیں جب میں مدینہ منورہ پہنچی تو تمام حالات و واقعات حضور کے پیش کیے۔ آپ مسکرائے آخر میں ابرہہ کا سلام عرض کیا تو جواباً فرمایا وعلیہا السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ (زرقانی ص۲۴۳ ج۳، اصابہ ص۳۰۵ ج۴)۔

وفات:

سنہ ۶ھ میں آپ نکاح میں آئیں۔ شرحبیل بن حسنہ صحابی آپ کو حبشہ سے مدینہ منورہ لائے۔ سنہ ۴۴ھ میں مدینہ منورہ انتقال فرمایا۔ جنت البقیع میں دفن ہوئیں (زرقانی ص۲۴۵ ج۳) وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۳ سال تھی۔ آپ سے کل روایات یہ ملتی ہیں

متفق علیہ	۲	صحیح مسلم
دیگر کتب احادیث	۶۲	
کل میزان	۶۵	

عشقِ رسول کا مظاہرہ

ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے کمالات و فضائل کی ادنیٰ سی جھلک اس واقعہ سے بھی ملتی ہے جب آپ کے باپ ابوسفیان تجدیدِ عہدِ صلح کے لیے مدینہ منورہ پہنچے تو سب سے پہلے اپنی بیٹی کے گھر گئے کہ اپنی بیٹی ام حبیبہ سے مل لیں۔ آخر بیٹی ہے ابوسفیان حضور علیہ السلام کے بستر پر بیٹھنے لگا تو بیٹی نے جھٹ سے یہ بستر لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے کہا بیٹی یہ بستر میرے لیے مناسب نہ تھا کہ جھٹ لپیٹ دیا۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا یہ بستر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے تو مشرک ہے اس پر نہیں بیٹھ سکتا۔ ابوسفیان نے کہا بیٹی تو دور رہ کر بگڑ گئی۔ (رحمۃ للعالمین ص۲۳ ج۲) -

صفیہ کا اسلام اچھا ہے

۲۵۲ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جب خیبر سے واپس مدینہ منورہ آئیں تو آپ کو حارثہ بن نعمان کے گھر اتارا گیا۔ مدینہ منورہ کی عورتیں زوجۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے آئیں۔ آپ کے حسن وجمال کا چرچا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی نقاب اوڑھ کر دیکھنے آئیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا۔ واپس ہوئیں تو حضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا عائشہ کیا دیکھا عرض کی جی ہاں ایک یہودیہ کو دیکھ آئی ہوں جواباً فرمایا نہ ایسا نہ کہو اس کا اسلام بہت اچھا ہے۔ (ابن سعد، اصابہ صفحہ ۳۴۷ ج ۴)

۲۵۳ **تین نسبتیں**: ایک مرتبہ حضور علیہ السلام گھر تشریف لائے تو ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو روتے دیکھا سبب پوچھا تو عرض کی حضور عائشہ اور حفصہ مجھے چھیڑتی ہیں اور کہتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں ہم زیادہ محبوب و محترم ہیں۔ ہم آپ کی بیویاں بھی ہیں اور خاندانی رشتہ بھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب اس قسم کی بات پھر ہو جائے تو کہنا تم میرا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ میرے والد ہارون علیہ السلام (آپ ان کی نسب سے تھیں) میرے چچا حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ میرے شوہر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (زرقانی صفحہ ۲۶۲ ج ۳)

۲۵۴ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ایک دن میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ کو صفیہ کافی ہے وہ اتنی ہے اتنی ہے چھوٹا قد ہے۔ آپ نے فرمایا عائشہ تو نے ایسی بات کہی ہے اگر اس کو سمندر میں ڈال دیا جائے تو سمندر کو مکدر کر دے۔ (رواح ترمذی، مدارج النبوۃ صفحہ ۸۱۹ ج ۲)

۲۵۵ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے موقعہ پر تمام ازواج مطہرات اکٹھی حاضر تھیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی حضور میری آرزو ہے یہ تکلیف مجھے ہو جائے اور آپ

شفا پائیں، امہات المؤمنین نے ایک دوسری کی طرف دیکھا۔ آپ نے ازواجِ مطہرات کو دیکھ کر فرمایا۔ واللہ انہا الصادقۃ اللہ کی قسم یہ اپنے قول میں سچی ہے۔

(اصابہ ص۳۴۷ ج ۴، زرقانی ص۲۵۹ ج ۳، مدارج النبوۃ ص۴۸۳ ج ۲)

۲۵۶ ایک سفر میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیمار ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش سے فرمایا ایک اونٹ صفیہ کو دے دو تو بہتر ہے۔ انہوں نے عرض کی یہودیہ کو۔ آپ کو ان کی یہ بات ناگوار گزری۔ (ص۲۵۹ ج ۳)

احترام و ذہانت مقام صہبا میں جب ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو دربارِ رسالت میں پیش کیا گیا آپ نے خیمہ میں لے جانے کا حکم دیا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ میں تشریف لے گئے تو ام المؤمنین حضرت صفیہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔ آپ کے لیے بستر بچھایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر بٹھایا اور خود نیچے بیٹھ گئیں دوران گفتگو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صفیہ تیرا والد مجھ سے عداوت رکھتا تھا۔ حضرت صفیہ نے جھٹ عرض کی حضور اللہ تعالیٰ کسی بندے کے گناہ کے بدلہ میں کسی دوسرے کو نہیں پکڑتا۔ آپ نے فرمایا تجھے اختیار ہے آزاد ہو کر قوم سے جا مل یا اسلام قبول کر لے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی اللہ کی قسم وطن اور قوم سے زیادہ محبوب اللہ اور اس کے رسول کو رکھتی ہوں۔ مدارج النبوۃ ص۴۹۱ ج

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

عقلمندی و حاضر جوابی

۲۵۷ ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی حاضر جوابی کا ایک واقعہ ابو عمر بن عبد البر فرماتے ہیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی ایک باندی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جا کر کہہ دیا کہ حضرت صفیہ ہفتہ کے دن کو بہت محبوب رکھتی ہیں (یہود میں ہفتہ کا دن محترم تھا)

وصلی اللہ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ وسلم

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

۲۵۰ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنی نضیر کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی ہیں حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ غزوۂ خیبر میں ان کا پہلا نکاح سلام بن مشکم سے، اور دوسرا کنانہ سے، کنانہ خیبر میں قتل ہوا۔ آپ گرفتار ہوئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کرکے اپنی زوجیت میں لے لیا۔ خیبر سے واپسی پر مقام صہبا پر قیام فرمایا اسی جگہ ضیافت ولیمہ ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دسترخوان بچھا دیا اور حکم دیا جس کے پاس جو کچھ ہے لے آئے چنانچہ جو کچھ کسی کے پاس تھا پیش کیا کوئی کھجور لایا ہے تو کوئی ستو کسی نے پنیر پیش کیا کسی نے گھی۔ سامان جمع ہونے پر صحابہ نے اکٹھے بیٹھ کر تناول فرمایا۔ (بخاری و عامہ کتب سیرۃ) یہ تھی دعوت ولیمہ مقام صہبا میں تین دن قیام فرمانے کے بعد واپسی ہوئی۔

شاہ یثرب کی تمنا

۲۵۱ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ پر ایک سبز نشان دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا صفیہ یہ سبزی کیسی ہے۔ آپ نے جواباً عرض کی آقا ایک دن میں نے خواب دیکھا کہ چاند میری گود میں آگرا ہے میں نے یہ خواب اپنے شوہر کنانہ سے بیان کیا اس نے زور دار تھپڑ میرے یہاں مارا اور کہا اچھا تو شاہ یثرب کی تمنا رکھتی ہے اس کا یہ اشارہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھا۔ حضور اسی وقت سے یہ نشان چلا آرہا ہے۔

(زرقانی صفحہ ۲۵۵ ج ۳ - سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۳۵۵ ج ۳)

آپ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کرایا کہ یہ بات کہاں تک درست ہے
آپ ہفتہ کے دن کو بہت محبوب جانتی ہیں۔ حضرت صفیہ نے فوراً جواب فرمایا جب سے
اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ہفتہ کے بدلہ میں جمعہ کا دن عطا فرمایا ہے اسی روز سے ہفتہ کو کبھی پسند
نہیں کیا۔ شکایت کرنے والی باندی کو بلایا گیا اور فرمایا تم سچ سچ بتاؤ تمہیں شکایت لگانے
پر کس نے اکسایا تھا باندی نے عرض کی شیطان نے۔ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے
اس کی سچ کلامی پر اسے آزاد کر دیا۔ (اصابہ ص۳۴۷ ج ۴، سیرۃ المصطفیٰ)

وفات آپ نے رمضان المبارک ۵۰ھ میں وصال فرمایا جنت البقیع میں دفن
ہوئیں۔ (زرقانی ص۲۵۹ ج ۲)

آپ سے دس حدیثیں روایت ہیں۔ متفق علیہ ا کتب احادیث ۹ کل ۱۰۔
(رحمۃ للعالمین ص۲۲۳ ج ۲)

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

آپ ذی قعدہ ۷ھ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ حضرت
میمونہؓ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بیوی ہیں، پانچ درہم حق مہر مقرر فرمایا، جب
حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ کو پیغام نکاح بھیجا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ
کو اپنا وکیل مقرر کیا۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے خصائص نکاح میں ایک بات یہ بھی ہے کہ
حضور صلی اللہ علیہ نے یہ نکاح بحالت احرام فرمایا، امام بخاری علیہ الرحمہ کا یہی موقف ہے
ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے کل ۷۶ حدیثیں روایت ہیں
متفق علیہ ۷ صحیح مسلم ۱ صحیح بخاری ۱، دیگر کتب احادیث ۶۷ کل میزان ۷۶
آپ نے ۵۱ ہجری میں مکہ مکرمہ سے واپسی پر مقام سرف میں انتقال فرمایا وہیں دفن ہوئیں سیدنا عبد اللہ ابن
عباس نے نماز جنازہ پڑھائی زرقانی ص۲۵۰ ج۳ عبد اللہ ابن الاصم یزید بن اصم عبد اللہ ابن شداد عبید اللہ خولانی
نے قبر میں اتارا استیعاب ص۴۰۷ ج۴ سیرت ص۲۵۸

اجمالی خاکہ سلسلہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن

نمبر شمار	اسم زوجۂ مطہرہ	سن نکاح	ام المومنین کی عمر بوقت نکاح	کل عمر	سن وفات	مقبرہ	مدت بخدمت حضور علیہ السلام	حضور کی عمر بوقت نکاح
۱	حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض	۱۵ قبل	۴۰ سال	۶۵ سال	سنہ ۱۰ نبوت	مکہ مکرمہ	۲۵ سال	۲۵ سال
۲	حضرت سودہ رض	سنہ ۱۰ نبوت	۵۰ سال	۷۲ سال	۱۹ھ	مدینہ منورہ	۱۴ سال تقریباً	۵۰ سال
۳	حضرت عائشہ صدیقہ رض	سنہ ۱۰ نبوت	۹ "	۶۳ "	۵۷ "	"	۹ "	۵۴ "
۴	حضرت حفصہ رض	سنہ ۳ھ	۲۲ "	۵۹ "	سنہ ۴۱ھ	"	۸ "	۵۵ "
۵	حضرت زینب بنت خزیمہ رض	سنہ ۳ھ	۳۰ "	۳۰ "	سنہ ۳ھ	"	۳ ماہ	۵۵ "
۶	حضرت ام سلمہ رض	سنہ ۴ھ	۲۶ "	۸۰ "	سنہ ۵۹ھ	"	۷ سال	۵۶ "
۷	حضرت زینب بنت جحش رض	سنہ ۵ھ	۳۶ "	۵۱ "	سنہ ۲۰ھ	"	۶ "	۵۷ "
۸	حضرت جویریہ رض	سنہ ۵ھ	۲۰ "	۶۵ "	سنہ ۵۶ھ	"	۶ "	۵۷ "
۹	حضرت ام حبیبہ رض	سنہ ۶ھ	۳۶ "	۷۲ "	سنہ ۴۴ھ	"	۴ "	۵۷ "
۱۰	حضرت صفیہ رض	سنہ ۷ھ	۱۷ "	۶۰ "	سنہ ۵۰ھ	"	۳ ½ "	۵۹ "
۱۱	حضرت میمونہ رض	سنہ ۷ھ	۳۶ "	۸۰ "	سنہ ۵۱ھ	مقام سرف	۳ "	۵۹ "

رحمۃ للعالمین

صفحہ ۲۲۵ ج ۲

تعدادِ ازواج پر نقلی دلائل

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعداد ازواج مطہرات کے ذکر سے ہندو، عیسائی، یہودی شدت سے اعتراض کرتے ہیں۔ راجپال ہندو جسے ایک نوعمر جوان کشتۂ عشق مصطفےٰ فنائی المحبۃ، غازی علم الدین شہید علیہ الرحمۃ نے جہنم رسید کیا۔ اس نے اپنی کتاب "رنگیلا رسول" میں سب سے بڑا اعتراض یہی کیا تھا کہ آپ کی گیارہ بیویاں تھیں۔ درج ذیل سطور میں ہم تینوں مذاہب کے رہنماؤں کی بیویوں کا ذکر کرتے ہیں کہ اعتراض سے پہلے ہر مذہب والا اپنے گھر کا بھی جائزہ لے سکے۔

ہندو مذہب سری رام چندر جی کے مہاراجہ دسرت کی تین بیویاں تھیں! پٹرانی کوشلیا، ۲۔ رانی سمترا، ۳۔ رانی کیکی۔

سری کرشن جی کی سینکڑوں بیویاں تھیں، لالہ جیت والے نے اپنی کتاب کرشن چرتر میں ۱۸ رانیاں تسلیم کی ہیں۔ ہمارے مدعا کے لیے یہ تعداد بھی کافی ہے۔

راجہ شفقت کی ۲ بیویاں، اگر ہندوؤں کو کرشن جی کی ۱۸ بیویوں پر کوئی اعتراض نہیں تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۱ بیویوں پر کیوں؟

یہودی و عیسائی اب اس تعداد ازواج کے مسئلہ کو منہاج نبوت پر دیکھ لینا چاہیئے عیسائی، یہودی مسلمان سبھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی عظمت کے قائل بلکہ ہندو بھی ابراہیم علیہ السلام کو اپنا راہنما تسلیم کرتے ہیں "برہمن" کا لفظ ابراہیم سے ہی لیتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ مانتے ہیں سیدنا یعقوب علیہ السلام کی عظمت کے دونوں گروہ قائل ہیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے متعلق ان کا نظریہ یہ ہے کہ ان کی مانند کوئی نہیں ہے۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام کے متعلق عیسائی مانتے ہیں۔ خدا نے ان کے متعلق فرمایا" وہ میرا بیٹا ہوگا میں اس کا باپ۔ التواریخ $\frac{22}{10}$ ،

اب درج ذیل سطور پڑھیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ۳ بیویاں

۱۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا	کتاب پیدائش	۱۶/۳
۲۔ سیدہ سائرہ رضی اللہ عنہا	"	۱۸/۵
۳۔ قتورہ خاتون رضی اللہ عنہا	"	۲۵/۱

حضرت یعقوب علیہ السلام کی ۴ بیویاں

۱۔ لیاہ	کتاب پیدائش	۲۹/۲۳
۲۔ زلفہ	"	۲۹/۲۴
۳۔ راحیل	"	۲۹/۲۸
۴۔ بلہ	"	۲۹/۲۹

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ۴ بیویاں

۱۔ صفورہ خاتون	خروج	۲/۲۱
۲۔ حبشہ		
۳۔ قینی	قاضیوں	۱/۱۶
۴۔ حباب	"	۴/۱۱

حضرت داؤد علیہ السلام کی ... بیویاں

۱۔ اخنوعم	سموئیل	۲۵/۴۳
۲۔ ابی جیل	"	۲۵/۴۲
۳۔ میکل	"	۱۸/۲۷
۴۔ معکہ	۲سموئیل	۳/۳

۵۔ حجیت — ۲ سموئیل — ۳/۵

۶۔ ایطال — " " — "

۷۔ عجرہ — " " — "

۸۔ بنت سبع — " " — ۱۱/۲۹-۳

۹۔ ابی شاگ — " " — "

۱۰۔ دس حرمیں تھیں۔ (باندیاں) داؤد علیہ السلام کی بیویوں اور باندیوں کی تعداد ۱۹ تھی جو بائبل میں مذکور ہیں۔ آپ کی ایک سو بیویوں کا ذکر موجود ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایکہزار بیویاں

بائبل کے حوالہ سے ثابت ہے سلیمان علیہ السلام کی سات سو بیویاں اور تین سو حرمیں (باندیاں) ان حوالہ جات سے ظاہر ہے انبیاء علیہم السلام کے گھروں میں ایک سے زیادہ بیویاں ہوتی تھیں اور اس کثرت ازدواج کی بنا پر عیسائیوں اور یہودیوں کو ان پر اعتراض کی کبھی نہ سوجھی۔ نہ معلوم غیر مسلموں میں تعصب و شدت کا یہ عالم کیوں۔ ہندو مذہب کو چھوڑیئے کہ ان کا تو مذہب ہی الہامی نہیں ہے۔

عقلی دلائل

توراۃ و انجیل اور زبور میں کسی جگہ بھی تعدد ازدواج کی ممانعت کا ادنٰے اشارہ بھی موجود نہیں۔ انبیاء علیہم السلام میں حضرت عیسٰی علیہ السلام اور حضرت یحیٰی علیہ السلام گزرے ہیں جو ازدواجی زندگی سے الگ تھلگ رہے ہیں۔ تعدد ازدواج کے جواز پر یہ تھے نقلی دلائل جن دلائل کے بعد عیسائیوں یہودیوں کو سوچنا چاہیئے کہ ان کا یہ اعتراض کہاں تک درست ہے۔

○ اسلام نے تعدد ازدواج کو جائز قرار دیا ہے مگر حد مقرر کر دی ہے کہ چار سے زیادہ نہ ہوں۔

○ نکاح کی غرض و غایت، پاک دامنی، عفت حفاظت اور اولاد ہے اگر ایک

عورت سے یہ فوائد حاصل نہیں ہو سکے اور مزید عورتیں رکھنے اور ان کے حقوق ادا کرنے پر قدرت ہے تو چار تک رکھ لے۔

○ اگر کسی صاحب ثروت کے گھر میں چار غریب خواتین نکاح میں آ کر آرام کی زندگی بسر کرنے لگ جائیں تو اس میں کون سی عقلی یا شرعی قباحت ہے؟

○ اگر ایک بیوی کسی باعث معذور ہو گئی تو گھر کا نظم و ضبط درست رکھنے کے لیے دوسرا تیسرا یا چوتھا نکاح کر لیا تو کیا قباحت ہے۔ بشرطیکہ یہ حق و انصاف کو ہمیشہ پیش نظر رکھے بجائے اس کے معذور بیوی کو طلاق دے کر گھر سے نکال دے پھر دوسرا نکاح کرے اس سے یہ کہیں زیادہ بہتر اور انصاف کے قریب ہے کہ اسے طلاق نہ دے اور دوسری شادی کر لے۔

○ یہ بات ظاہر اور تجربہ میں آ چکی ہے کہ عورتوں کی تعداد نسبتاً مردوں کے زیادہ ہوتی ہے مرد بہ نسبت عورتوں کے کم پیدا ہوتے ہیں۔ مرتے زیادہ ہیں کہ جنگوں میں یہی زیادہ کام آتے ہیں۔ اسی صورت کے پیش نظر تعداد ازدواج میں کیا قباحت ہے۔

○ تعداد ازدواج کے منکرین سے یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ اگر ملک میں عورتوں کی تعداد مردوں سے کہیں زیادہ ہو تو ان کی ضروریات فطری جذبات کی تکمیل کے لیے ان کے پاس کیا حل ہے؟

○ جو لوگ تعداد ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں اور اس کی شدید مخالفت کرتے ہیں وہ سوچیں جو صحیح اور جائز طریقہ سے تو تعداد ازواج کے مخالف ہیں مگر ان کے ہاں ناجائز طریقہ سے کس قدر ناپاک تعدد ازدواج خدا پناہ جو تمام جل میں حرام رہا ہے یہی اسی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

○ برطانیہ میں جو بڑوں کی جنگ سے قبل بارہ لاکھ اٹھتر ہزار تین سو پچاس عورتیں ایسی تھیں جن کے لیے ایک مرد کے لیے ایک بیوی کے ضابطہ سے مرد مہیا نہیں

ہوسکتا تھا۔

○ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ ازواج مطہرات سے نکاح میں بے شمار حکمتیں ہیں جن سے اہم اور واضح یہ ہے جس قدر مرد کے اندرونی رازوں سے بیوی واقف ہوسکتی ہے کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر نکاح فرمائے تاکہ آپ کی سیرت طیبہ کے تمام پہلو نہایت وثوق کے ساتھ ایک پوری جماعت کے ذریعہ قوم تک پہنچ جائیں۔ نیز عورتوں کے مسائل ازواج مطہرات کے ذریعہ سے خواتین تک پہنچائے جائیں۔

○ ازواج مطہرات کے قبائل و خاندانوں میں اسلامی تعلیمات کو انہی کے ذریعہ سے پہنچایا جائے۔

حضور علیہ السلام کا متعدد عورتوں سے نکاح فرمانا "معاذ اللہ" حظ نفس کے لیے نہیں سوائے ایک نکاح کے باقی سارے کے سارے بیواؤں سے ہوئے ہیں۔ حضور علیہ السلام کی زندگی پر عیش و عشرت کا الزام کس قدر جھوٹا اور بے سروپا ہے۔ ان لوگوں کو یہ خبر نہیں کہ شاہ کونین ہوکر بھی کھجوروں اور ستوؤں پہ گذارا ہے کیا تاریخ میں یہ نہیں پڑھا کہ دن جہاد میں، نماز میں، خدمت خلق میں، اطاعت خداوندی میں گزرتا ہے اور رات مصلے پہ پھر قیام اتنا طویل کہ کھڑے کھڑے پاؤں پہ ورم آجاتا ہے۔ کئی کئی دن تک چولہے میں آگ نہیں سلگتی بھلا ایمان سے بتائیں ایسی صورت حال میں مفروضہ عیش و عشرت کا کوئی بھی پہلو نظر آتا ہے۔ العیاذ باللہ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

<u>متعدد خاوندوں کی قباحت</u>: تعدد ازواج کے جواز سے ایک گمراہ طبقہ ایک عورت کیلئے متعدد خاوندوں کا استدلال بھی کرتا ہے۔ بعض گمراہ اور آزاد خیال خواتین بھی جواز کی بڑھ مارتی رہتی ہیں۔

پہلی قباحت: یہ متعدد خاوندوں میں لڑائی جھگڑا قتل و غارت کا ہونا قرین قیاس ہے۔

دوسری قباحت: یہ کہ ایک مظلوم عورت پر چند حاکم ہوں گے تو اس کی رسوائی اور ذلت اور بڑھ جائے گی۔

تیسری قباحت: یہ کہ متعدد خاوندوں کی فرماں برداری بہت بڑی مصیبت ہوگی۔

چوتھی قباحت: یہ کہ اولاد پر جھگڑا ہو سکتا ہے ہر خاوند لڑکے کا مدعی ہو اور بچیوں اور معذور کو کوئی بھی نہ سنبھالے۔

پانچویں قباحت: یہ کہ اولاد کی حفاظت ناقص رہے گی۔

چھ مقدس قبریں یہ مقدس قبریں وہ ہیں جنہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم انور کو بوسہ دینے کا شرف ملا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان میں اترے ہیں۔

پہلی قبر: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہے جس میں خود سرکار آرام فرما رہے ہیں۔

دوسری قبر: سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی ہے۔ اس میں خود آقا نامدار اترے تھے۔ یہ قبر انور مکہ مکرمہ جنت المعلیٰ میں ہے۔ (خلاصۃ الوفار ص۲۹۳)

تیسری قبر: سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادہ کی ہے جو سید کونین کے زیر تربیت تھے۔ (خلاصۃ الوفار ص۲۹۳)

چوتھی قبر: عبداللہ مزنی کی ہے۔ انہیں ذوالبجادین بھی کہتے ہیں۔
(خلاصۃ الوفار ص۲۹۳)

عبداللہ مزنی کا عشقِ رسول ﷺ

۲۵۸ حضرت عبداللہ ابھی بچے ہی تھے۔ والد کا انتقال ہو گیا۔ چچا نے پرورش کی جوان ہوئے تو چچا نے مال دے کر الگ کر دیا۔ حقانیت اسلام سے آگاہی ہوئی۔ فتح مکہ کے بعد چچا سے مسلمان ہونے کی اجازت چاہی۔ چچا ناراض ہوا اور کہا اسلام قبول کرنے کی صورت میں تجھ سے مال و دولت چھین لیے جائیں گے یہ سننا تھا کہ تمام مال دے دیا حتیٰ کہ بدن کے کپڑے بھی اتار دیئے اور ماں سے کہا اماں دربار نبوی میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ ستر پوشی کے لیے کپڑا دے دو۔ ماں نے ایک کمبل دیا۔ سیدھے مدینہ منورہ دربار گوہر بار میں حاضر ہوئے۔ مسجد نبوی میں بیٹھ گئے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم: تم کون ہو؟

عبداللہ مزنی: میرا نام عبدالعزیٰ ہے فقیر ہوں، مسافر ہوں، عاشق جمال اور طالب ہدایت ہو کر حاضر ہوا ہوں۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم: تمہارا نام عبداللہ ہے ذوالبجادین لقب ہے۔ تم مسجد میں قریب ہی ٹھہرا کرو۔ عبداللہ اصحاب صفہ میں شامل ہو گئے۔ ایک مرتبہ لوگ نماز پڑھ رہے تھے اور یہ اونچی آواز سے تلاوت فرما رہے تھے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کچھ فرمایا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اسے کچھ نہ کہو یہ تو اللہ اور اس کے رسول کے لیے سب کچھ چھوڑ کر آ گیا ہے۔ غزوہ تبوک کے موقعہ پہ یہ عرض کرتے ہیں حضور دعا فرمایئے میں بھی شہید ہو جاؤں۔ فرمایا جاؤ کسی درخت کا چھلکا لاؤ۔ عبداللہ چھلکا لائے تو حضور نے ان کے بازو پر باندھ کر فرمایا "ابھی میں کفار پہ اس کا خون حرام کرتا ہوں" عرض کی حضور میں تو شہادت کی تمنا رکھتا ہوں فرمایا جب تم جنگ کی نیت سے

نکلو گے تو تپ کے ساتھ موت آئے گی تو بھی شہید ہی ہو گے چنانچہ غزوہ تبوک میں تپ سے انتقال ہوا۔

قابلِ رشک نظارہ

۲۵۹ بلال بن حارث فرماتے ہیں عبداللہ مزنی کے دفن کا منظر عجیب تھا۔ رات کا وقت تھا بلال کے ہاتھ چراغ ابو بکر و عمر عبداللہ مزنی کے جسدِ انور کو قبر میں اتار رہے تھے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں اترے۔ قبر شریف پر اپنے ہاتھ سے اینٹیں رکھیں پھر یہ دعا فرمائی۔ "اے الٰہی آج کی شام تک میں اس سے خوش رہا تو بھی اس سے راضی ہو" عبداللہ بن مسعود فرما رہے تھے کاش اس قبر میں میں رکھا جاتا۔

(رحمۃ للعالمین ص ۱۸۳-۱۸۴ ج ۱)

پانچویں قبر: ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ ام رومان کی ہے۔

چھٹی قبر: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد کی ہے۔ (خلاصۃ الوفا ص ۲۹۳، راحت القلوب ص ۱۷۹، ۱۸۰)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

۲۶۰ خلیفۃ المسلمین حضور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا مزار پُر انوار بھی جنت البقیع شریف میں ہے۔ آپ کے فضائل میں بکثرت احادیث وارد ہیں۔ آپ کے القاب میں ذوالنورین، ذوالہجرتین ہیں، مصلی الی القبلتین ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء ص ۵۵ ج ۱)

۲۶۱ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کو جہاد کے لیے خیرات پر توجہ دلائی تو سیدنا عثمان غنی نے ایک سو اونٹ

پیش کیا۔آپ نے پھر فرمایا توسیدنا عثمان غنی نے دو سو اونٹ کا اعلان کیا۔پھر توجہ دلائی تو تین سو اونٹ کا اعلان فرمایا (تاریخ الخلفاء ص۱۰۱)۔

۲۶۲ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔بیعت رضوان کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے بیعت لی۔سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بحیثیت سفیر مکہ معظمہ گئے ہوئے تھے روک لیے گئے خبر مشہور ہو گئی آپ کو شہید کر دیا گیا ہے تو آپ نے فرمایا عثمان اللہ اور اس کے رسول کے کام میں ہے۔آپ نے اپنے ایک ہاتھ پر دوسرا ہاتھ رکھا اور فرمایا یہ ہاتھ عثمان کا ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص۱۰۰)

۲۶۳ ابن عساکر سیدنا علی المرتضیٰ سے روایت کرتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر میری بیٹیاں چالیس بھی ہوتیں تو ایک ایک کر کے تیرے نکاح میں دے دیتا۔ (تاریخ الخلفاء ص۱۰۹)

۲۶۴ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قرآن کی آیۂ کریمہ امن ھو قانت اناء اللیل ساجدا و قائما سے مراد سیدنا عثمان بن عفان ہیں۔حلیۃ الاولیاء ص۵۶ ج۱)

۲۶۵ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے محمد بن سیرین راوی ہیں فانہ کان یحیی اللیل کلہ فی رکعۃ یجمع فیھا القرآن (حلیۃ الاولیاء ص۵۶)۔سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ساری رات عبادت میں گزار دیتے اور ایک رکعت میں قرآن پاک ختم فرماتے۔

۲۶۶ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان احیا امتی و اکرمھا میری امت میں سب سے زیادہ صاحب حیا اور باعزت عثمان غنی ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء ص۵۶ ج۱)

وصلی اللہ علیہ وسلم

۲۶۷ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت

بلوائیوں نے عمر بن حزم کے مکان کی طرف سے سیڑھی لگائی اور اندر چلے گئے۔

محافظوں کو اطلاع نہ ہو سکی۔ متعدد افراد کے اکٹھے ہو جانے پر ظالموں نے حملہ کیا آپ کی اہلیہ نائلہ بنت الفرافصہ کے ہاتھ کی انگلیاں آپ کو بچاتے ہوئے دشمن کی تلوار سے کٹ گئیں حملہ کے وقت آپ مصروف تلاوت تھے خون کا قطرہ قرآن مقدس کی اس آیت پر گرا۔ فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم۔ ظالم حملہ آوروں نے شہید کرنے کے بعد گھر کا سامان لوٹا۔ خواتین سے زیور چھینا۔ بیت المال کو تاراج کیا۔ کنانہ بن بشیر نے تلوار چلائی عمر بن حمق نے نیزہ مارا۔ عمیر نے ٹھوکریں ماریں جس سے پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ ۱۸ ذی الحجہ جمعہ کو شہادت ہوئی۔ جسد اطہر دیر تک بے گور و کفن پڑا رہا۔ مغرب وعشاء کے درمیان جنازہ اٹھایا گیا۔ جبیر بن مطعم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعض ظالم نماز جنازہ پڑھانے پر ہنگامہ آرائی پر اتر آئے تو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں سختی سے روکا اس طرح یہ پیکر اخلاص ومحبت محبوب حبیب کبریا امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، واصل الی اللہ ہوئے۔ جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ إنا للہ وإنا إلیہ راجعون

ان مزارات مقدسہ کے علاوہ بے شمار قبور مقدسہ اسی جگہ ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود۔ خنیس بن حذافہ سہمی۔ حضور علیہ السلام کے عم محترم حضرت عباس۔ آپ کی پھوپھی حضرت صفیہ، ابوسفیان بن حارث۔ سیدنا سعد بن معاذ، سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ سب مقدس شخصیتیں جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وسلم

مسجد نبوی کے ستون ہائے مقدسہ

ستون حنانہ: اس مقدس ستون کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ ٹیک لگا کر وعظ فرمایا کرتے تھے جب منبر شریف تیار ہو گیا اور حضور علیہ السلام اس پر جلوہ فرما ہوئے تو یہ ستون تاب فرقت نہ لاتے ہوئے رو دیا۔ رونا اس زور سے

تھا کہ پورے اجتماع صحابہ نے سنا اس مقدس ستون کی دردبھری آواز سن کر حاضرین پر بھی

۲۶۸ رقت طاری ہوگئی ۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ سمعنا للجذع صوتا کصوت العشار۔ (بخاری ص ۱۲۵، ج ۱۔ وفاء الوفا ص ۳۸۸، ج ۲) ہم نے ستون سے ایسی آواز سنی

۲۶۹ جیسے دس ماہ کی گابھن اونٹنی کی آواز ہوتی ہے ۔ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں صاحت النخلۃ صیاح الصبی کہ کھجور کا ستون بچے کی طرح چیخا ۔ نیز

۲۷۰ فرماتے ہیں فان انین الصبی کہ بچے کی طرح رویا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۶، وفاء الوفا ص ۳۸۸، ج ۲، خلاصہ ۱۲۲۔

۲۷۱ سیدنا ابوہریرہ سے روایت ہے اضطربت الساریۃ کحنین الناقۃ الخلوج وفاء الوفا ص ۳۸۸، ج ۲) یہ مقدس ستون اس طرح اضطراب میں ہوا جیسے وہ اونٹنی جس کا بچہ گم ہو چکا ہو ۔

۲۷۲ سیدنا انس فرماتے ہیں فحنت الخشبۃ حنین الوالہ۔ وفاء الوفا ص ۳۸۸، خلاصہ ۶۳۔ کہ ستون ایسے رویا جیسے عشق اور غم کے سبب عقل کھویا روتا ہے ۔

۲۷۳ ستون کی اس حالت کو دیکھ کر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے ۔ فاتاہ فمسح یدہ علیہ حضور تشریف لائے اور اسے ہاتھ مبارک سے تسلی دی۔

۲۷۴ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ستون سے دریافت فرمایا اگر تو چاہے تو تجھے اسی جگہ پر درخت کی شکل دے دی جائے یا چاہے تو تجھے جنت میں لگا دیا جائے اور اولیاء اللہ تیرے پھل سے استفادہ کریں تو اس نے دار فنا کی بجائے دار بقا کو پسند کیا یعنی جنت میں جانا پسند کر لیا۔ (وفاء الوفا ص ۳۹۰، ج ۲)

۲۷۵ فکان الحسن اذا حدث بھذا بکی وقال یاعباد اللہ الخشبۃ تحن الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شوقاً الیہ

سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ جب اس حدیث کو سنتے تو زار و قطار روتے فرمایا کرتے اے اللہ کے بندو لکڑی فراق محبوب

لمکانہ فانتم احق ان تشاقوا الی — میں روئے تم زیادہ حقدار ہو کہ ان کی ملاقات
لقائہ۔ وفاءالوفاء ص ۳۹۰، ج ۲، خلاصہ — کا شوق رکھو۔

سرکار نے نیز فرمایا۔

۲۷۶ لو لم افعل هذا الحن الی یوم — اگر میں اسے چپ نہ کراتا تو قیامت تک
القیمۃ: وفاءالوفاء ص ۳۹۰، ج ۲ — ایسے ہی روتا رہتا۔ پھر حضور نے اس ستون
کو وہیں دفن کرا دیا۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

اس واقعہ کو غریق بحر وحدت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ نے اس طرح بیان فرمایا ہے

استن حنانہ از ہجر رسول — حضور علیہ السلام کے فراق میں ستون حنانہ اس طرح رویا۔

نالہ می زد ہمچوں ارباب عقول — جیسے عقل مند روتے ہیں

درمیان مجلس وعظ آنچناں! — محفل وعظ میں اس طرح رو یا کر

کز وے آگہ گشت ہم پیر وجواں — ہر چھوٹے بڑے جوان کو خبر ہو گئی

در تحیر ماند اصحاب رسول — صحابہ کرام متحیر ہو گئے کہ ستون

کز چہ نالد ستون با عرض وطول — کس طرح رو رہا ہے

گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون — حضور علیہ السلام نے فرمایا اسے ستون کیا چاہتا ہے:

گفت جانم در فراقت گشت خوں۔ — عرض کی آقا کے فراق سے جان خون ہو گئی۔

از فراق تو مرا چوں سوخت جاں — آقا تیرے فراق میں جل گیا ہوں۔

چوں نہ نالم بے تو اے جان جہاں — اے جان جہان اب کیسے رونا بند ہو۔

مسندت من بودم از من تاختی — آقا اب تک آپ کی مسند میں تھا اب

گفت خواہی کہ ترا نخلے کنند
شرقی و غربی از تو میوہ چشند

آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو تجھے کھجور بنادیں تاکہ شرق و غرب کے لوگ تیرا پھل کھائیں۔

یا دراں عالم حقت سرفے کند
تا تر و تازہ بمانی تا ابد

یا پھر تجھے عالم آخرت میں سرو بنادیں کہ کبھی خشک ہی نہ ہو۔

(مثنوی شریف)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

ستونِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

۲۷۷ اسے ستون قرعہ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ طبرانی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔

انی لاعلم ساریۃ من سواری المسجد لو یعلم الناس ما فی الصلوٰۃ الیھا ما صلوا فیھا الا ان تطیر بھم قرعۃ۔

(وفاء الوفا ص ۴۴۰ ج ۲)

ام المومنین نے حضور علیہ السلام سے روایت کی ہے میری مسجد کے ستونوں میں ایک ستون کے آگے ایک ٹکڑا ہے اگر لوگ اس کی فضیلت سے واقفیت حاصل کرلیں تو یہ مقام قرعہ اندازی سے حاصل کریں۔

لوگوں نے اُمّ المومنین سے اس جگہ کا نشان پوچھا تو آپ نے تعین نہ فرمایا حاضرین واپس آ گئے۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اسی جماعت میں شامل تھے۔ آپ سیدہ عائشہ صدیقہ کے پاس ہی ٹھہرے رہے۔ دوسری جماعت ام المومنین سے پوچھنے کے لیے پھر حاضر ہو گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر ام المومنین کے پاس سے اٹھ کر باہر آئے اور

اس جگہ پر نماز شروع کر دی۔ لوگوں نے سمجھ لیا جس جگہ کے متعلق حضور نے ارشاد فرمایا یہی ہے

۲۷۸ زید بن اسلم کہتے ہیں میں نے اس جگہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق، عمر فاروق، رضی اللہ عنہما کو سجدہ کرتے دیکھا ہے۔ (خلاصۃ الوفا ص۱۶۸ جذب القلوب ص۸۱، راحت القلوب ص۱۰۱، وفاء الوفاء ص۴۴۱ ج ۱)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

ستون ابی لبابہ رضی اللہ عنہ

۲۷۹ اس کا دوسرا نام ستونِ توبہ ہے۔ سیدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں ایک موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بنو قریظہ سے معاملات طے کرنے اور ان کے حالات کا جائزہ لینے کے لیے بھیجا۔ بنو قریظہ نے کہا تھا کہ ابولبابہ کا ہر فیصلہ انہیں منظور ہوگا بنو قریظہ اور سیدنا ابولبابہ کے درمیان دیرینہ مراسم تھے۔ بنو قریظہ کو معلوم تھا کہ ابولبابہ بارگاہِ رسالت کے مقربین سے ہیں۔ انہوں نے اپنے معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرنے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا درخواست تو کر دوں گا مگر نتیجہ یہ ہوگا (اپنے گلے کی طرف اشارہ کیا جس کا مطلب تھا قتل عام) سیدنا ابولبابہ سے یہ غلطی سرزد ہونے کے فوراً بعد ندامت محسوس ہوئی۔ یہ غلطی محض اس لیے سرزد ہوئی کہ بنو قریظہ کے نیچے بڈھے جوان نہایت عجز و انکساری آہ و زاری سے درخواست کر رہے تھے۔ آپ نے واپس آ کر اپنے آپکو ستون سے باندھ لیا۔ دس دن سے زیادہ اس حالت میں رہے۔ گریہ زاری کی کثرت سے سماعت اور بینائی میں سخت کمزوری ہو گئی۔ آپ نے قسم اٹھائی جب تک حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کھولیں گے نہ اپنے آپ کو کھولوں گا نہ کھانا کھاؤں گا و حلف لا یحل نفسہ حتی یحلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تک کہ مرجاؤں گا یا حضور پاک معاف فرما دیں گے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ میرے پاس آجاتے تو میں استغفار کرتا۔

چونکہ انہوں نے اپنے کو باندھ لیا ہے اب جب تک حکم نازل نہ ہو نہیں کھولا جا سکتا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر یہ حکم نازل ہوا تو لوگ کھولنے کے لیے دوڑے تو آپ نے فرمایا وہی کھولیں گے جن کا مجرم ہوں۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے اور کھول دیا نماز اور حوائج ضروریہ کے موقعہ پر ان کی صاحبزادی کھول دیا کرتیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کھولنے پر انہوں نے عہد کر لیا اب بنو قریظہ کے ہاں کبھی نہیں جائیں گے کہ وہاں اللہ اور اس کے رسول سے خیانت واقع ہوئی تھی۔ (وفاء الوفاء ص ۲۴۲ ج ۲، راحت القلوب ص ۱۰۱)

اسی موقعہ پر آیہ کریمہ کا نزول ہوا۔

يا ايها الذين آمنوا لا تخونوا الله والرسول

ابن زبالہ فرماتے ہیں۔

۲۸۰ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی نوافلہ الی اسطوانۃ التوبۃ و کان صلی الصبح انصرف الیھا وقد سبق الیھا الضعفاء والمساکین وضیفان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیتلوا علیھم ما انزل اللہ علیہ من لیلۃ یحدثونہ ویحدثھم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نفل نماز ستون توبہ کے پاس پڑھا کرتے تھے۔ نماز صبح کے بعد اس کی طرف پھر کر بیٹھتے۔ ضعیف، مساکین مہمان بھی گرد بیٹھ جاتے۔ جس قدر آیات احکام کا نزول رات ہو چکا ہوتا۔ ان پر تلاوت فرماتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتے رہتے

(وفاء الوفاء ص ۴۴۲، ج ۲، راحت القلوب ص ۱۰۱)

۲۸۱ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے

کان اذا اعتکف طرح لہ فراشہ و وضع لہ سریراً وراء اسطوانۃ التوبۃ

(وفاء الوفاء ص ۴۴۷، ج ۲)

جب حضور علیہ السلام اعتکاف بیٹھتے تو آپ کا بستر اور چارپائی ستون توبہ کے قریب لگا دیئے جاتے۔

ستون سریر

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چار پائی اس ستون کے پاس کبھی ستون ابولبابہ کے پاس جس کا ذکر گزر چکا ہے۔

۲۸۲ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

کان اذا اعتکف یطرح له وسادة و یوضع له سریر من جرید -

اعتکاف کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فرش و تکیہ لگا دیے جاتے۔

(وفاء الوفا ص ۴۴۴ ج ۲، خلاصۃ الوفا ص ۱۷۰)

۲۸۳ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کے دوران ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کے سر مبارک میں کنگھی کیا کرتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجور کی چھال کی ایک چار پائی تھی جس کو آپ کبھی اعتکاف کی جگہ رکھ لیتے اور رات کو چٹائی اس پر بچھا لیتے اور دن کے وقت پاؤں کے نیچے ڈال لیا کرتے تھے (راحت القلوب ص ۱۸ وفاء الوفا ج ۲ ص ۴۴۴)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

ستون حرس

حرس یعنی نگرانی، حفاظت، پہرہ کے ہے حضور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس ستون کے پاس بیٹھ کر پہرہ دیا کرتے تھے۔ اسی بنا پر اس کا نام ستون حرس ہوا۔ سیدنا علی المرتضیٰ عموماً نماز بھی یہیں ادا فرماتے۔

۲۸۴ کان علی ابن ابی طالب یجلس فی صفحتها ویحرس النبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس کے سامنے بیٹھا کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے۔

(وفاء الوفا ج ۲ ص ۴۴۸، راحت القلوب ص ۱۸، خلاصہ ص ۱۷۰)

جب حضور تاجدار دو عالم علیہ السلام سیدہ عائشہ کے حجرہ میں تشریف لے جاتے تو اسی جگہ سے گزرتے تھے۔ اسی ستون کا نام ستون محل بھی ہے۔ روضہ انور کی جالیاں جو ریاض الجنۃ کی طرف ہیں ان میں ہے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

ستونِ وفد

یہ ستون مبارک، ستون وفد اس بنا پر کہلاتا ہے کہ باہر سے جو دین سیکھنے اور معاملات میں راہنمائی لینے وفود آتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اسی مقام پر بیٹھ کر گفتگو فرمایا کرتے۔

۲۸۵ یجلس الیہا لوفود العرب اذا وفود آتے تو آپ اسی جگہ بیٹھتے۔ جاءتہ

وفاء الوفا ص ۴۴۹، ج ۲، راحت القلوب ص ۱۰۴

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

ستونِ تہجد

جس مقام پر یہ مقدس ستون موجود ہے اس جگہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد ادا فرماتے تھے۔ یہ جگہ صفہ شریف کے بالکل سامنے قبلہ کی سمت ہے۔ جب صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کو نماز تہجد ادا فرماتے دیکھا تو انہوں نے بھی شروع کر دی۔ حضور تاجدار دو عالم علیہ السلام نے صحابہ کرام کے اس اہتمام کو دیکھا تو آپ اندر تشریف لے گئے صحابہ نے عرض کی حضور آپ نماز پڑھتے تھے ہم بھی آپ کے ساتھ پڑھ لیتے تو فرمایا۔

۲۸۶ انی خشیت ان ینزل علیکم مجھے ڈر لگا کہیں نماز تہجد تم پر فرض ہی نہ

صلوٰۃ اللیل ثم لاتقوون علیھا۔ ہوجائے اور پھر تم اُسے ادا نہ کرسکو۔

(وفاء الوفاء ص۱۳۱ ج ۲)

ستون جبریل علیہ السلام

یہ مقدس ستون جالی مبارک کے اندر آگیا ہے زیارت مشکل ہے۔ یہ ستون حضور سیدہ فاطمۃ الزہرا کے حجرہ سے متصل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی مقام پر کھڑے ہو کر اپنی لخت جگر سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے گفتگو فرمایا کرتے تھے کیونکہ جبریل علیہ السلام بھی اسی جگہ آیا کرتے تھے اسی باعث ستون جبریل کے نام سے مشہور ہوا۔

۲۸۷ ھذہ الاسطوانہ آخر الاساطین التی ذکر بھا اھل التاریخ فضلھا والا فجمیع سواری المسجد الشریف لھا فضل۔ (وفاء الوفاء ص۲۵۳ ج ۱)

یہ وہ ستون ہے جو فضیلت میں مشہور ہے ورنہ مسجد نبوی شریف کے تمام ستون مقدس و مبارک

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نماز مغرب کے وقت الگ الگ ستونوں کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے ان مقدس ستونوں پر یہ اسماء لکھے ہوئے ہیں یہ سبھی کے سبھی مقدس ستون ریاض الجنۃ کے اندر تلاش کرنے میں آسانی سے مل جائیں گے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مسجد نبوی شریف میں مقدس محرابیں

۲۸۸ محراب شریف کی تاریخی حیثیت کو علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ نے اس طرح بیان کیا ہے۔

ان المسجد الشریف لم یکن لہ محراب فی عھدہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا فی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد شریف میں محراب کی موجودہ صورت نہ تھی اور نہ ہی

عہد الخلفاء ولا بعدہ وان اول من احدثہ عمر بن عبد العزیز فی عمارۃ الولید۔

(وفاء الوفاء صفحہ ۳۶۷ ج ۲)

خلفاء راشدین کے مقدس دَور میں یہ رائج تھی محراب کے پہلے موجد حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں جنہوں نے ولید بن عبدالملک کے حکم کے مطابق ایجاد فرمائی مسجد شریف میں توسیع کے موقع پر محراب نبوی جو آج تک چلی آرہی ہے۔

پہلی محراب: تحویل قبلہ کا حکم نازل ہونے کے بعد متعدد ایام تک حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ستون حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کھڑے ہو کر امامت فرماتے رہے پھر ستون حنانہ کی جگہ کو شرف قیام سے نوازا۔ یہ محرابِ مقدس اسی جگہ پر بنی ہوئی ہے اس کی ابتدا ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں ہوئی جیسا کہ اوپر گذرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس طرح محفوظ فرمایا کہ آپ کے قدمین شریفین کی جگہ کے علاوہ باقی ساری جگہ دیوار میں دے دی تاکہ آپ کی سجدہ گاہ لوگوں کے قدموں سے محفوظ رہ سکے اب اگر وہاں نماز پڑھنا نصیب ہو تو نمازی کا سر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس قدموں کی جگہ پر ہوگا۔

اس وقت اس محرابِ مقدس پر آب زر سے خوبصورت میناکاری کی گئی ہے۔ بار بار دیکھنے سے بھی زائر کا جی نہیں بھرتا۔ دونوں طرف سرخ سنگ مرمر کے ستون ہیں پیشانی پر یہ آیت کریمہ کندہ ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔

اس محرابِ مقدس پر تاریخ تعمیر ۸۲۱ھ مرقوم ہے۔ یہ سلطان شرف ابوالنصر کے دَور کی تعمیر ہے۔ یہ مقدس محراب "محرابِ نبوی" کے نام سے متعارف ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو وہاں نماز کی سعادت نصیب فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

دوسری محراب : یہ محراب مقدس مسجد نبوی شریف کی جنوبی دیوار میں ہے اس جگہ کو سیدنا عثمان بن عفان کی مقدس پیشانی چومنے کا شرف حاصل ہے۔ مسجد شریف کے اضافہ کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اسی جگہ کھڑے ہو کر امامت کرواتے۔ یہ مقدس محراب سنگ مرمر سے تیار شدہ ہے۔ اس پر پتھر کی میناکاری کی گئی ہے اسے محراب عثمانی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مقدس محراب میں نماز کی سعادت نصیب فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

تیسری محراب : یہ محراب مقدس منبر مبارک سے غربی جانب واقع ہے۔ اس محراب کو سلطان سلیمان نے ۹۳۸ھ میں سنگ مرمری سے تعمیر کرایا۔ اسی باعث اس کا نام محراب سلیمانی مشہور ہوا اسے محراب حنفی بھی کہتے ہیں

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

چوتھی محراب : یہ مقدس محراب شمالی دیوار سے ملے ہوئے ایک چبوترہ پر بنی ہوئی ہے۔ پیتل کی زنجیر سے گھری ہوئی ہے باب جبریل علیہ السلام سے مسجد نبوی شریف میں داخل ہوں تو سامنے یہ جگہ دکھائی دیتی ہے۔ صفہ شریف پہ نماز پڑھیں تو بالکل نگاہوں کے سامنے ہے۔ ۱۹۸۰ء میں زیارت کی تو اس محراب کے آگے ایک بڑی الماری رکھی ہوئی تھی۔ اس مقدس محراب پر یہ آیت مقدسہ کندہ ہے۔

ومن الليل فتهجد به نافلة لك عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا۔

اسے محراب تہجد بھی کہا جاتا ہے اسی نام سے مشہور ہے۔

پانچویں محراب: یہ مقدس محراب بہت سی نگاہوں سے اوجھل ہے۔ مسجد نبوی شریف کی ترک تعمیر میں موجود ہے۔ مسجد نبوی شریف کے باب النساء سے داخل ہوتے ہی دائیں جانب کی دیوار میں واقع ہے۔ اس مقدس محراب کے متعلق مجھے بتایا گیا یہ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی محراب ہے۔ آپ یہاں پر نماز تہجد ادا فرمایا کرتیں اگر آپ باب سیدنا عثمان سے داخل ہوں تو بائیں جانب کے برآمدہ کی آخری دیوار شریف میں اسے دیکھ سکیں گے۔ سن ۱۹۸۰ء کی حاضری میں دیکھا تو اس کے آگے بھی الماری رکھی ہوئی تھی۔ باب عثمان رضی اللہ عنہ سے خواتین کا داخلہ اور اسی برآمدہ میں ان کا نماز پڑھنا غالباً اسی مناسبت سے ہے کہ حضور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اسی سمت میں نماز ادا فرمایا کرتی تھیں۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

نمازِ تہجد

اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے خاص بندوں کے ذکر میں فرمایا ہے والّذین یبیتون لربھم سجداً و قیاماً وہ بندے جو اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ و قیام کی حالت میں راتیں گزارتے ہیں۔ یہاں نماز تہجد کی طرف اشارہ ہے۔

۲۸۹ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اشراف امتی حملۃ القرآن واصحاب اللیل۔

میری امت کے معزز لوگ وہ ہیں جو حافظ و عامل قرآن کریم ہیں اور تہجد گزار ہیں

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔

۲۹۰ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بقیام اللیل فانہ داب الصالحین قبلکم وھو قربۃ الی ربکم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہجد پڑھا کرو کہ تم سے پہلے صالحین کی عادت اور رب قدوس کے قرب کا ذریعہ ہے

وکفرۃ السیأت۔ اور گناہوں کا کفارہ بھی

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے۔

۲۹۱ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلثۃ یضحک اللہ الیھم الرجل اذا قام باللیل یصلی والقوم اذا صفوا فی الصلوۃ والقوم اذا صفوا فی القتال العدو۔

تین افراد پر اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے ایک وہ جو تہجد گزار ہے، دوسرا وہ جو نماز کے لیے صف میں ہے۔ تیسرا وہ جو دشمن کے مقابلہ کے لیے صف میں برسرپیکار ہے۔

اور قرآن مجید نے جنتیوں کے لیے غرفات ذکر فرمایا اولئک یجزون الغرفۃ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ یہ غرفات کن کے لیے ہوں گے۔ فرمایا۔

۲۹۲ لمن اطاب الکلام وافشی السلام ولطعم الطعام وصلی باللیل والناس نیام۔

جو بات اچھی کرے، سلام کہے، ہر بار کو کھانا کھلائے، تہجد پڑھے۔

تفسیر مظہری سورۃ الفرقان آیہ عباد الرحمٰن اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ مقدس عبادت نصیب فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

حجرات مقدسہ

تعمیر مسجد کے بعد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو ازواج مطہرات سیدہ سودہ بنت زمعہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے حجرات کی تعمیر کروائی اس وقت انہیں دو حجروں کی ضرورت تھی بعد میں حسب ضرورت تعمیر بڑھتی چلی گئی۔ حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ کا مکان مسجد شریف کے پڑوس میں تھا۔ جب آپ کو ضرورت پیش آتی وہ نذر کر دیتے۔ ایک وقت آنے پر سارا مکان پیش کر دیا۔

یہ حجرات مقدس سادگی کی مثال تھے۔ اکثر حجرے کھجور کی شاخوں کے تھے بعض کچی اینٹوں کے تھے۔ دروازوں پر کمبل ٹاٹ کے پردے ہوتے۔

(راحت القلوب ص۱۰، خلاصۃ الوفا ص۱۴۲)

۲۹۳ سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں ذرا بڑا ہو گیا تو کھڑا ہو کر چھت کو ہاتھ لگا لیا کرتا تھا۔ یہ تھی حجرات مقدسہ کی اونچائی یہ تمام حجرات مقدسہ شرقی جانب تھے۔ غربی جانب کوئی حجرہ نہ تھا۔ ان مقدس حجروں میں عموماً رات کو چراغ بھی نہیں جلتے تھے۔ (بخاری شریف ص۵۶، ج ۱) اور ضرورت بھی کیا تھی بھلا جس گھر میں سراج منیر کی جلوہ گری ہو وہاں شمع کی کیا ضرورت؟ جس گھر میں آفتاب ہو تو وہاں چراغ کی کیا حیثیت۔ کسی نے کیا خوب کہا۔

یا بدیع الدّلِ والغنج   لک سلطان علی المہج

اے عجیب و غریب اداؤں کے مالک آقا آپ کی حکومت تو دلوں پر ہے

ان بیتاً انت ساکنہ   غیر محتاج الی السرج

جس گھر میں آپ رہتے ہوں وہ گھر چراغ کا محتاج نہیں

وجھک الماء محل حجتنا   یوم یاتی الناس بالحجج

آپ کا مبارک چہرہ ہمارے لیے کافی دلیل ہے جس دن لوگ اپنی دلیلیں پیش کریں گے

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تمام حجرے ولید بن عبدالملک کے حکم سے مسجد نبوی شریف میں شامل کر دیے گئے۔ ولید نے جب حجروں کے گرانے کا حکم بھیجا تو مدینہ منورہ میں کہرام برپا تھا۔ (خلاصۃ الوفا ص۱۳۷)

۲۹۴ ابو امامہ سہل بن حنیف سے روایت کرتے ہیں کاش وہ حجرے اسی طرح رہنے دیے جاتے تاکہ آنے والے لوگ دیکھتے کہ شہ بحر و بر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کس قدر سادہ زندگی تھی جسے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں عطا کر دی گئیں

ان کی رہائش کیسے سادہ قسم کے چھپروں میں تھی۔ (زرقانی، ص۲۰۲، ج ۱) حجرات مقدسہ کی تعمیری ترتیب کچھ اس طرح تھی۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کے حجرے کے ساتھ سیدہ سودہ اور سیدہ صفیہ کے حجرے تھے۔ شمالی جانب سیدہ ام سلمہ، ام حبیبہ، سیدہ زینب، سیدہ جویریہ، سیدہ میمونہ، سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہن کے حجرات تھے۔ یہ حجرات اس قدر مسجد سے متصل تھے کہ حضور علیہ السلام اعتکاف میں ہوتے تو کھڑکی سے سر مبارک باہر نکال دیتے اور ازواج مطہرات گھر بیٹھے ہی سر پاک دھو دیتیں۔ یہ حجرے چھ سات ہاتھ چوڑے دس ہاتھ لمبے تھے۔

(سیرۃ النبی، ص۲۰۶، ج ۱)

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا حجرہ مقدس بھی مسجد شریف کی شرقی جانب تھا اس مقدس حجرہ کی ایک کھڑکی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی طرف کھلتی تھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہیں کھڑے ہو کر شہزادی خاتون جنت اور بچوں کی خیریت دریافت فرمایا کرتے۔ آپ کا معمول تھا جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو اس جگہ مسجد شریف میں داخل ہوتے دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر سیدہ فاطمۃ الزہرا کے ہاں جاتے۔ خیریت دریافت فرمانے کے بعد امہات المومنین کے ہاں تشریف لے جاتے۔ (راحت القلوب ص۱۰، خلاصۃ الوفا ص۱۰۶)

سب سے پہلے پکا حجرہ حضور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوہ دومۃ الجندل جانے کے بعد اس کی تعمیر کرائی گئی۔ واپسی پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر فرمایا یہ تعمیر کیسی ہے۔ عرض کی آقا پردہ کا کام دیگی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زائد از ضرورت تعمیر مکان بری شئے ہے۔ مسلمان کا مال خرچ ہوتا ہے (وفاء الوفا، ص۳۲۷، ج)

۲۹۵ عطا خراسانی کہتے ہیں جب ولید بن عبدالملک کا حکم مدینہ منورہ میں پہنچا کہ امہات المومنین

کے حجرات مقدسہ گرا کر مسجد شریف میں شامل کر دیے جائیں تو ئیں اس وقت مدینہ منورہ میں موجود تھا۔ حجرے کھجوروں کی شاخوں کے تھے اور ان کے دروازوں پر ٹاٹ تھے۔ مدینۃ الرسول کے لوگ ولید کے اس فیصلہ پر انتہائی پریشان و بے چین تھے اور زار و قطار رو رہے تھے۔

۲۹۶ سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں چاہتا تھا حجرات مقدسہ اسی حالت پر چھوڑ دیے جائیں۔

۲۹۷ عمران بن ابی انس فرماتے ہیں۔ میں نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو دیکھا ہے جو حجرات مقدسہ کے گرانے کے واقعہ سے سخت نڈھال و پریشان تھے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے ان میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف ابوامامہ بن سہل خارجہ بن زید شامل ہیں۔

۲۹۸ ابوامامہ فرماتے تھے کاش یہ لوگ حجرات کو اپنی حالت پر رہنے دیتے کہ آئندہ نسلیں سادگی کا درس سیکھ سکتیں۔ (وفاء الوفا ص ۳۲۸ ج ۱)

مسجد نبوی شریف میں پہلا حادثہ

یکم رمضان شریف ۶۵۴ھ میں مسجد نبوی شریف میں آگ لگ جانے کا سنگین حادثہ پیش آیا۔ یہ دردناک واقعہ ابوبکر بن اوحد فراش کے ہاتھوں پیش آیا۔ چراغ کا گل نیچے گرا جس سے آگ کے شعلے بھڑک اٹھے حتیٰ کہ چھت تک پہنچ گئے۔ اس حادثہ کی خبر سُن کر مدینۃ الرسول کا امیر موقع پر پہنچ گیا۔ عوام بھی کثیر تعداد میں جمع ہو گئے مگر آگ پر قابو نہ پایا جا سکا آگ نے ایسی تباہی مچائی کہ چھت، منبر نبوی، دروازے، صندوق، کتابیں، قرآن مجید کے متعدد نسخے، حجرہ مقدسہ کا غلاف سبھی جل گئے۔ علامہ قسطلانی فرماتے ہیں ان دنوں حجرہ شریف کے گیارہ غلاف تھے۔ یہ آگ قہر الٰہی کا عجیب نمونہ پیش کر رہی تھی۔ آگ بجھنے پر اہل مدینہ نے سجدۂ شکر ادا کیا وہ ڈر رہے تھے کہ اگر آگ کا زور اسی طرح

رہا تو اہل مدینہ کس طرح منتظر رہ سکیں گے۔ اہل مدینہ منورہ نے اپنے محفوظ رہنے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس کی برکت فرمایا۔ پھر یہ واقعہ معتصم باللہ کو لکھا گیا تو اس نے ۶۵۵ھ کے اوائل میں پھر مسجد شریف کی جدید تعمیر کروائی۔ (خلاصۃ الوفاء صفحہ ۲۲۳)

مسجد نبوی شریف میں دوسرا حادثہ

۱۳ رمضان المبارک ۸۸۶ھ کا واقعہ ہے۔ رئیس المؤذنین شمس الدین شرقی مینارہ پر مصروف عبادت تھے۔ اس رات شدید گرج چمک تھی۔ اس مینارہ پر آسمانی بجلی گری شعلے بھڑکے مینارہ شہید ہو گیا۔ رئیس المؤذنین کا وہیں انتقال ہو گیا۔ جب آگ لگنے کی خبر مشہور ہوئی تو امیر مدینہ اور بہت سے افراد موقع پر جمع ہو گئے۔ آگ بجھانے کی بے شمار کوششوں کے باوجود آگ بجھانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اس آگ میں ۱۳ آدمی شہید ہوئے۔ مسجد شریف میں رکھے ہوئے صندوق، کتابیں جل گئیں۔ مسجد شریف آگ کے سمندر کا نقشہ پیش کر رہی تھی۔ حجرہ مقدس کے ساتھ کے ستون بچ گئے ہیں۔ اس واقعہ کی خبر سے سلطان اشرف مصر میں شدید غمگین ہوا اور بہت جلد اس خستہ حالی کو سنبھالا۔ جدید تعمیر کے لیے ایک ہزار سے زیادہ کاریگر روانہ کیے۔ ۱۲ ہزار دینار دیے۔ مینارۂ رئیسا گرا کر دوبارہ تعمیر کیا۔ محراب عثمانی میں وسعت کی۔ (خلاصۃ الوفاء صفحہ [illegible])

مسجد نبوی شریف میں پہلا چراغ

۲۹۹ قرطبی اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ تمیم داری شام سے قندیلیں لائے اور جمعرات کو مدینہ منورہ پہنچے اپنے غلام ابو البراء سے فرمایا کہ یہ قندیلیں مسجد شریف میں لٹکا دیں اور ان میں تیل بتی ڈالیں چنانچہ غروب آفتاب کے بعد یہ تمام قنادیل روشن کر دی گئیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو مسجد شریف جگمگا رہی تھی فرمایا۔

مجلس نے کیا عرض کی گئی تمیم داری نے تو فرمایا اسلام روشن ہو گیا یا تو نے اسلام کو روشن کر دیا۔ (خلاصۃ الوفاء ص۲۳۶)

ریاض الجنۃ

اہل عشق و محبت تو مسجد نبوی شریف کے ایک ایک حصہ کو بلکہ پورے کے پورے مدینہ کو ہی جنت قرار دیتے ہیں تاہم مسجد نبوی شریف کا ایک خاص حصہ بھی ہے جسے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاض الجنۃ کے الفاظ سے خاص فرمایا۔ عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۴۰۰ پہلی حدیث: مابین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ (وفاء الوفاء ص۴۲۶)

میرے گھر اور منبر کی درمیانی جگہ ریاض الجنۃ ہے

۴۰۱ دوسری حدیث: مابین بیتی الی منبری روضۃ من ریاض الجنۃ (وفاء الوفاء ص۴۲۶)

میرے گھر سے منبر تک کی جگہ جنت ہے

۴۰۲ تیسری حدیث: اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا (وفاء الوفاء ص۴۲۶)

جب تم ریاض الجنۃ سے گزرو تو وہاں سے کچھ حاصل کرو

۴۰۳ چوتھی حدیث: مابین المنبر و بیت عائشہ روضۃ من ریاض الجنۃ (وفاء الوفاء ص۴۲۶ ج۲)

منبر شریف اور حجرہ صدیقہ کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے باغ ہے

۴۰۴ پانچویں حدیث: اوسط طبرانی میں ابو سعید خدری سے ہے۔

منبری علی ترعۃ من ترع الجنۃ (وفاء الوفاء ص۴۲۷ ج۲)

میری قبر جنت کے زینوں میں سے ایک زینہ ہے۔

۴۰۵ چھٹی حدیث: صحیحین میں ابو عمر سے ہے۔

مابین قبری و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ (وفاء الوفاء ص۴۲۷ ج۲)

میری قبر اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے باغ ہے۔

۳۰۶ ساتویں حدیث: ما بین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ ومنبری علی حوضی۔ (وفاء الوفاء ص ۴۲۸ ج ۲)

میرے گھر اور قبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغات میں سے ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

۳۰۷ آٹھویں حدیث: سیدنا انس بن مالک سے ہے:

ما بین حجرتی ومصلائی روضۃ من ریاض الجنۃ (وفاء الوفاء ص ۴۲۸ ج ۲)

میرے حجرے اور جائے نماز کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں سے باغ ہے۔

۳۰۸ نویں حدیث: عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ما بین ھذہ البیوت الی منبری روضۃ من ریاض الجنۃ۔

ان سب حجروں اور منبر کی درمیانی جگہ ریاض الجنۃ ہے۔

ریاض الجنۃ کے معانی

پہلا معنی: حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ حصہ نزول رحمت اور حصول سعادت کی نسبت سے جنت کے باغات میں سے ہے جس طرح جنت میں باغ الٰہیہ ہیں اسی طرح اس حصہ میں بھی۔ (وفاء الوفاء ص ۴۲۹ ج ۲)

دوسرا معنی: یہاں کی حاضری معاودت جنت میں حاضری کا پیش خیمہ ثابت ہو گی یہ دونوں معانی کہ رہے ہیں اسی نسبت سے مسجد نبوی بلکہ پورا مدینہ منورہ تمام روئے زمین کی مساجد شامل ہیں۔

تیسرا معنی: یہ حصہ یعنی جنت کا حصہ ہے جو اس سرزمین پر ہماری بہتری اور مغفرت کا سامان ہے یہ حصہ جنت سے یہاں لایا گیا ہے اور قیامت کو یہ ٹکڑا جنت

میں ہی چلا جائے گا یہی تیسرا قول سب سے قوی ہے ۔

صلّی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

علماء کی ایک بڑی جماعت کا بھی اسی پر اتفاق ہے ۔ ابن حجر عسقلانی نے اس کو ترجیح دی ہے ۔ ابن حجر مالکی اسی قول کے موید میں فرماتے ہیں یہ خطہ بعینہٖ جنت کے باغوں میں سے باغ ہے اور جنت سے دنیا میں بھیج دیا گیا ہے جیسے حجر اسود مقامِ ابراہیم اور رکن یمانی کے بارہ دلائل ہیں ۔ تعجب ہے کہ جبل احد کو جنت کا پہاڑ ماننے میں کوئی تاویل نہیں کی جاتی مگر ریاض الجنہ کو جنت کا ٹکڑا ماننے میں تاویلات ہوتی ہیں ۔ معاذ اللہ (وفاء الوفاء ص ۲۲۹ ج ۲ ، جذب القلوب ص ۱۳۰) راحت القلوب ص ۱۳۶)

مسجد نبوی شریف کا پہلا فرش

۳۰۹ اما تحصیب المسجد و فی سنن ابو داؤد عن ابی الولید قال سألت ابن عمر عن الحصاد التی فی المسجد فقال مطرنا ذات لیلۃ فاصبحت الارض سنبلۃ فجعل الرجل یأتی بالحصاء فی ثوبہ فیبسطہ تحتہ فلما قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما احسن ھذا ۔

(خلاصۃ الوفاء ص [illegible])

مسجد مبارک میں کنکریوں کے متعلق سنن ابو داؤد میں ابو الولید سے ہے انہوں نے کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کنکریوں کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا ایک رات بارش کے سبب زمین بھیگ گئی تو جو آتا اپنے دامن میں کنکریاں لے آتا اور کپڑوں کے نیچے ڈال لیتا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا یہ کتنا اچھا ہوگیا ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مسجد نبوی شریف کی ترکی تعمیر

سلطان عبدالمجید خاں مرحوم اور ترکی حکومت کے دورِ اقتدار کی منہ بولتی تصویر مسجد نبوی کی تعمیر ہے جو انتہائی عقیدت و محبت سے تیار کی گئی۔ معماروں پر کڑی نظر تھی کہ بے وضو کام نہ کریں۔ سرخ ستون حرم اندر سے باہر تیار کیے جاتے تھے اور مسجد شریف میں لا کر رکھ دیے جاتے۔ اس امر کا خاص خیال رکھا گیا کہ منبر اقدس کے قریب جوار میں آہٹ پیدا نہ ہو یہ حصہ ۳۲۷ ستونوں پر مشتمل ہے۔ ۳۱ ستونوں پر سنگ مرمر کے ٹکڑے جڑے ہوئے جو پہلی حد کو واضح کرتے ہیں۔ ستونوں کی ایک لائن پر پھول کندہ دکھائی دیتے ہیں جو مسجد کی حد بندی کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ باب السلام سے ستونوں کی لائنیں دیکھیں تو صاف معلوم ہوگا کہ پوری سدھائی میں نہیں ہیں۔ پہلے دالان میں کافی جگہ ہے مگر محراب نبوی کے قریب جا کر یہ جگہ تنگ ہو جاتی ہے اس کی وجہ یہ تھی ترکوں کی تعمیر کے موقعہ پر اہل مدینہ منورہ نے حکومت پر واضح کر دیا تھا کہ مسجد شریف کے جو ستون حضور علیہ السلام کے دور میں تھے انہیں قطعی طور پر اپنی جگہ سے نہ ہلایا جائے ورنہ اہل مدینہ سر کٹانے سے بھی دریغ نہیں کریں گے چنانچہ ترکی حکومت نے اہل مدینہ کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے ان میں کسی قسم کا تقدم تاخر نہ کیا۔ یہ تعمیر ۱۲۶۵ھ میں شروع ہوئی بعد ۱۲۷۰ھ میں مکمل ہوئی۔ ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپیہ صرف ہوا۔

مسجد نبوی شریف کی سعودی تعمیر

حرم اطہر کے باہر کا حصہ جو سفید ستونوں پر مشتمل ہے اور سرخ حصہ سے ذرا اونچا ہے یہ سب حصہ سعودی دور حکومت کی تعمیر ہے اس حصہ کی ۱۶ فٹ گہری بنیادیں کھودی

گئیں۔ میناروں کی بنیادوں کی گہرائی ۵ ۵ فٹ رکھی گئی اور میناروں کی بلندی ۲۲، فٹ اور مغربی اور مشرقی دیواروں کی لمبائی ۱۶ ۴م فٹ ہے جبکہ شمالی دیوار کا طول ۱۹۶ فٹ ہے۔

(تاریخ الحرمین ص ۱۹۴)

اس دور حکومت میں مسجد شریف میں ۴۲ ۶۰۲ میٹر کا اضافہ ہوا۔ (آثار المدینہ ص ۱۱۱)

۱۲۶۸ھ میں توسیع مسجد کا اعلان ہوا۔ ۵ شوال المکرم ۱۳۷۰ھ کو دیواریں منہدم کی گئیں۔ ۱۳۷۳ھ میں جدید سنگ بنیاد رکھا گیا۔ مراۃ الحرمین ص ۴۶۵، آثار المدینہ ص ۱۰۱۔ اس تعمیر پر ۴/۱ ۵ کروڑ ریال تقریباً صرف ہوئے۔

تاریخ الحرمین ص ۱۹۵ تاریخ المدینہ ص ۲۲

وصلی اللہ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد و الہ وصحبہ وسلم

مسجد بنی ظفر شریف

یہ مسجد مبارک حرہ غربیہ کے کنارے واقع تھی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز ادا فرمائی ہے۔ آپ کے ساتھ عبداللہ ابن مسعود معاذ بن جبل بھی تھے بعد میں اس مسجد مبارک کو عوام نے مسجد بغلہ کہنا شروع کر دیا۔ (راحت القلوب)

۳۱۰ یہ قبا کی شرقی جانب کے راستہ پر واقع ہے۔ ادریس بن محمد بن یونس فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بنی ظفر کے ایک پتھر پر بیٹھے اور قاری کو حکم دیا کہ تلاوت کرے قاری صاحب اس آیۃ کریمہ پر پہنچے فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید تو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم روئے۔ (راحت القلوب ص۱۴۳، خلاصۃ الوفا ص۱۷۱) زیاد بن عبید اللہ نے اس مقدس پتھر کو اٹھوا دیا۔ پھر قبیلہ بنی ظفر کے اکابرین نے زیاد کو اس کی تاریخی حیثیت بتائی تو اس نے یہ پتھر واپس کیا۔

بیت ۳۴

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

پتھروں میں تاثیر

جس طرح پتھروں کی خاصیتوں سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ رب قدوس جل مجدہٗ نے پتھروں میں بھی خوبیاں رکھ چھوڑی ہیں۔ بعض وہ پتھر ہیں جن سے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔ قرآن مقدس فرماتا ہے:

وان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانھار۔

وہ بھی پتھر ہیں جن سے نہریں بہہ نکلتی ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے۔

وان منھا لما یھبط من خشیۃ اللہ۔

وہ بھی پتھر ہیں جو خدا کے خوف سے گر جاتے ہیں

یحییٰ فرماتے ہیں میں نے مدینہ منورہ کے بہت سے بے اولاد لوگوں کو دیکھا جو یہاں اپنی بیویوں کو لاتے اور اس مبارک پتھر پر بٹھاتے دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ اسی کی برکت سے انہیں اولاد کی نعمت سے نواز دیتا۔

(خلاصۃ الوفا ص۲۱، راحت القلوب ص۱۴۱)

مطری کہتے ہیں اس مسجد شریف کے قرب وجوار میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خچر مبارک کے پاؤں کے نشانات بھی تھے اور لوگ ان نشانات کی برکت حاصل کرتے تھے۔
(خلاصۃ الوفا ص۲۷۱، راحۃ القلوب ص۱۴۰)

یہ مسجد مبارک اور بنی ظفر کے مکانات وادی حرہ واقم وادی مہروز میں واقع ہیں اس مسجد مبارک کو ابو جعفر مستنصر باللہ نے ۶۳۱ھ میں تعمیر کرایا۔ (آثار المدینہ ص۱۳۴)

مسجد الاجابہ شریف

یہ مسجد مبارک بھی معاویہ بن مالک نے تیار کی اس مسجد مقدس کو بھی یہ شرف حاصل ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں نماز ادا فرمائی۔ صحیح مسلم شریف میں عامر بن سعد سے ہے۔

۱۱۳ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقبل ذات یوم من العالیۃ حتی اذ مر بمسجد بنی معاویہ دخل فرکع رکعتین وصلینا معہ و دعا ربہ طویلا ثم انصرف الینا فقال سالت ربی ثلاثا فاعطانی ثنتین ومنعنی واحدا (الی آخر الحدیث، خلاصۃ الوفا ص۲۷۰)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن عالیہ کی طرف سے تشریف لائے جب مسجد بنی معاویہ سے گزرے تو آپ نے وہاں دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ ہم نے بھی اقتداء کی آپ نے اپنے رب کریم سے طویل دعا کی پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: مَیں نے اپنے رب کریم سے تین دعائیں مانگیں، دو قبول فرمائیں۔ ایک سے روک دیا۔

پہلی دُعا

یا اللہ میری امت قحط سالی کے سبب ہلاک نہ ہو۔ (قبول ہوئی)

دوسری دُعا

یااللہ تعالیٰ میری امت غرق ہونے سے ہلاک نہ ہو۔ (قبول ہوئی)

تیسری دُعا

یااللہ میری امت آپس میں نہ لڑے۔ (منع فرما دیا گیا)

۳۱۲۔ جابر بن عتیک فرماتے ہیں عبداللہ بن عمر بنی معاویہ میں آئے اور فرمایا تمہیں معلوم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری اس مسجد میں نماز کس جگہ ادا فرمائی تھی۔ میں نے اشارہ کر کے وہ جگہ بتادی پھر فرمایا تمہیں معلوم ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر کونسی تین دعائیں مانگی تھیں۔ میں نے کہا جی ہاں معلوم ہیں۔

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

۳۱۳۔ محمد بن طلحہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنی معاویہ میں محراب شریف کی دائیں جانب نماز ادا فرمائی تھی۔ چونکہ اس مسجد میں دعاؤں کی قبولیت ہوتی ہے اسی بنا پر اس کا نام (مسجد اجابہ) ہے۔

۳۱۴ محمد بن طلحہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلیٰ محراب شریف کی دائیں جانب دو گز کے فاصلہ پر تھا۔ (جذب القلوب، راحت القلوب ص۱۷۱، خلاصۃ الوفا ص۲۸۱، آثار المدینہ) اس مسجد شریف کے قریب جوار میں بہت سے پاکستانی مقیم ہیں خصوصاً ڈیرہ غازی کے مہاجرین یہاں بہت آباد ہیں۔ مجھے ایک مرتبہ اس مسجد شریف میں امامت کرانے کا شرف ملا۔ فللہ الحمد وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مسجد الغمامہ شریف

مناخہ کے جنوب غربی میں یہ مسجد شریف واقع ہے اس کے قریب میں ہی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی مساجد مقدسہ واقع ہیں۔ اس مسجد کی موجودہ تعمیر سلطان عبدالمجید خان کی تیار کردہ ہے۔ اس مسجد کی لمبائی

۲۶ میٹر چوڑائی ۱۳ میٹر بلندی ۱۱ میٹر ہے۔ دیوار کی چوڑائی ڈیڑھ میٹر ہے۔ سیرۃ نبویہ سے یہ دلائل ملتے ہیں۔ اس جگہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بادل نے سایہ کیا۔ اسی بنا پر اس مسجد شریف کو (مسجد غمامہ) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ غمامہ یعنی بادل۔ آثار المدینہ ص۱۲۲)

مدینہ منورہ میں آمد پر پہلی نماز عید اسی مسجد شریف میں ادا ہوئی۔ (راحت القلوب ص۱۰)

مکہ مکرمہ سے قافلے یہیں آکر رکا کرتے تھے۔ احباب تاریخ نے کہا ہے باب السلام سے اس جگہ کا فاصلہ ایک ہزار گز کا ہے۔ کسی وقت مدینہ منورہ کا بازار بھی اسی جگہ تھا اور حکیم ابن العدا کا مکان بھی اسی جگہ تھا۔ اس مسجد میں عیدین کی نمازیں نویں صدی ہجری تک تسلسل کے ساتھ ہوتی رہیں لیکن اس کے بعد تواتر کے ساتھ عیدین کی نماز کا ثبوت نہیں ملتا۔ (آثار المدینہ اردو ص۹۲)

شیخ المحدثین علامہ سمہودی علیہ الرحمہ نے ابن شیبہ سے ابن شیبہ نے امام مالک کے رفیق خاص غسان سے بیان کیا ہے، یہ عیدگاہ دوسری صدی ہجری میں مسجد کی شکل میں موجود تھی۔ آثار المدینہ اردو ص۹۲۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مسجد الفتح شریف

۲۵۲۔ اسے مسجد احزاب بھی کہتے ہیں۔ مسجد اعلیٰ بھی۔ مسند احمد بن حنبل میں ہے۔ جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد فتح میں پیر، منگل، بدھ تین دن تک دعا فرماتے رہے۔

بدھ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار نمایاں ہوئے۔

۲۴۳۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب بھی میں کسی مشکل امر میں پھنس جاتا ہوں

وہاں حاضر ہو کر دعا کرتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ جل مجدہ میری مشکل کو حل فرما دیتا ہے۔ ابن زبالہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد فتح شریف میں گئے اور نماز عصر وہاں ادا فرمائی۔

۳۱۷ جعفر بن محمد فرماتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الفتح میں تشریف لے گئے اور اوپر ہاتھ کر کے رقت کے ساتھ دعا اتنی لمبی فرمائی کہ کندھے مبارک سے چادر سرک گئی۔

۳۱۸ - یحییٰ ہارون بن کثیر سے نقل کرتے ہیں کہ میں حسین بن عبداللہ کے ساتھ مسجد الفتح میں داخل ہوا تو انہوں نے مجھے وہ جگہ دکھائی جہاں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی تھی۔ اس مقدس مسجد کے قریب چار اور یہ مساجد ہیں۔

مسجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔

مسجد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔

مسجد سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ۔ یہ مسجد شریف وہاں متعارف نہیں نہ معلوم کہاں ہے۔

مسجد سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا۔

اسی باعث انہیں مساجد خمسہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

(راحت القلوب ص۱۵۱، آثار المدینہ ص۱۰۰، خلاصۃ الوفا ص۴۱۳)

ان مساجد مقدسہ کی تعمیر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کی۔ مرور زمانہ کے بعد سیف الدین حسین ابن ابی الہیجا نے کی۔ مسجد الفتح کو ۵۷۵ھ میں اور دوسری مساجد کو ۵۷۷ھ میں تعمیر کیا۔ مسجد شریف کی لمبائی ۸ میٹر چوڑائی ۴ میٹر اس پر پہنچنے کے لیے تقریباً ۱۱ سیڑھیاں طے کرنا پڑتی ہیں۔

مسجد سیدنا علی المرتضیٰ کی امیر مدینہ زین الدین ضیغم منصوری نے ۸۷۶ھ میں تجدید کی۔ مسجد سیدنا صدیق اکبر کی تجدید ۸۹۲ھ میں ہوئی۔ (راحت القلوب ص۱۵۲)

انہیں مساجد خمسہ بھی کہا جاتا ہے بمساجد فتح بھی (راحت القلوب ص۱۵۳)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیا محمد و آلہ وصحبہ وسلم۔

غار سجدہ

انہیں مساجد فتح کے درمیانی راستہ میں سلع پہاڑ کا درّہ ہے۔ اسی درّہ کے قریب ایک غار ہے جو ایام خندق میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف صحبت سے مشرف ہو چکا ہے اور بعض اوقات آپ نے وہاں شب باشی بھی فرمائی ہے۔

۳۱۹۔ طبرانی ابو قتادہ سے روایت کرتے ہیں۔ ایک دن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے جب آپ کو حجرات مقدسہ میں نہ پایا تو انہیں راہوں پر چلے جہاں حضور علیہ السلام چلا کرتے تھے۔ آپ سلع پہاڑ کی جانب گئے اور وہاں سے معلومات حاصل کر کے پہاڑ پر چڑھ گئے۔ دائیں بائیں دیکھا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غار میں سربسجود ہیں۔ سیدنا معاذ بن جبل اس منظر کو دیکھ کر پہاڑ سے نیچے اتر آئے۔ کچھ دیر انتظار کے بعد پھر حاضر ہوئے۔ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی حالت میں سربسجود پایا۔ آپ کو گمان گزرا کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہی نہ ہو گیا ہو۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور فرمایا جبریل امین آئے تھے اور کہتے تھے یارسول اللہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے تمہیں معلوم ہے تمہاری امت سے کیا معاملہ ہوگا؟ میں نے عرض کی اللہ تو بہتر جانتا ہے۔ پھر جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آپ خوش ہو جائیے آپ کی امت سے کوئی ایسا سلوک نہیں ہوگا جو آپ کو ناپسند ہو اور دل آزاری کا سبب بنے پھر میں نے سجدہ میں سر رکھ دیا اور شکر بجا لایا۔ فرمایا اے معاذ سب سے بہترین حالت جو بندہ کو مولیٰ کے قریب کراتی ہے سجدہ ہے۔ (راحت القلوب صفحہ ۱۵۵، خلاصۃ الوفار صفحہ ۲۷۴، وفار الوفاج ۲ ص ۵۰)

مجھے ۱۹۶۰ء کی حاضری میں اس مقدس غار کے اندر داخل ہو کر نماز پڑھنے کی سعادت

نصیب ہوئی۔ وللہ الحمد سیا بالمنصر)

ترکوں نے اپنی عقیدت کے پیش نظر اس غار کو تعمیری نقطۂ نگاہ سے حاضرین کے لیے مزید مزین کر دیا تھا۔ غار کا وہ راستہ بھی رہنے دیا جس کے ذریعہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے تھے اور دوسرا راستہ بھی بنا دیا۔ غالباً ۱۹۷۳ء میں سعودی حکومت نے اسے ختم کر دیا اور سپاہی بٹھا دیا کہ یہاں کوئی شخص نہ آسکے۔

غواص بحر وحدت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ نے اس قصہ غار کو اس طرح بیان کیا ہے کہ صحابہ نے ایک چرواہے سے حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں پوچھا تو اس نے کہا۔

؎ گفت چوپاں مر مرا معلوم نیست من نمیدانم محمد نام کیست

چرواہے نے کہا مجھے کچھ معلوم نہیں اور نہ ہی کسی محمد نامی شخص سے تعارف ہوا۔

؎ ایں قدر دانم کہ اندر تیرہ غار زار می نالد کسے لیل و نہار

بس اتنا معلوم ہے کہ اس غار کے اندر کوئی شخص دن رات زار و قطار رو رہا ہے اس کی زبان پر الفاظ یہ ہیں۔ ناجی یا امتی یا امتی۔

اسی علاقہ میں قبیلہ بنی حرام آباد تھا ان کی مسجد مسجد بنی حرام کے نام سے مشہور تھی۔

وصلی اللہ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وبارک وسلم

غزوہ خندق

۵ھ میں ابوسفیان نے دس ہزار فوجیں کر کے مسلمانوں کے استیصال و تباہ و برباد کرنے کے لیے مدینہ منورہ پر حملہ کی غرض سے روانہ ہوا۔ جب یہ خبر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے صحابہ کرام سے اس مقابلہ کے سلسلہ میں مشورہ فرمایا سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کھلے میدان میں لڑنے کی بجائے خندق کھودنے کا مشورہ دیا

خندق میں محفوظ رہ کر دشمن کا مقابلہ زیادہ اچھا ہو سکے گا۔ (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۶۶)

اسی بنا پر ہی اس غزوہ کو غزوہ خندق کہا جاتا ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود خندق کھودنے کی حدود کا تعین فرمایا اور خط کھینچ کر دس دس آدمیوں پر دس دس گز زمین تقسیم فرمادی۔ فتح الباری ج ۷، ص ۳۹۷ (غزوہ الخندق) اس غزوہ کو غزوہ احزاب بھی کہا جاتا ہے۔ سورۃ الاحزاب میں اس کا ذکر موجود ہے۔

زبان رسالت سے اشعار مقدسہ

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ خود بھی خندق کھودنے میں مصروف رہے آپ نے پہلی کدال زمین پر ماری اور کلمات فرمائے۔

بسم اللہ و بہ بدینا

ولو عبدنا غیرہٗ شقینا

حبذا ربا وحبذا دینا

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع کرتے ہیں اگر اس کے سوا کسی اور کی عبادت کی ہو تو بڑی بدنصیبی ہے کیا اچھا رب ہے اور اس کا دین کس قدر اچھا دین ہے

(فتح الباری ج ۷، ص ۵۰۴)

۳۲۰۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے۔ سرکار کی زبان پر یہ اشعارِ مقدسہ تھے۔

واللہ لولا ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا

ترجمہ: خدا کی قسم اگر اللہ کی توفیق نہ ہوتی تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے نہ صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے۔

فانزل سکینۃ علینا فثبت اقدامنا ان لاقینا

اے اللہ ہم پر سکون نازل فرما اور جنگ کے وقت ثابت قدم رکھنا۔

اِنَّ الاولیٰ قد بغوا علینا اذا ارادو فتنۃ ابینا

ترجمہ: لوگوں نے ہم پر بڑا ظلم کیا ہے۔ جب بھی یہ ہمیں فتنہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں ہم نہیں قبول کرتے۔

ابینا ابینا کے الفاظ بلند آواز سے فرماتے۔ (بخاری شریف ص۵۹۰)

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ وسلم

صحابہ کرام کا نعرہ

غزوہ خندق کا واقعہ شدت کی سردیوں میں پیش آیا۔ نہایت ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں فاقہ پر فاقہ تھا مگر صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین انتہائی محنت لگن ذوق و محبت سے خندق کھودنے میں مصروف تھے کام کرتے ہوئے یہ نعرہ زبان پر جاری تھا۔

نحن الذین بایعوا محمّدًا علی الجہاد ما بقینا ابدًا

ترجمہ: ہم ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانیں فروخت کر دی ہیں، حضور سید عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے ہاتھوں بک چکے ہیں۔ جب تک ہمارے جسموں میں جان ہے۔ کفار سے لڑتے رہیں گے۔

؎ جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
تو نے خرید کر ہمیں انمول کر دیا

جوابی نعرہ

حضور سید عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان کے جواب میں فرما رہے تھے۔

اللّٰھم لا عیش الا عیش الاخرہ فاغفر الانصار والمہاجرہ

ترجمہ: اے اللّٰہ زندگی تو آخرت کی زندگی ہی ہے۔ انصار و مہاجرین کو معاف فرما دے۔

اللھم لا خیر الا خیر الاخرۃ فبارک فی الانصار والمہاجرۃ

اے اللہ بے شک حقیقی اور خیر آخرت ہی کی خیر اور بھلائی ہے۔ برکت دے انصار اور مہاجرین میں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہٖ وصحبہ وسلم

شام، فارس اور یمن کی کنجیاں

۱۲۲۱۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خندق کھودتے کھودتے ایک سخت چٹان آگئی ہم نے عرض کی تو فرمایا۔ ٹھہرو میں خود اترتا ہوں۔ بھوک کے باعث شکم پہ پتھر بندھا ہوا تھا۔ جب پہلی بار بسم اللہ کہہ کر کدال ماری تو چٹان کی ایک تہائی ٹوٹ گئی۔ آپ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے شام کی کنجیاں عطا کی گئیں۔ شام کے سُرخ محلات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔

دوسری بار بسم اللہ پڑھ کر کدال ماری تو دوسرا تہائی حصہ ٹوٹ گیا۔ آپ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے فارس کی کنجیاں عطا ہوئیں۔ خدا کی قسم مدائن کے محلات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔

تیسری بار بسم اللہ پڑھ کر کدال ماری تو بقیہ چٹان ٹوٹ گئی۔ فرمایا اللہ اکبر یمن کی کنجیاں مجھ کو عطا ہوئیں۔ خدا کی قسم صنعا کے دروازوں کو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔

(فتح الباری، ج ۷، ص ۳۰۵، سیرۃ المصطفیٰ، ج ۲، ص ۳۰۴)

خزائن ارض کی کنجیاں

۱۲۲۳۔ بخاری و مسلم نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

بینا انا نائمٌ اذ جیئ بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی

میں سو رہا تھا کہ تمام خزائن ارض کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔ (الامن والعلیٰ ص۹۳ اعلیحضرت بریلوی)

۲۲۳ امام احمد و ابوبکر بن ابی شیبہ سیدنا علی المرتضیٰ سے راوی ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا

اعطیت مالم یعط احد من الانبیاء قبلی نصرت بالرعب واعطیت مفاتیح الارض۔

مجھے وہ کچھ ملا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملا رعب سے میری مدد فرمائی گئی۔ اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں۔

(الامن والعلیٰ ص۹۳ اعلیحضرت بریلوی)

۲۲۴ امام احمد اپنی مسند اور ابن حبان اپنی صحیح اور ابو نعیم دلائل النبوۃ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اوتیت بمفاتیح الدنیا علی فرس ابلق جاء بہ جبریل علیہ السلام

دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پہ رکھ کر میری خدمت میں حاضر کی گئیں۔

(الامن والعلیٰ ص۹۳ اعلیٰ حضرت بریلوی)

جنت و جہنم کی کنجیاں

۲۲۵ ابن عبد ربہ کتاب بہجۃ المجالس میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خزان جنت کی بات فرمائی۔

ان اللہ امرنی ان ادفع مفاتیح الجنۃ الی محمد

اللہ نے مجھے حکم دیا ہے جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دوں۔

(الامن والعلیٰ ص۹۷)، اعلیحضرت بریلوی

حافظ ابو سعید عبدالملک بن عثمان شرف النبوۃ میں عبداللہ بن عباس سے راوی

ہیں خازن جہنم نے کہا مجھے اللہ نے حکم دیا کہ جہنم کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دوں۔
سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۳۸۵ (الامن والعلیٰ صفحہ ۹۶) اعلیٰ حضرت بریلوی)

نوفل بن عبداللہ کی لاش

۳۷۶۔اس غزوہ میں دشمن کی تعداد دس ہزار تھی جبکہ ایمان داروں کی تعداد تین ہزار تھی دو ہفتہ تک تیروں سے لڑائی ہوتی رہی لشکر قریش کے چند افراد خندق کو پھاند کر مسلمانوں کی طرف جا پہنچے۔ نوفل بن عبداللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا۔ خندق پھاندنے لگا تو گر کر مر گیا۔ مشرکین نے نوفل کی لاش حاصل کرنے کے عوض دس ہزار درہم کی پیش کش کی۔ آپ نے یہ رقم ٹھکرادی۔ فرمایا نوفل خبیث تھا اس کا معاوضہ بھی ناپاک ہے اس پر خدا کی لعنت ہو ہمیں نہ دس ہزار کی ضرورت ہے نہ اس کی لاش کی چنانچہ لاش بغیر کسی معاوضہ کے ان کے سپرد کردی گئی۔ (زرقانی) ص ۱۱۴، ج ۲)

سعد بن معاذ کی دُعا

۳۷۷۔اس غزوہ میں سیدنا سعد بن معاذ شامل ہیں۔ سعد بن معاذ وہی ہیں جن کی موت پر فرمایا اهتز عرش الرحمٰن علی موت سعد بن معاذ سعد بن معاذ کی موت پر خدا کا عرش بھی کانپ گیا۔ حضرت سعد کی شہ رگ پر دشمن کا تیر لگا تو فوراً یہ دعا کی۔

" اے اللہ تعالیٰ جب تک یہ لڑائی جاری ہے مجھے بھی باقی رکھ مجھے اس سے زیادہ کوئی شے محبوب نہیں کہ میں اس قوم سے جہاد کروں جس نے تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکالیف دیں۔ اور اسے جھٹلایا۔ یا اللہ اگر تو نے یہ لڑائی ختم کردی ہے تو اس زخم کو میرے لیے شہادت کا سبب بنا۔ اس وقت تک مجھے موت نہ دینا جب تک میں اپنی آنکھوں سے بنی قریظہ کی ذلت نہ دیکھ لوں اور میری آنکھیں ٹھنڈی

نہ ہو جائیں" (طبری ج ۳، ص ۵۰۔ ابن ہشام ج ۲، ص ۲۳۳۔ سیرۃ المصطفیٰ ص ۳۱۰) ثانی کا یہ دن انتہائی سخت دن تھا۔ تمام دن تیر اندازی ہوتی رہی۔ اسی دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازیں قضا ہوئیں۔ (سیرۃ المصطفیٰ ج ۲، ص ۳۱۰)

ابن سعد اور بلاذری کہتے ہیں یہ محاصرہ پندرہ دن رہا۔ سعید بن مسیبؓ فرماتے ہیں چوبیس دن رہا اس غزوہ میں مشرکین کے تین آدمی قتل ہوئے۔

۱۔ نوفل بن عبد اللہ۔

۲۔ عمر بن عبد ود

۳۔ منبہ بن عبید۔

حضرت صفیہ کی شجاعت

اس غزوہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں اور عورتوں کو ایک قلعہ میں محفوظ کر دیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی قلعہ میں تھیں حضرت حسان رضی اللہ عنہ قلعہ کے پہرہ پر مامور تھے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ ایک یہودی قلعہ کے گرد چکر لگا رہا ہے۔ آپ نے حضرت حسان سے فرمایا اسے قتل کر دو کہیں جاسوس نہ ہو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کوئی عذر پیش کیا۔ آپ نے خود لکڑی اٹھا کر ایسا حملہ کیا کہ اسے جہنم رسید کر دیا۔ پھر سیدنا حسان سے فرمایا یہ مرد ہے میں عورت ہوں میں اسے ہاتھ نہیں لگاؤں گی تم اس کے ہتھیار اتار لو۔ (سیرۃ المصطفیٰ ج ۲، ص ۳۱۰)

وصلی اللہ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ واصحابہ وسلم

شہداء خندق

اس غزوہ میں مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کام آئے۔

۱۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
۲۔ عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ
۳۔ ثعلبہ بن غنمہ رضی اللہ عنہ
۴۔ انس بن اوس رضی اللہ عنہ
۵۔ طفیل بن نعمان رضی اللہ عنہ
۶۔ کعب بن زید رضی اللہ عنہ
۷۔ قیس بن زید رضی اللہ عنہ
۸۔ عبداللہ بن ابی خالد رضی اللہ عنہ

(زرقانی، ج ۲، ص ۱۲۶)

دعاء مستجاب

۳۲۸۔ مسند احمد میں سیدنا ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ہم نے سختی و شدت جنگ کا ذکر کر کے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی تو آپ نے یہ دعا فرمائی۔

اللھم استر عوراتنا و آمن روعاتنا۔ اللھم منزل الکتاب ومجری السحاب و ھازم الاحزاب اھزمھم وانصرنا علیھم۔

(بخاری شریف کتاب الجہاد)

اے اللہ ہمارے عیوب کو چھپا اور ہمارے خوف کو دور کر۔ اے اللہ کتاب کے اتارنے والے۔ بادلوں کو چلانے والے لشکروں کو شکست دینے والے ہمارے دشمن کو شکست دے اور ہماری مدد فرما۔

اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا قبول فرمائی۔ قریش وغطفان

پر سخت ہوا مسلط ہوئی جس سے تمام خیمے اکھڑ گئے۔ رسیاں اور طنابیں ٹوٹ گئیں، ہانڈیاں الٹ گئیں۔ مٹی آنکھوں میں پڑ گئی۔ کفار کا تمام لشکر گھبرا گیا۔

۳۲۹ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ واپسی فرمائی تو زبان مبارک پر یہ کلمات طیبات تھے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیئٍ قدیر ط ائبون۔ تائبون۔ عابدون۔ ساجدون۔ لربنا حامدون۔ صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہٗ۔ (بخاری شریف ص۵۹۰)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم

مسجد قبلتین

یہ مسجد مبارک وادی عقیق میں واقع ہے۔ مدینہ منورہ سے قریباً پون میل کی مسافت ہے۔ مساجد فتح یا مساجد خمسہ بھی اس کے قریب ہی واقع ہیں۔ بیر رومہ (سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا کنواں) مدینہ منورہ سے جاتے ہوئے اس مسجد شریف کے دائیں جانب ہے۔ مدینہ یونیورسٹی کی عمارت بھی یہاں سے بالکل سامنے دکھائی دیتی ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں نماز ظہر ادا فرمائی ہے۔ یہ مسجد مقدس بنو سلمہ کے نام سے متعارف تھی کیونکہ یہاں قبیلہ بنو سلمہ آباد تھا۔ ظہر کی دو رکعت ادا فرمائی ہیں کہ تحویل قبلہ کا حکم نازل ہو گیا۔ باقی دو رکعت بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے ادا فرمائیں اسی وجہ سے اس کا نام مسجد قبلتین ہوا۔ بیت المقدس کی طرف قبلہ کا نشان دیوار میں موجود ہے۔ زائرین اس نشان کو بھی مس کر کے تبرک حاصل کرتے ہیں۔ تحویلِ قبلہ کا واقعہ اس دن پیش آیا جس دن حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ام بشر کی بیمار پرسی کے لیے ان کے ہاں تشریف لے گئے انہوں نے کھانے کا اہتمام کر دیا۔ دوران گفتگو نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ اسی نماز میں تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔

(وفاء الوفاء ج ۲ ص ۵۰، خلاصۃ الوفاء ص۲۷۵، آثار المدینہ ص۱۳، اخبار مدینۃ الرسول ص۱۱۵)

اس مسجد شریف کی لمبائی ۹ میٹر چوڑائی ۴ میٹر بلندی ساڑھے چار میٹر ہے۔ (آثار المدینہ ص۱۱۶)

شاہین الجمالی نے ۸۹۳ھ میں اس کی تجدید تعمیر میں دلچسپی لی۔ پھر ۹۵۰ھ میں سلطان سلیمان نے اس کی تعمیر کی سعادت حاصل کی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیا محمد و آلہ وصحبہ وسلم

تحویلِ قبلہ

مدینۃ الرسول میں سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جاتی رہی۔ یہود نے طعنہ دیا کہ مسلمان ایسے ہی ہماری مخالفت کرتے ہیں مگر نماز ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے پڑھتے ہیں۔ اگر ہم بُرے ہیں تو ہمارا قبلہ کیوں اختیار کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ ہمارا قبلہ کعبہ ہو جائے۔ فروری ۶۲۴ء اور رجب شریف ۲ھ کی پندرہ تاریخ پیر کے دن ظہر کے وقت جبریل امیں دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا جبریل میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کعبہ معظمہ کی جانب پھیر دے۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی حضور آپ اللہ تعالےٰ کے حضور بڑی عزت والے ہیں۔ آپ مستجاب الدعوات ہیں۔ دعا فرمائیں یہ کہہ کر جبریل امین علیہ السلام آسمانوں پر چلے گئے۔ آپ آسمانوں کو بار بار دیکھ رہے تھے۔ وحی کا انتظار رہے۔ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

آیت ۴۵ قد نریٰ تقلب وجهك فی السماء فلنولینك قبلة ترضٰها

(الایۃ بقرہ)

ہم دیکھ رہے ہیں تیرا چہرہ (تحویل قبلہ کے لیے) بار بار وحی کے انتظار میں آسمانوں کی طرف اُٹھتا ہے ہم وہی قبلہ بنا دیں گے جس سے تو راضی ہو گا۔

اس آیہ کریمہ میں آپ کے انداز اور محبوبانہ ناز کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ محبوب پاک کا یہ انداز

اتنا پسند آیا ہے کہ دورانِ نماز ہی تحویلِ قبلہ کا حکم اتار دیا۔ تحویلِ قبلہ کی آیہ کریمہ سے واضح ہو رہا ہے کہ رب قدوس جل مجدہ رضا مصطفےٰ کو نواز تا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہو رہا ہے ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ۔ اے حبیب کریم تجھے تیرا رب ایسا عطا کرے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

تحویلِ قبلہ کی حکمتیں

○ اس میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کا اظہار ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق کعبہ کو قبلہ قرار دیا گیا۔

○ یہودی عیسائی مشرق یا مغرب پر اڑ گئے اس تبدیلی سے معلوم ہوا کہ مسلمان کسی ایک سمت کے پجاری نہیں بلکہ رب کے عابد ہیں۔

○ تحویلِ قبلہ سے قبلہ کی عزت ہے اور قبلہ کا فخر کہ اس کی سمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ کر کے نماز پڑھی۔

○ بعض انبیاء علیہم السلام نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی اور بعض نے کعبہ کی طرف چونکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جامع کمالات ہیں اس لیے ضروری تھا کہ آپ دونوں طرف نماز پڑھیں۔

○ کتب سماویہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب ذوالقبلتین ہے۔ ضروری تھا کہ آپ دونوں سمت کی طرف نماز ادا فرمائیں تاکہ کتب سابقہ کی تصدیق ہو۔

○ کعبہ معظمہ قیامت تک قبلہ قرار پایا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لیے ہوا ہے

○ کعبہ معظمہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عزت ملی کہ قیامت تک سارے مسلمانوں کی سجدہ گاہ بن گیا۔

○ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ سے افضل ہیں۔ کعبہ سجدہ کرنے والا مسجود الیہ ہے

اعلیٰ ہوتا ہے۔ یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ حالانکہ یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام سے افضل ہیں۔

ذوق افزا نکتہ

قبلہ کے سلسلہ میں تفسیر روح المعانی میں آیہ کریمہ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا۔ کی تفسیر میں لکھا ہے۔ ہر قوم کا قبلہ علیحدہ ہے جدھر اس کی توجہ ہو وہی اس کا قبلہ ہے فرشتوں کا قبلہ بیت المعمور ہے۔ دعا کا قبلہ آسمان ہے۔ ارواح کا قبلہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کا قبلہ کعبہ ہے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کا قبلہ رب تعالیٰ ہے اور رب قدوس جل مجدہٗ کی توجہ کا مرکز پیارے محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ رب قدوس کی نظر کرم ہمیشہ ان سے وابستہ ہے۔

اس ساری بحث کو مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے اپنے اشعار میں اس طرح سمویا ہے۔

؎ قبلۂ شاہاں بود تاج و گہر	قبلہ ارباب دنیا سیم و زر
؎ قبلۂ صورت پرستاں آب و گل	قبلۂ معنیٰ شناساں جان و دل
؎ قبلۂ عاشق وصال بے زوال	قبلۂ عارف جمالِ ذوالجلال

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مسجد السقیا

۳۰۰ سیدنا عمر بن عبداللہ دینا وی فرماتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب بدر شریف کو روانہ ہوئے تو آپ نے اس مسجد شریف میں نماز ادا فرمائی اور اہل مدینہ کے لیے دعا فرمائی اور مدینہ منورہ کو مکہ مکرمہ کی طرح حرم قرار دیا۔

ان یبارك لهم فی صاعهم وان یاتیهم بالرزق من هنا وهذا

(خلاصۃ الوفاء ص۲۶۸)

اللہ تعالیٰ ان کے پیمانے میں برکت فرمائے اور انہیں یہاں سے یہاں تک رزق عطا فرمائے۔

۳۳۱۔ السقیا، کنوئیں کا نام تھا، اسی روایت کو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اختلاف الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں نماز ادا فرمائی ہے۔ خلاصۃ الوفاء ص۲۶۸۔ یہ مسجد مقدس اور کنواں مبارک باب عنبریہ کے قریب تھے۔ اسی جگہ ترک دورِ حکومت کا ریلوے اسٹیشن تھا جو آج بھی موجود ہے۔ آج کل مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جانے کے لیے اسی سڑک سے گزرنا ہوتا ہے۔ (آثار المدینہ ص۱۳۶)

مدینہ منورہ کی تاریخ لکھنے والوں میں کئی ایک نے اس مسجد کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی جگہ کا تعین کیا۔ سیدنا سمہودی فرماتے ہیں کہ میں اس مسجد کی تلاش میں مصروف رہا۔ یہاں تک کہ اس کی بنیادیں مل گئیں اور ہر طرف سے نصف نصف ہاتھ دیوار ظاہر ہو گئی۔ اس کے بعد لوگوں نے اس پر تعمیر شروع کر دی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ داخل ہوں تو پہلی متبرک جگہ یہی آتی ہے۔ (راحت القلوب ص۱۵۶)

وصلی اللہ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مسجد الذباب

۳۳۲۔ یہ مسجد مبارک مسجد الرایہ کے نام سے بھی مشہور ہے۔ یہ ثنیۃ الوداع کی پہاڑیوں کے قریب واقع ہے۔ ابن شیبہ عبدالرحمٰن الاعرج سے روایت کرتے ہیں، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بھی نماز ادا فرمائی ہے۔ اس کی مزید تحقیق کے لیے راقم الحروف نے ثنیۃ الوداع کی پہاڑیوں کا محل وقوع دیکھا مگر مسجد الذباب یا مسجد الرایہ کی زیارت نہ ہو سکی البتہ مسجد ثنیۃ الوداع کی زیارت کا شرف ملا۔ ذباب یا ذوباب ایک چھوٹی سی سیاہ

پہاڑی کا نام ہے جب ثنیۃ الوداع سے اتر کر جبل احد شریف کی طرف چلیں تو بائیں جانب واقع ہے۔

شیخ سمہودی فرماتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق کے موقع پر یہاں خیمہ بھی لگایا تھا۔ اس مسجد کی بلندی چھ میٹر طول عرض ۴۰ء۴ میٹر ہے۔ جانبک الجزوری نے ۸۴۵ھ میں اس کی تعمیر کی تجدید کی۔ (خلاصۃ الوفا ص۲۷۶، آثار المدینہ ص۱۲۸) اس مسجد کی بنیاد عمر بن عبدالعزیز نے رکھی۔ حارث بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ یمن میں مروان بن حکم کا ایک عامل تھا۔ مروان نے اس کو جبل ذباب پر دار چڑھایا۔ حضور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس واقعہ کے بعد کہلا بھیجا تجھ پر افسوس ہے جس مقام پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی تم نے اسی مقدس مقام پر اسے دار پر کھینچا۔ اس کے بعد کئی امرائے مدینہ منورہ نے یہ عمل جاری رکھا۔ آخر زعمار مدینہ منورہ کے روکنے سے رک گئے۔ (خلاصۃ الوفا ص۲۷۶)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مسجد جبل احد

۳۴۲ زین المراغی کہتے ہیں اسے مسجد الفسح بھی کہا جاتا ہے کہ اس مسجد مقدس میں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

یاایہا الذین آمنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم۔

اے ایمان والو جب تمہیں کہا جائے مجالس میں کشادگی پیدا کرو تو ایسا کرو اللہ تعالیٰ تمہیں وسعت بخشے گا۔

۳۴۳ مطری فرماتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد ختم ہو جانے کے بعد اس مسجد میں ظہر اور عصر کی نمازیں ادا فرمائیں۔ ابن شیبہ نے بھی یہ قول نقل کیا ہے مگر وقت کا

کا تعین نہیں کیا۔ (خلاصۃ الوفار ص۲۷۰، راحت القلوب ص۱۵۶)

یہ مسجد مبارک سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار شریف کے شمالی جانب واقع ہے۔

وَصَلَّی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مسجد عینین

یہ مسجد مبارک سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار کے جانب قبلہ واقع ہے۔ جس پہاڑ پر یہ واقع ہے اسے جبل الرمات کہتے ہیں۔ جنگ احد کے موقع پر تیر انداز بھی اسی جگہ کھڑے تھے۔ حضور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو وحشی نے اس مقام پر تیر مارا۔ اس کے نشانات منہدم ہو چکے ہیں۔

۳۲۵۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن نماز ظہر پل کے نزدیک جبل عینین پر پڑھی تھی۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت صحابہ کے ساتھ نماز صبح مقام قنطرہ میں ہتھیاروں سمیت ادا فرمائی تھی۔ (خلاصۃ الوفار ص۲۷۰، راحت القلوب ص۱۵۶)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مسجد الوادی

یہ مسجد جبل عینین کے شمالی کنارہ پر واقع ہے۔ مطری کہتے ہیں یہ مسجد مقدس اسی جگہ پر واقع ہے جہاں حضور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ زخموں کے بعد گرے تھے۔ جنگ ختم ہونے کے بعد زخمیوں کو اسی مقام پر اکٹھا کیا گیا۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو زخمی حالت میں اسی جگہ سے اٹھا کر موجودہ قبر کی جگہ پر لایا گیا۔ بعض علمار نے اس مسجد کو مسجد العسکر بھی کہا ہے۔

(خلاصۃ الوفار ص۲۷۰، راحت القلوب ص۱۵۵، وفاء الوفار ج ۲ ص۵۰)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مسجد ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

اس مسجد کو مسجد طریق السافلہ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے اگر آپ سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ سے چلیں تو یہ مسجد دائیں جانب مل جائیگی۔

۲۲۶۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مسجد شریف کے صحن میں لیٹا ہوا تھا کہ اچانک حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ آپ ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ وضو فرما کر نوافل ادا کیے پھر ایک طویل سجدہ کیا۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوف فرماتے ہیں مجھے خطرہ لاحق ہو گیا کہیں آپ وصال تو نہیں فرما گئے۔ یہ تصور تھا کہ میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبدالرحمٰن خیر ہے روکیوں رہے ہو میں نے عرض کی حضور آپ کے طویل سجدہ سے مجھے اندیشہ ہوا کہیں آپ کی روح انور پرواز تو نہیں کر گئی۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے میری امت کے لیے ایک انعام فرمایا ہے جس کے عوض میں نے سجدۂ شکر ادا کیا ہے وہ انعام یہ ہے جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھے گا اور دس گناہ معاف فرمائے گا جو مجھ پر سلام بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر سلام فرمائے گا۔ اس طویل سجدہ کے مقام پر یہ مسجد تعمیر ہوئی۔ (خلاصۃ الوفا ص۴۷۹، راحت القلوب ص۱۴۹)۔ اس مسجد کا طول و عرض ۸ گز ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مسجد البقیع

جنت البقیع کے دروازے سے باہر آتے دائیں ہاتھ واقع ہے۔ یہ مسجد مقدس

مزارات امہات المؤمنین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے غربی جانب واقع ہے۔ وفاء الوفاء شریف کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اس مسجد شریف میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس مسجد میں عموماً تشریف لاتے اور نماز ادا فرماتے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا اگر مجھے لوگوں کی واپسی کا خوف نہ ہو تو میں اکثر اوقات نماز یہیں پڑھوں۔ (راحت القلوب صفحہ ۱۵۱ خلاصۃ الوفاء صفحہ ۱۷۹)

مسجد ضرار

۲۳۷۔ یہ مسجد منافقین نے اس غرض سے تیار کی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اس میں جمع ہو کر مشورے کیا کریں گے۔ بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابو عامر نے منافقین سے کہا تم ایک مسجد تیار کرو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی حیلے سے نگاہ میں رکھو میں قیصر روم کے پاس جاتا ہوں وہاں سے بڑی فوج لا کر مسلمانوں کو یہاں سے نکال دیں گے۔ یہ لوگ تعمیر مسجد کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ عرض کی ہماری مسجد میں نماز ادا فرمائیں آپ نے فرمایا اس وقت میں تبوک روانہ ہو رہا ہوں واپسی پر دیکھا جائے گا۔ واپسی پر راستہ میں یہ حکم نازل ہوا۔ لا تقم فیہ ابدا آپ نے دو افراد کو اس کے جلانے کا حکم دے دیا۔ (راحت القلوب صفحہ ۱۲۱ سیرۃ المصطفیٰ ج ۲ صفحہ ۱۲۵)

مسجد بنی جہینہ

۲۳۸۔ ابن شیبہ حضرت معاذ بن عبد اللہ سے راوی ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد جہینہ میں نماز ادا فرمائی ہے اور یہ اُن مساجد میں سے ایک ہے جن کا ذکر یحییٰ بن نصر انصاری نے کیا ہے

۲۳۹۔ ابن زبالہ رافع بن مکیث سے راوی ہیں کہ ابو مریم جہنی نے

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ میری قوم کے لیے مسجد کی نشاندہی فرما دیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرما دیا۔ بنی جہینہ کی رہائش اسی مقام پر تھی۔ (خلاصۃ الوفاء صفحہ ۲۸۰)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم

مسجد بیوت المطر

۲۴۰ - ابن زبالہ حضرت انس بن عیاض سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد میں بھی نماز ادا فرمائی ہے یہ مسجد قبیلہ بنی غفار کے خیموں کے قریب واقع تھی یہاں مکانات آل ابی دھم کلثوم بن حصین غفاری رضی اللہ عنہ کے تھے (خلاصۃ صفحہ ۲۸۰)

وصلی اللہ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد و الہ واصحابہ وسلم

مسجد بنی زریق

۲۴۱ - ابن شیبہ معاذ بن رفاعہ زرقی سے راوی ہیں حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس مسجد میں داخل ہوئے ہیں البتہ نماز پڑھنا ثابت نہیں۔ اس مسجد مقدس کو یہ شرف حاصل ہے سب سے پہلے قرآن مقدس کی تلاوت اسی مسجد میں کی گئی جس کی صورت یہ ہوئی رافع بن مالک زرقی حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو آپ نے قرآن مجید کی وہ آیات ہیں جو مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں انہیں عطا فرما دیں۔ جب یہ واپس اپنی قوم میں پہنچے تو قوم کو جمع فرمایا، اور ان آیاتِ مقدسہ کی تلاوت فرمائی۔ (خلاصۃ الوفا صفحہ ۲۸۰)

صلی اللہ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد و الہ و اصحابہ وسلم

مسجد بنی ساعدہ

۴۴۲۔ ابن شیبہ عباس بن سہیل سے راوی ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنی ساعدہ میں نماز ادا فرمائی۔

۴۴۳۔ عبدالمنعم بن عیاض اپنے والد سے راوی ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سقیفہ بن ساعدہ کے ڈیرے میں بیٹھے ہیں آپ کو سہیل بن سعد نے پیالہ میں دودھ پلایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید طلب فرمایا۔ انہوں نے مزید پیش کیا فرمایا پہلا پیالہ اچھا تھا عرض کی گئی حضور ایک ہی شے ہے۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھنا حدیث شریف جو تیسرے سے ثابت ہے۔ اسی سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ (خلاصۃ الوفا، ص ۲۸۲)

پاکستانی ہوٹل سے سیدھے شارع یمنی پر ین اڈہ کی طرف چلیں تو بائیں ہاتھ خوبصورت باغیچہ ہے۔ مدینہ منورہ کے متعدد باسیوں نے بتایا سقیفہ بنی ساعدہ اسی جگہ پر ہے۔

وَصَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

مسجد راتج

۴۴۴۔ ابن شیبہ نے خالد نے ابن ایاج سے روایت کی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد راتج میں نماز ادا فرمائی ہے اور اسی جگہ پر بئر جاسم سے پانی نوش فرمایا۔ یہ کنواں ابوالہیثم کے قصبہ میں تھا۔ راتج ٹیلوں کا نام ہے اسی مناسبت سے راتج کہلاتی ہے۔ (خلاصہ ص ۲۸۲)

وصلی اللہ علی حبیبہ سید الانبیا محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مسجد بنی عبدالاشہل

۳۲۵۔ اسے مسجد واقم بھی کہا جاتا ہے حضرت کعب بن عجرہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنی عبدالاشہل میں مغرب کی نماز ادا فرمائی۔ محمد بن عمر فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر و عصر کی نمازیں یہاں ادا فرمائیں۔ مطری کہتے ہیں بنی عبدالاشہل کے مکانات حرہ شرقیہ میں بنوظفر کے مکانات سے ملتے جلتے تھے۔

وصلی اللہ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مسجد القرصہ

۳۲۶۔ رزین نے یحیٰی بن قتادہ سے روایت کی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب انصار کی آبادیوں میں تشریف لائے تو ان کے ہاں مساجد میں نماز ادا فرماتے۔ آپ نے مسجد القرصہ میں بھی نماز ادا فرمائی ہے۔ مراغی فرماتے ہیں یہ جگہ حرہ شرقیہ کے شمال میں بنی عبدالاشہل کے مکانات سے ملتی جلتی ہے۔ (خلاصۃ الافا...)

وصلی اللہ علی حبیبہ و آلہ وصحبہ وسلم

مسجد الشیخین

۳۳۰۔ ابن شیبہ عبداللہ بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد میں نماز ادا فرمائی جو شیخین کے قریب ہے۔ ایک رات بھی وہاں قیام فرمایا اور صبح کی نماز پڑھ کر احد شریف کی جانب روانہ ہوئے شیخان مدینہ منورہ اور جبل احد کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ یہ مسجد اسی جگہ کے قرب وجوار میں تھی۔ اسی مناسبت سے

اس کا نام مسجد شیخین مشہور ہوا۔ (خلاصۃ الوفاء ص۳۸۲)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مسجد بنی دینار

۴۸ ۳۔ ابن شیبہ عبداللہ بن عتبہ سے روایت کرتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً اسی مسجد میں نماز ادا فرمایا کرتے۔

۴۹ ۳۔ ابو زبالہ ایوب بن صالح دیناری سے روایت کرتے ہیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنی دینار میں نکاح فرمایا۔ ایک مرتبہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں بیمار ہو گئے تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں نے بارگاہ رسالت میں درخواست کی کہ آپ ہماری مسجد میں نماز ادا فرمائیں آپ نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور نماز ادا فرمائی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مسجد بنی عدی

ابن شیبہ یحییٰ بن نضر سے راوی ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنی عدی میں نماز ادا فرمائی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل بھی فرمایا۔ ابن شیبہ کہتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا مزار بھی اسی جگہ پر ہے۔

الحمد للہ مدینہ منورہ کی حاضری پر ہمیشہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری ہوتی رہی ہے۔ گذشتہ ۲ سالوں سے یہ علاقہ جدید حرم نبوی میں شامل کر لیا گیا ہے۔ جن دنوں یہ جگہ حرم میں داخل کی گئی تو آپ کے جسدِ انور کو صحیح سالم حالت میں پایا گیا۔

پاکستان بھر کے تمام اخبارات نے اس خبر کو شہ سرخیوں میں شائع کیا تھا۔

(خلاصۃ الوفاء صـ۲۸۴)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مسجد بنی مازن

۲۵۱۔ ابن زبالہ یعقوب بن محمد سے راوی ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد کے لیے نشاندہی فرمائی مگر نماز ادا نہیں فرمائی۔ نماز بنی مازن میں ام بردہ کے گھر ادا فرمائی ام بردہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے مرضعہ تھیں۔ (دودھ پلانے والی) سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال بھی بنی مازن میں اسی جگہ ہوا۔ آپ یہیں تشریف لائے۔ (خلاصۃ الوفاء صـ۲۸۴)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مسجد بنی خطمہ

۲۵۲۔ ہشام بن عروہ عبداللہ بن حارث سے راوی ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی خطمہ کی مسجد میں بھی نماز ادا فرمائی یہ مسجد شریف مبرار بن معرور کی قبر کے قریب واقع تھی۔ ہجرت سے پہلے ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ ایک روایت یہ بھی ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی خطمہ کے کنوئیں سے وضو بھی فرمایا تھا۔ یہ مسجد باب العوالی میں مسجد شمس کے قریب واقع تھی۔ (خلاصۃ الوفاء صـ۲۸۵)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مسجد الفضیخ

یہ مسجد مبارک مسجد قبا شریف کے شرقی جانب واقع تھی۔ مطری کہتے ہیں۔
اس کا دوسرا نام مسجد شمس بھی تھا۔ جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کا محاصرہ
فرمایا تو اس مسجد کے قریب ہی خیمہ تھا۔ چھ دن رات تک اس مسجد میں نماز ادا فرمائی۔
جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو ابو ایوب اور ان کے چند انصار ساتھی فضیخ
(کھجور کی شراب) پی رہے تھے سنتے ہی انہوں نے مشکیزوں کے منہ کھول دیے شراب
کے مٹکے توڑ ڈالے۔

اسی مناسبت سے ہی اسے مسجد فضیخ کہتے ہیں۔ مسجد شمس اس لیے مشہور ہو
گئی۔ یہ اونچی جگہ پر واقع تھی۔ سورج طلوع ہوتا تو پہلے اس پر روشنی پڑتی۔ بعض کہتے
ہیں کہ مسجد شمس اس لیے کہا جاتا ہے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نماز عصر جہاں قضا
ہوئی اور سورج واپس آیا یہی مسجد تھی۔ یہ بات صحیح نہیں اس لیے کہ رد الشمس کا معجزہ
خیبر سے واپسی پر پیش آیا وہ مسجد خیبر کے راستہ میں واقع ہے۔ (خلاصۃ الوفاء ص ۱۴۰) مجھے
۱۹۶۷ء میں خیبر شریف کی حاضری و زیارت کا موقع ملا قلعہ خیبر دیکھا اور اس مسجد شریف
میں نماز پڑھی۔ وللہ الحمد

چشمہ علوی

خیبر شریف کی زیارت کے دوران مجھے ایک چشمہ کی زیارت کرائی گئی۔ ایک سعودی
دوست راہنمائی کر رہے تھے۔ انہوں نے بتایا یہ چشمہ جنگ خیبر کے وقت سے ہی جاری
ہے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب مرحب کو تیر مارا تو وہ تیر اسے ہلاک کرتے ہوئے
زمین پر جا گرا وہیں سے چشمہ ابل آیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

مسجد مشربہ ام ابراہیم

یہ مسجد شریف بنو قریضہ کے شمالی جانب حرہ شرقیہ کے نزدیک واقع ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بھی نماز ادا کی ہے۔ مشربہ سے مراد باغ ہے۔ ام ابراہیم سے مراد ماریہ قبطیہ ہیں۔ ان کا یہاں پر باغ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی پیدائش بھی یہیں ہوئی تھی۔

۲۵۴ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع میں ماریہ قبطیہ کو حارث بن نعمان کے گھر رکھا مجھے ساتھ رہنے میں غیرت آتی تھی تو آپ نے عوالی مدینہ میں انہیں ٹھہرایا۔ آپ گاہے بگاہے انکے ہاں تشریف لے جاتے تھے۔

(خلاصۃ الوفا، ص۲۶۹، راحت القلوب ص۱۴۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مسجد بنی قریظہ

یہ مسجد حرہ شرقیہ کے نزدیک باغات کی انتہا پر واقع تھی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بنو قریظہ کا محاصرہ فرمایا تو اس جگہ نزول فرمایا۔ نماز ادا فرمائی۔ یہ بھی روایت ہے اس جگہ کے قریب ایک خاتون کا مکان تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز ادا فرمائی ولید بن عبد الملک نے مسجد کی تعمیر کے وقت اس مسجد کو بھی مکان کے اندر داخل کر دیا۔ پرانی عمارت میں مسجد قبا کے منارے کی طرز کا ایک منارہ بھی تھا۔ یہ مسجد شریف اپنی تعمیر چھت۔ ستون۔ منارہ کے لحاظ سے مسجد قبا شریف سے ملتی جلتی تھی۔ اس کی پیمائش ۴۴ × ۴۳ گز ہے۔

جبریل علیہ السلام فوجی لباس میں

بنو قریظہ کے محاصرہ کا واقعہ اس طرح ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ خندق سے واپس مدینہ تشریف لائے۔ غسل فرمایا۔ شانہ استعمال کیا کہ آرام فرمائیں اور تھکان دور کریں اچانک جبریل علیہ السلام گھوڑے پر سوار گرد آلود زرہ پہنے حضور علیہ السلام کے دروازہ پر حاضر ہو گئے۔ عرض کی یا رسول اللہ ابھی تک فرشتوں نے ہتھیار نہیں اتارے۔ رب قدوس فرماتا ہے چلئے اور بنی قریظہ پر حملہ کر دیجئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں کہ انہیں ان کے مکانوں سے باہر نکال دیا جائے اور انہیں اچھی طرح جھنجوڑ دیا جائے کہ وہ بزدل ہو جائیں۔ جبریل علیہ السلام یہ خبر پہنچا کر واپس تشریف لے گئے۔

مدینۃ الرسول کی گلیوں میں گھوڑوں کے ٹاپوں سے گرد اٹھتا دکھائی دیتا تھا۔ مگر آدمی کوئی دکھائی نہ دیتا تھا۔ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لوگوں کو اطلاع دیدو جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم کا اطاعت کرے وہ عصر کی نماز بنو قریظہ میں پڑھے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرما کر لشکر کا امیر مقرر فرمایا۔ یہ محاصرہ ۱۵ روز تک رہا آخر یہود عاجز آ گئے اور دلوں پر رعب طاری ہو گیا۔ سعد بن معاذ کے فیصلہ پر قلعہ سے باہر آ گئے۔

(خلاصۃ الوفاء ص۲۶۵، راحت القلوب ص۱۲۵)

مزید مساجد مقدسہ

مدینۃ الرسول میں مندرجہ مساجد میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز ادا فرمانا ثابت ہے

(خلاصۃ الوفاء وفاء الوفاء)

مسجد بنی امیہ، مسجد التوبہ، مسجد فیفا، مسجد بنی حارثہ۔ مسجد بنی وائل، مسجد عتبان بن مالک، مسجد بنی جشجاشہ، مسجد الخربہ، مسجد بنی واقف، مسجد شیب، مسجد بنی عمر،

مسجد بنی اشیف ۔ مسجد المنارتین ۔ مسجد صدقۃ الزبیر ۔

مدینۃ الرسول سے باہر کی مساجد مقدسہ

جن میں دوران اسفار و غزوات حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی ۔

مسجد الشجرہ ۔ مسجد شرف الروحاء ۔ مسجد المنصرف ۔ مسجد المعرس ۔ مسجد عرق الظبیۃ ۔ مسجد الرویثہ ۔ مسجد ثنیۃ رکوبہ ۔ مسجد الاثابہ ۔ مسجد العرج ۔ مسجد القلعہ ۔ مسجد لحی جمل ۔ مسجد سقیا ۔ مسجد مدلجہ ۔ مسجد الرمادہ ۔ مسجد الابوار ۔ مسجد البیعنہ ۔ مسجدان بالجحفہ ، مسجد قدیہ ، مسجد حرہ ۔ مسجد خلیص ۔ مسجد بطن الظہران ۔ مسجد سرف ۔ مسجد تنعیم ۔ مسجد ذی طوی ۔ مسجد الصہباء ، مساجد غزوۂ تبوک ، مسجد الحدیبیۃ ، مسجد الجعرانہ ، مسجد بلیۃ ، مسجد الطائف ، مسجد شمران ۔

(خلاصۃ الوفاء ص ۳۲۵ تا ص ۳۳۵)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس کنوئیں

وہ مقدس کنوئیں جنہیں یہ شرف ملا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر تشریف لے گئے ۔ پانی پیا ، وضو فرمایا یا لعاب دہن ڈالا یا اس کا پانی منگوایا کافی مقدار میں ہیں تاہم مشہور اور تاریخی کنوئیں یہ ہیں ۔

بئر اریس

یہ مقدس کنواں مسجد قبا شریف کے قریب واقع تھا ۔ اس کنوئیں کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تشریف لائے ۔ اس سے پانی پیا اور بقیہ پانی مع لعاب دہن کے اس کنوئیں میں ڈالا پھر رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے پھر

واپس ہو کر یہیں وضو فرمایا۔ موزوں پر مسح فرما کر نماز ادا فرمائی۔ اریس ایک یہودی کا نام تھا یہ کنواں اسی کی ملکیت تھا۔ اسی مناسبت سے بئر اریس کہلایا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

ابو موسیٰ اشعری کی دربانی

۳۵۲۔ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں ایک مرتبہ گھر سے باوضو ہو کر چلا کہ آج سارا دن حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں بسر کروں گا۔ مسجد شریف میں پہنچ کر معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قبا کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ میں بھی مقدس قدموں کے نشانات پر پیچھے پیچھے چلا گیا۔

ابھی اس راہ سے گذرا ہے کوئی   بتاتی ہے تجلی نقشِ پا کی

معلوم ہوا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بئر اریس پر جلوہ فرما ہیں۔ بئر اریس چار دیواری میں گھرا ہوا تھا۔ میں داخل ہو کر دروازہ پر بیٹھ گیا۔ حضور علیہ السلام قضائے حاجت سے فارغ ہونے وضو فرمایا۔ میں نے سلام عرض کیا آپ اس وقت کنوئیں کی منڈیر پر اس حالت میں تشریف فرما تھے کہ پنڈلیوں پر سے کپڑا اونچا تھا اور مقدس پاؤں کنوئیں کے اندر لٹک رہے تھے۔ میں سلام عرض کرنے کے بعد واپس آ کر دروازہ پر دربان کی حیثیت سے بیٹھ گیا۔ (خلاصۃ الوفا ص۳۰، راحت القلوب ص۱۵۹)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت

سیدنا ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں میں دربانی کے فرائض انجام دے رہا تھا کہ اچانک کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا کون؟ جواب ملا ابو بکر صدیق۔ میں نے عرض کیا ٹھہریے میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر آتا ہوں۔ میں نے بارگاہ رسالت

میں عرض کی حضور صدیق اکبر دروازہ پر حاضر ہیں۔ اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے اندر بھی بلا لو اور جنت کی بشارت بھی سنا دو۔ میں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ خوشخبری سنائی تو آپ باغ کے اندر داخل ہو گئے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب کنوئیں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ (خلاصۃ الوفا ص۲۰ راحت القلوب ص۵۹)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ وسلم

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت

سیدنا ابو موسیٰ فرماتے ہیں۔ پھر کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا: میں نے پوچھا کون جواب ملا میں عمر بن خطاب ہوں۔ میں نے عرض کی حضرت ذرا انتظار فرمائیے میں آپ کے آنے کی اطلاع حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے دیتا ہوں۔ میں دربارِ رسالت میں حاضر ہوا عرض کی عمر بن خطاب دروازہ پر حاضر ہیں۔ اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں کیا حکم ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اُسے اندر بھی بلا لو اور جنت کی خوشخبری بھی سنا دو میں نے واپس آکر سیدنا فاروق اعظم سے یہ بشارت سنا دی۔ آپ اندر تشریف لے آئے حضور کی بائیں جانب کنوئیں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے (خلاصۃ الوفا ص۲۰ راحت القلوب ص۵۹)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت

ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں میں پھر واپس آکر دروازہ پر بیٹھ گیا۔ کسی نے دستک دی۔ میں نے پوچھا کون؟ جواب ملا عثمان بن عفان ہوں۔ اندر آنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی۔ واقعہ عرض کر دیا فرمایا اسے اندر بھی بلا لو اور جنت کی بشارت بھی سنا دو۔ اور اُن پر وارد ہونے والے فتنہ وفساد

سے بھی آگاہ کر دو۔ میں نے واپس آ کر بشارت سنادی۔ آپؐ اندر داخل ہوئے اور کنوئیں کی منڈیر پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے۔ کہ دائیں بائیں جگہ نہ تھی۔ سیدنا سعید بن مسیب فرماتے ہیں۔ بیئر اریس کی منڈیر پر اس طرح کی نشست گاہوں سے میں نے تاویل کی کہ ان مقدس شخصیتوں کی قبور بھی اس طرح ہوں گی۔

(خلاصۃ الوفاء ص۳۰، راحت القلوب ص۱، آثار المدینہ ص۲۴۲)

انگوٹھی کی گمشدگی

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی بھی اس بیئر اریس میں گری تھی۔ یہ مقدس انگوٹھی اولاً حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں رہی۔ پھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے پہنا۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے پہنا۔ ایک دن سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس بیئر اریس پر بیٹھے انگوٹھی اتار کر پھیر رہے تھے۔ کہ اچانک کنوئیں میں گر گئی۔ مسلسل ۳ دن تک تلاش جاری رہی مگر انگوٹھی نہ مل سکی۔ تمام پانی نکالا گیا۔ مگر ناکامی ہوئی۔ انگوٹھی کا گم ہونا تھا کہ فتنہ و فسادات کا آغاز ہوا۔ اس فقیر راقم الحروف کو جب ۱۹۶۲ء میں حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہوئی تو کنواں موجود تھا۔ البتہ پانی خشک تھا۔ منڈیر پہ پاؤں لٹکا کر بیٹھنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ اب یہ مقدس کنواں ختم ہو چکا ہے۔ اس کنواں کا محل وقوع مسجد قبا کے بالکل سامنے ہے۔ آج کل اس جگہ کھلا میدان ہے۔ قبا کے زائرین کی گاڑیاں یہیں رکتی ہیں۔ اسے بیئر خاتم بھی کہا جاتا ہے کہ مقدس انگوٹھی اس میں گم گئی تھی۔ یہ انگوٹھی چاندی کی تھی اس انگوٹھی پر تین سطروں میں لکھا ہوا تھا۔

فوائد

بیرِ اریس کے اس تفصیلی واقعہ سے مندرجہ ذیل فوائد معلوم ہوتے ہیں

(۱) اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت پر بھی اختیار دے رکھا ہے جسے چاہیں سند عطا فرمائیں۔ جیسے عشرہ مبشرہ کو نوازا۔

(۲) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بلا اجازت اندر داخل نہیں ہوا کرتے تھے جو کمال ادب کی دلیل ہے۔

(۳) محبوب کا انداز بھی محبوب ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کنوئیں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھے تو صحابہ کرام نے بھی یہی انداز اختیار کیا۔

(۴) بزرگوں کے حضور گھر سے ہی باوضو جانا چاہیئے۔ ابو موسیٰ اشعری گھر سے ہی باوضو نکلے تھے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیا محمد و علیٰ آلہٖ وصحبہ وسلم

بیرِ انا

۱۳۵۵۔ عبدالحمید بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کا محاصرہ فرمایا تو آپ نے یہاں پر خیمہ لگایا۔ یہاں کی مسجد میں نماز ادا فرمائی۔ اس کنوئیں کا پانی نوش فرمایا۔ (خلاصۃ الوفا ص۳۰۹)

بیرِ سیدنا انس رضی اللہ عنہ

۱۳۵۶ ابن زبالہ سیدنا انس بن مالک سے راوی ہیں کہ ایک موقعہ پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا تو آپ کے لیے اس کنوئیں سے پانی کا ڈول نکالا گیا اور

دودھ میں شامل کر کے (لسی کی شکل میں) پیش کیا گیا۔ آپ نے نوش فرمایا۔

۱۸۸۴۔ ابو نعیم سیدنا انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کنوئیں میں لعاب دہن ڈالا۔ مدینہ منورہ میں اس سے زیادہ میٹھا کوئی کنواں نہ تھا۔

(خلاصۃ الوفار ص۴۰۳)

بیئر اعواف

۲۸۵۸۔ سید عبداللہ بن عمر بن عثمان فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں وضو فرمایا۔ آپ کے وضو کا پانی بہہ کر اس کنوئیں کے اندر چلا گیا اور وضو کا پانی بہنے کی جگہ سبزہ اُگ آیا۔

(خلاصۃ الوفار ص۴۰۹)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم

بیئر اراب یا بیئر زمزم

۲۸۵۹۔ محمد بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیئر اراب پر تشریف لائے۔ یہ کنواں ان دنوں سعد بن عثمان کی ملکیت تھا۔ سعد بن عثمان سے ملاقات تو نہ ہو سکی۔ ان کے صاحبزادے عبادہ بن سعد موجود تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واپس تشریف لے جانے کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ آئے اور پوچھا کوئی آیا تو نہیں؟ بیٹے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اور ان کے مقدس حلیہ کا ذکر کیا تو باپ نے فوراً کہا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جاؤ زیارت کرو۔ بیٹا دربار نبوی میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرا اور دعا برکت فرمائی اور کنوئیں میں لعاب مبارک ڈالا۔ حضرت سعد بن عثمان نے بیٹے سے فرمایا۔ اگر مجھے یقین ہوتا کہ تم یہ کنواں نہ بیچو گے نہیں۔ تو میں اپنی قبر اسی میں بننے کو ترجیح دیتا۔ مورخ کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب

دہن کی برکت کا یہ عالم تھا کہ تمام اہل مدینہ اس کنوئیں سے تبرک حاصل کرتے تھے۔ بلکہ لوگ دور دور تک اس کنوئیں کا پانی پہنچاتے۔ اسی وجہ سے عوام کی زبان پر یہ پانی بھی زمزم ہی کہلاتا ہے لوگ اس کنوئیں کو بیر زمزم کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ (خلاصۃ الوفا ص ۲۱۱)

بیر بصہ

۳۶۰۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے اُحد اور ان کے بال بچوں کے ہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک دن تشریف لائے تو مجھے فرمایا: تیرے پاس بیری کے پتے ہیں کہ انہیں پانی میں ملا کر سر دھویا جائے۔ عرض کی حضور پتے حاضر ہیں۔ چنانچہ آپ بصہ کی طرف تشریف لائے۔ سر مبارک دھویا۔ اور سر کا دھوون بصہ میں ڈالا۔ ابن نجار فرماتے ہیں۔ یہ کنواں بقیع شریف کے قریب تھا۔ اس کی چوڑائی چھ یا سات ہاتھ تھی۔ (خلاصۃ الوفا ص ۲۱۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

بیر بضاعہ

۳۶۱۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں ایک مرتبہ بیر بضاعہ سے گذرا۔ وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے۔

۳۶۲۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں لعاب دہن ڈالا تھا اور اپنے ہاتھ سے مجھے اس کا پانی بھی پلایا تھا۔

۳۶۳۔ ابن زبالہ ابی اسیر سے روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنوئیں کے لیے دعا برکت فرمائی۔ محمد کہتے ہیں اہل مدینہ میں سے جب کوئی بیمار ہو جاتا تو کہتا مجھے بیر بضاعہ سے غسل کرا دو۔ چنانچہ غسل کے بعد وہ صحت یاب ہو جاتا۔ حضرت اسماء

بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ہم بیماروں کو بیر بضاعہ کے پانی سے مسلسل تین دن نہلاتے تو اللہ کے فضل وکرم سے بیمار صحت یاب ہو جاتے۔ یہ کنواں احد شریف کی طرف جاتے ہوئے شامی دروازہ سے باہر دروازہ کے متصل باغ جمل اللیل میں تھا۔

(خلاصۃ الوفار ص۲۱۲، راحت القلوب ص۱۹۳)

مدینہ منورہ کے ایک باسی کی وساطت سے مجھے اس جگہ کی حاضری کا شرف نصیب ہوا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و علی اٰلہ وصحبہ وسلم

بیر جاسوم

۲۹۴۔ ابن شیبہ ابن زبالہ خالد بن رباح سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیر جاسوم سے پانی نوش فرمایا اُسے بیر ابوہثیم بھی کہا جاتا ہے۔

۲۹۵۔ زید بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ نے بیر جاسوم سے پانی پیا۔ ہثیم بن نصر اسلمی کہتے ہیں۔ مجھے عرصہ تک حضور علیہ السلام کی غلامی کرنے کا شرف حاصل رہا۔ میں بیر جاسوم سے پانی لایا کرتا تھا۔

(خلاصۃ الوفار، ص۲۱۲)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد وعلی اٰلہ وصحبہ وسلم

۲۹۶۔ ابوسعید جو بیر بضاعہ کے مالک تھے ـــــــ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ ہمارے باغ میں پھل نہ آیا۔ حضور سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ کمی ہو تو یہ کہو "بسم اللہ جیبی رسول اللہ" میں نے یہ کلمہ کہا تو آواز آئی۔ خدا کے لیے حضور کے ہاں نہ پہنچا دیتے۔ آئندہ کبھی تمہارے باغ میں نہیں آؤں گا۔ تم آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو۔ ابو اثیر نے پورا واقعہ حضور سے عرض کیا، فرمایا، جھوٹا سچی بات کر گیا۔ (راحت القلوب ص۱۹۴)

بیرِ جمل

۴۶۷۔ ابن زبالہ عبداللہ بن رواحہ اور اسامہ بن زید سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیر جمل پر تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے آپ نے وضو فرمایا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضو سے فارغ ہوئے۔ تو ہم نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا بتاؤ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کس طرح فرمایا۔ حضرت بلال نے فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور پاؤں پر مسح کیا۔ (خلاصۃ الوفار صـ۳۱۳)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

بیرِ حاء

" حاء کسی مرد یا عورت کا نام تھا۔ اسی کی طرف منسوب تھا "

۴۶۸۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مدینۃ الرسول ؐ کے انصار میں سے مالی لحاظ سے سیدنا ابوطلحہ آگے تھے۔ آپ کا ایک باغ تھا جو انہیں بہت پیارا تھا۔ یہ باغ بیرِ حاء کے نام سے مشہور تھا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں تشریف لاتے۔ پانی نوش فرماتے سایہ میں آرام فرماتے۔ جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی تھی۔

آیت۴۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔

"ہرگز بہتری نہ پاؤ گے جب تک کوئی محبوب شئے خدا کی راہ میں خرچ نہ کرو"

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر اس باغ کا صدقہ پیش کر دیا۔ کہ محبوب تھا۔ مجھے ایک مدنی دوست نے بتایا کہ یہ کنواں باب مجیدی کے بالکل سامنے اصطفیٰ منزل کی جگہ پر تھا۔ (خلاصۃ الوفار صـ۳۱۴، راحت القلوب صـ۱۶۴)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

بیئر ذرع

۲۹۹۔ ابن زبالہ فرماتے ہیں، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ بنی خطمہ کے ہاں تشریف لائے۔ اور ایک بڑھی اماں کے گھر نماز ادا فرمائی۔ پھر بنی خطمہ کی مسجد میں تشریف لائے۔ پھر ان کے کنوئیں پر بہ گئے۔ جو مسجد کے صحن میں تھا۔ اس سے وضو فرمایا اور لعاب دہن ڈالا۔ (خلاصۃ الوفار ص۲۱۳)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وعلیٰ الہ وصحبہ وسلم

بیئر رومہ

۳۰۰۔ یہ کنواں مسجد قبلتین کے شمالی جانب وادیٔ عقیق میں واقع ہے۔ اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نعم القلیب قلیب المزنی

بہترین کنواں مزنی کا کنواں ہے

مزنی اور رومہ ایک ہی بات ہے۔ مزنی بنی غفار سے تعلق رکھتا تھا۔ اور اس کا پانی قیمتاً بیچا کرتا تھا۔ آج کل یہ کنواں بیئر عثمان رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہے۔ مدینہ منورہ سے قریباً ۳ میل دور ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو تکلیف ہوئی کہ دوسرے کنوؤں کا پانی اچھا نہ تھا۔ اور یہ مالک گراں قیمت پر مسلمانوں کو پانی دیتا تھا۔ حضور سید عالم ؐ نے فرمایا، جو شخص بیئر رومہ کو خریدے گا۔ وہ جنت پائے گا۔ سیدنا عثمان غنی رضؓ نے اولاً اس کا نصف بارہ ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں پر وقف کر دیا۔ طے ہوا کہ ایک دن مسلمان پانی لیں گے اور دوسرے دن کفار۔ چنانچہ مسلمانوں نے اپنے دن میں دو دن کا پانی لینا شروع

کر دیا۔ تو وہ گھبرا گیا۔ کہ اس طرح سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا۔ باقی حصہ بھی آٹھ ہزار درہم میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو فروخت کر دیا۔

۲۷۸۔ بغوی نے بشیر اسلمی سے ایک دوسری روایت یہ بیان کی ہے۔ کہ یہ کنواں بنی غفار کے ایک شخص کی ملکیت تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: یہ کنواں جنت کے بدلہ میں ہمیں دے دو۔ اس نے معذرت کی کہ میرے بال بچوں کا گذارہ اسی پر ہے جب یہ اطلاع سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ نے ۳۵ ہزار درہم میں خرید کر وقف کر دیا۔ جب حملہ آوروں نے حضور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا تو آپ نے انہیں مخاطب ہو کر فرمایا تھا تم جانتے ہو۔ میں نے ایک وقت بیرِ رومہ گراں قیمت پر خرید کر مسلمانوں پر وقف کر دیا تھا۔ تمہیں یہ معلوم نہیں ہیں نے جیش عسرہ کے موقعہ پر بہت ساماں پیش کیا تھا مگر حملہ آوروں کے دلوں پر کوئی اثر نہ ہوا۔ (خلاصۃ الوفا رص ۲۱۵، راحت القلوب ص ۱۶۳)

اس کے بند ہو جانے کے بعد ۸۵۰ھ میں قاضی شہاب الدین احمد نے پھر اس کی تجدید کرائی اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بشارت کا مستحق قرار پایا۔

من حفر بئر رومہ فلہ الجنہ

جو شخص بیرِ رومہ کو کھودے گا اس کے لیے جنت ہے

اب اس کنوئیں میں پانی خشک ہے۔ کنوئیں کی شکل موجود ہے۔ عوام و خاص زیارت کے لیے حاضری دیتے ہیں۔ اس میں ٹیوب ویل لگا ہوا ہے۔ کسی وقت یہاں نہایت خوبصورت چڑیا گھر بنا ہوا تھا۔ عمدہ قسم کی گائیں بھی تھیں۔ فارم کی طرز پر خوبصورتی تھی۔ مگر اب وہاں کنوئیں کے سوا کوئی دوسری شئے نہیں ہے۔

باوردی چوب دار خدام

اسی سال ۱۹۷۰ء میں اس مقدس کنوئیں کی زیارت شیخ المحدثین علامہ سید احمد سعید کاظمی

کی معیت میں نصیب ہوئی۔ دروازہ پر پہنچے تو کھجوروں کے لمبے لمبے درخت جن کی چوٹیاں تو ہری ہیں مگر جڑوں سے چوٹی تک خشک شاخوں سے تنے ڈھنپے ہوئے ہیں اور عام درختوں کی نسبت یہ پودے مختلف دکھائی دیتے ہیں۔ میں نے عرض کی حضرت یہ لمبے لمبے قدآور چوبدار خدام اپنی خاص وردی میں سر پر سبز ٹوپی پہنے اپنے آقا و مولیٰ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مقدس کنوئیں کا پہرہ دے رہے ہیں۔ حضرت میری اس بات پر بہت خوش ہوئے اور بار بار تحسین فرمائی۔ وصلی اللہ تعالیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم۔

بیر السقیا

۲۷۲۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کنوئیں سے پانی لایا جارہا تھا۔ اس کنوئیں کا پانی نہایت میٹھا تھا۔ (خلاصۃ الوفار ص۳۱۶)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

بیر ابی عنبہ

۲۷۳۔ ابن سعد فرماتے ہیں غزوہ بدر کے موقعہ پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر سمیت یہاں مختصر قیام فرمایا۔ اور یہ کنواں مدینہ منورہ سے ایک میل کی مسافت پر ہے۔

(خلاصۃ الوفار ص۳۱۷)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

بیر العہن

مطری ابن زبالہ مورخین مدینہ منورہ نے اس مقدس کنوئیں کا بھی ذکر کیا ہے۔

خلاصۃ الوفار میں جہاں مقدس کنوؤں کا ذکر ہے وہاں اس مقدس کنوئیں کا بھی ذکر ہے حضور

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں وضو فرمایا۔ یہ قبا کے شرقی جانب باغ میں واقع تھا۔ مطری کہتے ہیں۔ یہ کنواں عوالی میں تھا۔ اس کے قریب بیری کا درخت تھا اس کا پانی بھی میٹھا تھا۔

(خلاصۃ الوفا ص۳۱۷، راحت القلوب ص۱۶۵)

بیئر القراضہ

۴۷۴۔ ابن زبالہ جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ جب ان کے والد کا وصال ہو گیا تو قرض خواہوں نے اپنے اپنے قرض کا مطالبہ کیا۔ آپ فرماتے ہیں میں نے قرض خواہوں سے کہا، آپ بیئر القراضہ لے لیں۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ (شاید اس کی مالیت کم تھی) یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ اس جگہ تشریف لائے۔ اس کنوئیں میں لعاب دہن ڈالا۔ اور دعاء برکت فرمائی۔ اس سال اس پانی کی برکت سے یہاں کے پھلوں میں کئی گنا اضافہ ہوا۔ اب ان پھلوں سے قرض خواہوں کو ادائیگی کر دی گئی۔ (خلاصۃ الوفا ص۳۱۹)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلم

بیئر القریضہ

۴۷۵۔ ابن زبالہ سعد بن حرام حارث بن عبید سے روایت کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنوئیں سے وضو فرمایا۔ پانی پیا۔ لعابِ دہن ڈالا۔ یہ کنواں مدینۃ الرسول کی مشرقی جانب واقع تھا۔ (خلاصۃ الوفا ص۳۱۹)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

بیئر ذروان

یہ وہ مشہور کنواں ہے جس میں لبید بن عاصم کی بیٹیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

بال مبارک لے کر جادو کر کے دبا دیے تھے۔ جس کا اثر طبع انور پر یہ ہوا کہ ایک کام فرما کر وفات فرماتے۔ فلاں کام کر لیا گیا ہے۔ آپ آرام فرما رہے تھے کہ دو فرشتے حاضر ہوئے۔ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے۔ حضور کی طبیعت کیسی ہے؟ دوسرے نے جواب دیا۔ لبید بن عاصم کی لڑکیوں نے جادو کیا ہے۔ پہلے نے کہا کیسے اور کہاں؟ دوسرے نے کہا بالوں میں جادو کیا گیا ہے۔ بیر ذروان میں پتھر کے نیچے دبا دیے گئے ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ وسلم نے سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور وہ بال نکال لیے گئے بعض لوگوں نے اس روایت کا بھی انکار کر دیا۔ کہ نبی پر جادو ہو ہی نہیں سکتا۔ گویا انہوں نے جادو کو نبوت کے منافی سمجھا اگر بیماری زخم تکلیف نبوت کے منافی نہیں تو جادو کیسے ہو گیا۔ بات یہ تھی لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جادوگر کہتے تھے۔ لبید اور اس کی بچیوں نے تجربہ کیا۔ کہ پتہ کریں یہ جادوگر ہے یا نبی۔ تو جادو کیا جادوگر پر جادو کا اثر نہیں ہوتا۔ اگر یہ معمولی اثر نہ ہوتا تو وہ سمجھ جاتے۔ یہ جادوگر ہے اثر اس لیے ہو گیا کہ پتہ چل جائے کہ یہ نبی ہے جادوگر نہیں ہے۔

بیر الیسیرہ

۲۷۶ ابن زبالہ سعد بن عمر سے راوی ہیں۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بنی اُمیہ بن زید کے ہاں تشریف لائے۔ اور اُن کے کنوئیں پر ٹھہرے۔ ان سے دریافت فرمایا۔ اس کنوئیں کا نام کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی "عسیرہ" حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کا نام عسیرہ نہیں بلکہ یسیرہ ہے۔ عسیرہ عُسر سے ہے جس کا معنی مشکل تنگی و قت کا ہے۔ یسیرہ یُسر سے ہے۔ جس کے معنی آرام و راحت کے ہیں۔ (خلاصۃ الوفا صـ۳۱۹) گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نام تبدیل کر کے ان کی زندگی میں تبدیلی فرما دی۔ ان کی تنگی کو فراخی میں، دُکھ کو سکھ میں پریشانی کو سکون میں بدل دیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا۔ نام اچھے

مٹھے جائیں۔ کہ ناموں میں بھی تاثیر ہوتی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہ وسلم

بیرِ غُرس

یہ مسجد قبا شریف کی شرقی جانب قریباً آدھ میل کے فاصلے پر ہے۔ غُرس ان مقامات کا نام ہے۔ جو اس کے گردا گرد ہیں۔ موضع قربان جو مدینہ منورہ کا مشہور مقام ہے وہاں واقع ہے۔ اومنی بسیں تھوڑی تھوڑی دیر بعد موضع قربان قباء کی جانب چلتی رہتی ہیں۔

۳۷۷۔ ایک دن حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے آج رات بہشت کے کنوؤں میں سے ایک پر صبح کی ہے۔ آپ صبح کو بیرِ غُرس پر تشریف لے گئے۔ وہاں وضو فرمایا اور لعابِ مبارک ڈالا۔

یہ کنواں بنی خنظلہ کی قبور کے قریب تھا۔

۳۷۸۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیرِ غُرس سے مجھے پانی لادو۔ آپ فرماتے ہیں۔ مَیں نے خود دیکھا حضورؐ نے اس کنوئیں سے پانی نوش فرمایا ہے۔ اور وضو بھی کیا۔

۳۷۹۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا، میرے انتقال کے بعد مجھے بیرِ غُرس کے پانی کے سات مشکیزوں سے جو پورے بھرے ہوں سے غسل دینا۔ یہ کنواں سعد بن خثیمہ کی ملکیت تھا۔ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حسبِ وصیت حضور علیہ السلام کو اسی کنوئیں کے پانی سے غسل دیا گیا۔ ۳۸۰

۳۸۱۔ سعد بن رقیس فرماتے ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنوئیں سے وضو فرمایا اور وضو سے بچا ہوا پانی اسی کنوئیں میں ڈال دیا۔ ۸۸۰ھ تک یہ کنواں جاری رہا۔ (خلاصۃ الوفاء صـ۲۱۳، راحت القلوب صـ۱۶۱) مجھے ۱۹۶۹ء میں اس کنوئیں کی زیارت نصیب

ہوئی۔ ان دنوں بارش کا پانی اس میں جمع تھا۔ وہی حاصل کیا۔ اور لطف اٹھایا۔ و للہ الحمد

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسولؐ کی مقدس وادیاں

یوں تو مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب وجوار میں بہت سی وادیاں ہیں۔ تاہم اس زمانہ سے لے کر آج تک جن کا نام مؤرخین مدینۃ الرسول بیان کرتے آئے ہیں وہ یہ ہیں۔

وادیِ عقیق

۲۸۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے، آپ فرماتے ہیں، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے۔ رات میرے پاس آنے والا آیا اور اس نے کہا اس وادی مبارک میں نماز پڑھیئے۔

۲۸۳ ابن شیبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ وادی عقیق مبارک ہے۔

۲۸۴ ابن زبالہ عامر بن سعید سے روایت کرتے ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر وادی عقیق تشریف لے گئے۔ پھر واپس آئے۔ تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ عائشہ ہم وادی عقیق گئے تھے۔ بڑا نرم مقام ہے اور پانی بڑا ٹھنڈا ہے۔

۲۸۵ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وادی عقیق گئے۔ تو آپ نے فرمایا انس لوٹا لے۔ اور اس وادی کے پانی کا بھر لے۔ اس وادی کو ہم سے پیار ہے اور ہمیں اس سے۔

۲۸۶۔ حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں۔ میں شکار کیا کرتا تھا۔ اور گوشت بطور ہدیہ حضور علیہ السلام کو پیش کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میں دیر سے حاضر ہوا تو فرمایا سلمہ کہاں چلے گئے تھے عرض کی۔ اس بار شکار کے لیے دور نکل گیا تھا۔ تو فرمایا اگر تو وادی عقیق میں شکار کے لیے

جاتا۔ تو میں بھی ساتھ ہولیتا۔ وادی عقیق دو حصوں میں منقسم ہے۔ وادی عقیق کبیر، وادی عقیق صغیر، مسجد قبلتین، مدینہ یونیورسٹی، بیئر عثمان رضی اللہ عنہ یہ مقامات بھی وادی عقیق میں ہی ہیں۔

وجہ تسمیہ

عقیق ہر اس جگہ کو کہا جاتا ہے۔ جس سے سیل کا گذر ہو اور پانی اس میں شگاف پیدا کر دے۔

بلاد عرب میں چار مشہور وادیاں ہیں۔ ان سب کو عقیق کہا جاتا ہے۔ شیخ سمہودی فرماتے ہیں۔ اس جگہ تبع اول حمیری گذرا تھا تو اس نے کہا۔ ھذا عقیق الارض۔

(آثار المدینہ صفحہ ۲۲، خلاصۃ الوفاء صفحہ ۳۳۶)

نذرانۂ عقیدت

ہاں ہاں رہِ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ
او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے
اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاکِ پاک
حسرت ملائکہ کو جہاں وضع سر کی ہے
واروں قدم قدم پہ کہ ہر دم ہے جانِ نو
یہ راہ جانفزا میرے مولا کے در کی ہے

(اعلیٰحضرت بریلوی قدس سرہٗ)

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم
اس خاک پہ قرباں دلِ شیدا ہے ہمارا
خم ہوگئی پشت فلک اس طعن زمیں سے
سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

وادیِ بطحان

مسجد غمامہ کی غربی جانب کا سبھی علاقہ وادی بطحان کے نام سے متعارف ہے۔
یہ وادی بالشونیہ سے لے کر مساجد فتح کی غربی جانب تک پھیلی ہوئی ہے۔

۴۲۰۔ ابن شیبہ اور بزاز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان بطحان علی ترعۃ من ترع الجنۃ

بطحان جنت کی زمینوں میں سے ایک ہے

وادی بطحان کا کچھ حصہ وادی رانونار سے جا ملتا ہے۔ وادی بطحان کے انتہا سے زغابہ کا آغاز ہو جاتا ہے۔ محلہ ذی حدر جمار بھی ملتے ہیں۔ (آثار المدینہ ص۲۳۲، خلاصۃ الوفا ص۲۴۲)

وادی رانونا

اسے وادی رانون بھی کہا جاتا ہے۔ ابن زبالہ کہتے ہیں وادی رانونا سیدنا عبداللہ عثمانی اور حرہ کا درمیانی علاقہ ہے۔ وادی رانونا اور وادی بطحان دارالشواتر کے قریب مل جاتی ہے۔ یہ علاقہ قبیلہ بنی زریق سے آباد تھا۔ یہ وادی باغات، سبزیوں، پھلوں، گھاس، ہریالی سے بھری ہوئی تھی۔ (خلاصۃ الوفا ص۳۳۳)

پوری آبادی بند سے لے کر بنجر تک بلند شاداب زمین سے بھری ہوئی تھی ایسا معلوم ہوتا ہے پوری وادی جنت ارضی میں تبدیل ہو گئی ہے۔ اس بند کی تجدید ملک مظفر ملکان عبدالعزیز خان اور شیخ حرم خالد پاشا کے عزم وہمت کی مرہون منت ہے جسے صالح محمد حماد نے ۱۳۵۹ھ میں اپنی نگرانی میں تعمیر کرایا۔ اس بند کو بنانے والے ازمیری ہیں۔
(آثار مدینہ منورہ مولفہ عبدالقدوس انصاری ص۱۳۳)

وادی قناۃ

یہ وادی مدینۃ الرسول ﷺ کی شرقی جانب واقع ہے۔ اس نام سے اس وقت موسوم ہوئی جب تبع اول حمیری یہاں آیا تو اس نے کہا ھذا قناۃ الارض یہ وادی حرۂ شرقیہ سے گزرتی ہے۔ قناۃ لغت میں گہری زمین ہے جس میں پانی بہتا ہو (جیسے نہر) وادی قناۃ بعض اہل مدینہ کی زبان پر سیل سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بھی مشہور ہے۔ اس کے قرب وجوار میں کئی ایک سدیں ہیں جو دولت عثمانیہ کی یادیں ہیں، ۱۱۹۰ھ و ۱۳۲۷ھ میں چار مرتبہ شدید طغیانی آئی۔ یہاں تک کہ لوگوں کو ڈوبنے کا خطرہ ہوا مگر اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا۔ مدینہ منورہ سے اس وادی کے قریبی مکانات تک پہنچنے کے لیے قریباً آدھ گھنٹہ کا سفر ہے۔

(آثار مدینہ ص ۲۲۷، خلاصۃ الوفا ص ۳۴۲)

وادی مذینب

مدینۃ الرسول ﷺ سے قریباً سات میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جبل اغوات کے سامنے سے شروع ہوتی ہے فرغابر میں پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے۔ یہ وادی مدینہ منورہ کے مشہور یہودی کعب بن اشرف کے قلعہ کے شرقی جانب واقع ہے۔ اس وادی میں بنو نضیر آباد تھے۔ انہوں نے اس وادی کو آباد کیا۔ قوم عمالقہ کے بعد یہی اس وادی میں کھیتی باڑی کا سبب بنے۔ جب بنی نضیر نے غزوہ بدر میں غدر کیا تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہیں سے جلا وطنی کا حکم دیا تھا۔ (آثار المدینہ ص ۲۲۴)

صاحب خلاصۃ الوفا فرماتے ہیں مذینب وادی بطحان کا ہی حصہ ہے کہ وہ بنی امیہ کے باغ سے ہوتی ہوئی یہیں مدغم ہوتی ہے پھر آگے کئی حصوں میں منقسم ہو جاتی ہے۔ فرماتے ہیں ہمارے زمانہ میں یہ وادی حرہ شرقیہ سے نکل کر بنو قریظہ کے مکانات تک جا پہنچی

تھی۔ (خلاصۃ الوفار ص ۳۴۳)

وادی مہروز

یہ آبادی حرہ واقم سے شروع ہوتی ہے۔ ابن شیبہ کہتے ہیں یہ وادی حرہ واقم کے شرقی حصہ سے شروع ہوتی ہے۔ بنو قریظہ تک چلتی ہے۔ اس کے دو حصے ہو جاتے ہیں ایک تو وادی مذینب سے جا ملتا ہے دوسرا بنی حبلہ کے علاقہ سے اس کا وہ حصہ جو مذینب سے جا ملتا ہے۔ یہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ مشربہ ام ابراہیم سے جا ملتے ہیں۔

مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس باغات

مدینۃ الرسولؐ میں یوں تو بہت سے باغات ہیں مگر جن باغات کو مدینہ منورہ نے اپنے اندر سمو لیا ہے ان میں سر فہرست سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا باغ ہے۔ جو اس دورِ مقدس سے آج تک زیارت گاہ عوام و خواص بنا ہوا ہے۔ اس مقدس باغ کے ساتھ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سیدنا فارسی رضی اللہ عنہ کے عشق و محبت اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت کا بھی ذکر ہو جائے۔ اس ذکر سے قارئین کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ محبوب و مطلوب تک پہنچنے کے لیے کسقدر دشوار گذار وادیوں کو عبور کرنا ہوتا ہے۔

خاندانی تعارف

سلمان آپ کا نام ہے۔ ابو عبداللہ کنیت فارس کے ایک قصبہ جیؔ کے رہنے والے تھے۔ خاندانی طور پر شاہان فارسی سے ملتے تھے۔ آپ کی عمر کے بارہ میں مختلف روایات ملتی ہیں اس پر سبھی متفق ہیں کہ اڑھائی سو سال سے بہر حال زیادہ ہے بعض اہل سیر نے تو ساڑھے تین سو سال عمر بتائی ہے اور کہتے ہیں آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں

کا زمانہ پایا ہے۔

اپنی داستان اپنی زبانی

۲۸۸۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اپنی کہانی اپنی زبانی مجھے یوں بیان کی کہ میرا والد بستی جیّ کا نمبردار تھا۔ میری محبت اور نگہداشت میں خاصی حفاظت کرتا تھا۔ فرماتے ہیں ہم مجوسی تھے میرے والد نے مجھے آتش کدہ کی نگرانی سپرد کر رکھی تھی اور حکم تھا کہ یہ آگ بجھنے نہ پائے۔ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ مجھے باہر کھیتوں کی نگہداشت کے لیے بھیجا گیا اور ساتھ ہی تاکید کی کہ بہت جلد واپس آنا ہے۔ مَیں ایک گرجا کے قریب سے گزرا تو اُن کی دُعا ہو رہی تھی۔ ان دعائیہ کلمات نے میرے دل پہ اثر کیا۔ مَیں نے یقین کر لیا کہ یہ عقیدہ ہمارے عقیدہ سے بہتر معلوم ہوتا ہے۔ مَیں نے ان لوگوں سے گفتگو میں دلچسپی لی۔ متعدد سوالات کئے۔ گھر پہنچنے میں دیر ہو گئی میرے والد نے تلاش کے لیے آدمی دوڑائے۔ گھر پہنچا تو والد نے دیر سے آنے کا سبب پوچھا۔ مَیں نے صاف صاف بات کہہ دی۔ والد نے مجھے ہر طریقہ سے سمجھایا کہ ہمارا دین صحیح ہے حق ہے باقی ادیان باطل ہیں۔ مَیں سُنتا رہا۔ مگر باپ کی ساری تقریر نے دل پہ اثر نہیں کیا اور کہہ دیا اباجی سچ تو یہ ہے۔ دین نصرانیت حق ہے۔ بس پھر کیا تھا مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ دکھوں کا آغاز ہو گیا۔

ہجرت سلمان رضی اللہ عنہ

سیدنا سلمان فرماتے ہیں۔ میرے اس فقرہ سے کہ عیسائیت حق ہے۔ میری آزمائش کا دَور شروع ہو گیا۔ مجھے کمرہ میں بند کر دیا گیا۔ گھر سے باہر جانے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ پاؤں میں بیڑیاں پہنا دی گئیں۔ اب میرے لیے اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا

کہ کسی دکسی طریقہ سے یہاں سے نکل جاؤں۔ مَیں نے خفیہ طور پر عیسائیوں سے رابطہ قائم کر لیا اور انہیں کہا کہ جب کوئی قافلہ شام کو جائے تو پتہ دینا۔ ایک قافلہ کے ساتھ نکل بھاگنے کا اتفاق ہو گیا۔ شام جا کر پوچھا کہ یہاں بڑا عالم کون ہے؟ لوگوں کے بتانے پر مَیں اس بڑے پادری عالم کے پاس پہنچ گیا اور اپنی ساری داستانِ سرگزشت سنا دی۔ درخواست کی کہ مجھے اپنے پاس رکھ کر دین سکھائیں۔ اس عالم نے مجھے اپنے پاس رہنے کی اجازت دے دی۔ آپ فرماتے ہیں مَیں دیر تک اس کے پاس رہا مگر وہ عالم اچھا ثابت نہ ہوا۔ جو کچھ وہ لوگوں کو کہتا تھا خود نہیں کرتا تھا۔ حریص تھا۔ طامع تھا۔ خائن تھا۔ اس کے مرنے پر لوگوں کو معلوم ہوا۔ اس کے پاس سات مٹکے اشرفیوں سے بھرے ہوئے ہیں، تو لوگوں نے اس کی تجہیز و تکفین سے انکار کر دیا۔ اس کی میت کو سولی پر چڑھا کر لٹکا دیا۔ اس کی جگہ پر دوسرے عالم کو بٹھا دیا۔ جو نہایت عابد، زاہد، متقی تھا۔ شب زندہ دار تھا۔ مجھے اس عالم سے اس قدر محبت ہوئی کہ پہلے کسی سے نہ ہوئی تھی۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا۔ تو مَیں نے اس سے کہا کہ مجھے بتا دو کہ آپ کے بعد کس کی خدمت میں حاضری دوں۔ مذہبی معاملات و مسائل میں کس سے راہنمائی حاصل کروں۔ اپنی روحانی پیاس بجھانے کے لیے کس چشمہ کی طرف رُخ کروں۔ اس نے کہا موصل کے فلاں عالم کے پاس پہنچ جانا۔ چنانچہ وہاں پہنچا۔ ایک عرصہ وہاں رہا۔ خدمت کی۔ انہوں نے اپنی موت کے موقعہ پر مجھے وصیت کی کہ مَیں ان کے بعد نصیبین کے فلاں عالم کی طرف جاؤں۔ چنانچہ وہاں حاضر ہوا کافی عرصہ رہا۔ خدمت کی۔ آخر آپ کی وصیت کے مطابق شہر عموریہ کے ایک عالم کی خدمت میں پہنچا۔ جب ان کی موت کا وقت آیا۔ تو مَیں نے اپنی سرگزشت سنا کر پوچھا۔ آپ فرمائیں۔ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے؟ کہاں جانا چاہیئے؟ کس سے ملوں؟ کون گلے لگائے گا؟ کون پیاس بجھائے گا؟ دیر ہو گئی تھک گیا ہوں۔ مطلوب نہیں مل سکا۔

سرزمین عرب میں نبی کا ظہور

مرتے ہوئے اس عالم نے بتایا میری نظر میں اس وقت کوئی ایسا راہنما نہیں جو تجھے صحیح راستے پر چلا سکے۔ البتہ میری معلومات تحقیقہ کے پیش نظر آخر الزمان پیغمبر کے ظہور کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ صحرائے عرب میں اس کا ظہور ہوگا۔ اس کا دین دینِ ابراہیمی ہوگا۔ وہ ایک کھجوروں کے علاقہ کی طرف ہجرت کرے گا اگر تم سے ہمت ہو سکے، سفر طے کر سکو، محبوب و مطلوب کے متلاشی ہو تو اس تک پہنچنے کی کوشش کر لینا، وہ تمہارے سبھی دکھوں کی دوا ہے۔ تمہارے سب مرضوں کا علاج ہے۔ تمہاری پریشانیوں کا سکون ہے۔ وہی ہے جو تمہارے غموں کا مداوا ثابت ہوگا۔

علامات

اس پادری نے سیدنا سلمان فارسی سے کہا اگر ان میں یہ علامات پائی جائیں تو یقین کر لینا وہی رسولِ موعود ہیں۔

(۱) وہ صدقہ کا مال نہیں کھائیں گے۔

(۲) وہ ہدیہ قبول کریں گے

(۳) نخلستانی علاقہ کی طرف ہجرت کریں گے۔

(۴) دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔

جب تم تسلی کر لو کہ یہ چاروں نشانات ان کے اندر پائے جاتے ہیں تو یقین کر لینا کہ یہی وہ نبی موعود ہیں۔ یہی وہ رسولِ آخر ہیں۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پادری مجھے یہ نصیحتیں کرنے کے بعد فوت ہو گیا۔ میں متلاشی رہا کہ مجھے کوئی قافلہ مل جائے جو سرزمین عرب میں لے جائے۔ فرماتے ہیں۔ میرے پاس گائیں بکریاں جمع ہو گئی تھیں

اتفاق سے قافلہ بھی مل گیا۔ میں نے کہا یہ سارا مال تمہیں دے دوں گا۔ مجھے اپنے ساتھ عرب لے چلو۔ بات طے ہو گئی۔ مگر میرے ساتھ سلوک یہ ہوا کہ اس قافلہ نے مجھے غلام بنا کر وادی قری کے ایک یہودی کے ہاتھ بیچ دیا۔ جب اس یہودی کے ساتھ آیا تو مجھے محسوس ہوا۔ شائد یہی وہ سرزمین ہے جس کے متعلق مجھے بتایا گیا ہے۔ اس تذبذب میں تھا کہ یہودی نے بنو قریظہ کے دوسرے یہودی کے ہاتھ بیچ دیا۔ یہ یہودی مجھے سرزمین مدینۃ الرسول میں لے آیا۔ باغات دیکھے۔ کھجوریں مشاہدہ کیں۔ دل نے یقین کر لیا، نخلستان تو پہنچ گیا ہوں۔

بھڑک جاتی ہے جب یہ آگ تو بجھنے نہیں پاتی
چراغِ عشق جل جاتا ہے تو بجھنے نہیں پاتا

حتی قدمت المدینۃ فواللہ ماھو الا ان رایتھا فعرفتھا بالصفۃ صاحبی و ایقنت انھا ھی البلدۃ التی وصفت لی۔

جب میں مدینۃ الرسول پہنچا تو اللہ کی قسم میں نے دیکھتے ہی پہچان لیا۔ یہ وہی مقدس شہر ہے۔ یہی محبوب نگر ہے جس کے متعلق مجھے بتایا گیا تھا۔

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ دیارِ محبوب میں پہنچنے تک میں دس بار بکا اور میرے خریداروں نے بڑی بے رغبتی لا پرواہی سے چند ٹکوں میں خریدا۔

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
تو نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

کھوٹے سکوں اور چند درہموں میں خریدنے والوں کو کیا خبر تھی یہ کون ہے اس کی قیمت کیا ہے۔ انہیں کیا خبر تھی کہ یہ چند دنوں بعد ہی کسی بازارِ عشق و محبت میں خریدا جانے والا ہے۔ انہیں کیا خبر تھی اس کے خریداروں میں سیاج لا مکاں حصہ لینے والے ہیں۔ انہیں کیا خبر تھی۔ اس کی قیمت کتنی پڑنے والی ہے۔ سیدنا سلمان فارسی کے ان خریداروں نے

نے وہی منظر پیش کیا جس کا ذکر قرآنِ مقدس فرماتا ہے۔

آیت ۲۰ ر۔ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ

انہوں نے چند کھوٹے سکوں کے بدلہ میں بیچ دیا

فرماتے ہیں۔ مَیں اپنے یہودی مالک کے باغ میں کام کرتا رہا۔ وقت آیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ آپ ہجرت فرما کر مدینۃ الرسولؐ میں پہنچ گئے۔ مَیں درخت پر شاخوں کی کانٹ چھانٹ کر رہا تھا۔ میرا مالک نیچے بیٹھا تھا۔ میرے مالک کا ایک رشتہ دار آیا۔ اس نے کہا۔ اللہ تعالیٰ انصار کو غارت کرے۔ قبا کے اندر کسی شخص کو رسول و نبی مانے بیٹھے ہیں۔ وہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے یہاں آیا ہے۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اس یہودی کی آواز میرے کانوں میں پڑی، تو مجھ پر وجد طاری ہو گیا۔ جسم میں اس قدر لرزہ ہوا کہ مجھے خطرہ ہوا کہیں نیچے نہ گر پڑوں۔ یہودی آپ کی اس حالت پر سخت متعجب تھا۔ آپ کی زبان پر بار بار وجدانی کیفیت سے یہ شعر جاری تھا۔

؎ اخلاّئی لا واللہ ما انا متکما

اذا علم من آل لیلیٰ بدا لیا

میرے دوستو خدا کی قسم اب مَیں تمہارے کام کا نہیں رہا۔

کہ مجھے دیارِ حبیب کا پہاڑ نظر آگیا ہے

فرماتے ہیں مَیں نے کام ختم کیا۔ لرزتا کانپتا درخت کے نیچے اُترا۔ اس یہودی سے کہا یار کیا بات کر رہے تھے۔ اب ذرا پھر سناؤ تو سہی۔ میرے مالک نے ناراضگی کے ساتھ مجھے طمانچہ مارا۔ تمہیں ایسی باتوں سے کیا تعلق۔ جاؤ اپنا کام کرو۔ خبردار آئندہ اگر ایسی بات کی۔

پہلی علامت کی تصدیق

پہلی علامت نخلستان والی تھی جو آپ نے مدینۃ الرسول میں حاضر ہوتے ہی دیکھ لی

تھی کہ علاقہ کھجوروں کا ہے۔ نخلستان کا صحیح مصداق یہی زمین ہے۔ یہ پہلی تصدیق باعث اطمینان ہو چکی تھی۔

دوسری علامت کی تصدیق

دوسری علامت یہ بتائی گئی کہ وہ رسول صدقہ قبول نہیں کریں گے۔ آپ فرماتے ہیں میں صدقہ لے کر قبا حاضر ہوا اور عرض کی حضور! یہ صدقہ آپ کے لیے اور آپ کے صحابہ کرام کے لیے لایا ہوں۔ قبول فرمائیں۔ آپ نے فرمایا میرے لیے صدقہ جائز نہیں۔ یہ فرمایا اور صدقہ صحابہ کرام کے سپرد کر دیا۔ سیدنا سلمان فارسی فرماتے ہیں کہ میں نے منظر دیکھ کر یقین کر لیا کہ یہی رسول ہیں۔

تیسری علامت کی تصدیق

آپ فرماتے ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے چل کر مدینۃ الرسول جلوہ گر ہوئے تو پھر کچھ لے کر حاضر ہوا۔ عرض کی حضور صدقہ تو آپ قبول نہیں کرتے۔ اب ہدیہ لایا ہوں۔ شرف قبولیت سے نوازیں۔ آپ نے قبول فرمایا تو میرا یقین مزید بڑھ گیا کہ تیسری علامت بھی سچی ثابت ہو گئی۔

چوتھی علامت کی تصدیق

اب سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں اس موقع کا متلاشی تھا کہ آخری علامت دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت کو کس طرح دیکھوں۔ ایک دن آپ جنت البقیع میں ایک جنازہ کے ساتھ تشریف لے گئے۔ میں نے جھک کر سلام عرض کیا۔ میں آگے سے اٹھ کر پشت مبارک کے پیچھے آ کر بیٹھ گیا کہ مہر نبوت کی زیارت کر سکوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری اس کیفیت کو جان گئے۔ فوراً پشت مبارک سے چادر اٹھا دی۔ میں نے مہر نبوت کو دیکھا چوما اور رو دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! سامنے آؤ۔ میں سامنے حاضر ہو گیا۔

اسلام سلمان رضی اللہ عنہ

سیدنا سلمان فرماتے ہیں جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سے اُٹھ کر سامنے حاضر ہو گیا۔ تو آپ نے اسی وقت مجھے مشرف بہ اسلام فرمایا بس یہ آخری سوال تھا جو حل ہو گیا۔ قربان جائیں سیدنا سلمان آپ کے مقدر پر کہ آپ کس محبوب کی گود میں پڑے ہیں۔ لاکھوں سلام ہوں آپ کے لمحۂ حیات پر جس میں سید الانبیاء نے آپ کو صدیوں کے دکھوں سے نجات دلائی اور سینۂ نبوت سے لگایا۔ پیار فرمایا۔ سرفراز کیا۔

؎ وہ گوہر مقصود کہ تھی جس کی تمنا
جھولی میں دیا ڈال ترے دست عطا نے

آپ سے جب کوئی پوچھتا۔ آپ کون ہیں اور کس کے بیٹے ہیں تو آپ فرماتے میں سلمان ہوں اور اسلام کا بیٹا ہوں۔ (الاستیعاب ص۶۵ سیرۃ المصطفیٰ ص۳۱۳)

حافظ ابن قیم لکھتے ہیں۔

سلمان کا نام پوچھو تو . . . . . عبداللہ ہے
ان کی نسبت پوچھو تو . . . . . ابن الاسلام ہے
ان کی دولت پوچھو تو . . . . . فقر ہے
ان کی دکان پوچھو تو . . . . . مسجد ہے
ان کا لباس پوچھو تو . . . . . تقویٰ ہے
ان کا ارادہ پوچھو تو . . . . . وہ رضائے الٰہی ہے
ان کی کمائی پوچھو تو . صبر ہے

اگر یہ پوچھو وہ کہاں جارہے ہیں . . . تو وہ جنت کی طرف جاتے ہیں۔

اگر یہ پوچھو اُن کا ہادی کون ہے . . . تو وہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(سیرۃ المصطفٰی ج ۱ ص ۱۳۱، فوائد ابن قیم ص ۲۱)

ماذا نحن اولجنا و انت امامنا، کفی بالمطایا طیب ذکرك حادیا

و ان نحن اضللنا الطریق ولم نجد، دلیلاً کفانا نور وجھك ھادیا

اے آقا اگر اندھیری رات میں آپ ہمارے قائد ہوں تو اونٹ چلانے کے لیے بطور حدی تیرا ذکر کافی ہے۔ اگر ہم راستہ بھٹک جائیں اور کوئی راہنما پائیں تو تیرا جمال جہاں آرا ہی کافی ہادی ثابت ہوگا۔

باغ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اے ابن عباس جس طرح میں نے ایک سارا واقعہ تمہیں تفصیل سے سنا دیا ہے۔ اسی طرح میں نے اپنی ساری روداد صحابہ کرام کے مجمع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی۔ آپ قبول اسلام کے بعد حسب معمول اپنے مالک کے باغ میں کام کرتے رہے۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سلمان اپنے آقا سے کتابت کر لو۔ یعنی اُسے کچھ معاوضہ دے دو۔ وہ تمہیں آزاد کر دے۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے اپنے آقا سے بات کی۔ اس نے کہا۔ سلمان اگر کتابت چاہتے ہو تو چالیس اوقیہ سونا ادا کر دو۔ اور تین سو درخت کھجوروں کے لگا دو۔ جب وہ پھل دینے لگ جائیں تو تم آزاد ہو۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے یہ سارا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ نے صحابہ سے فرمایا، سلمان کے لیے پودوں سے امداد کرو۔ کوئی دس لے آیا۔ کوئی بیس۔

یہاں تک کہ تعداد پوری ہوگئی۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے فرمایا جاؤ گڑھے بنا کر رکھو۔ پودے میں خود آکر لگاؤں گا۔ گڑھے تیار ہوگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے پودے گڑھوں میں رکھ دیئے اور دعاء برکت فرما دی۔ ایک سال نہ گزرنے پایا تھا کہ باغ نے پھل دے دیا۔ تین سو پودوں میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو خشک ہوگیا۔ یا پھل نہ دیا ہو۔ درختوں کا قرض تو اتر گیا ۴۰ اوقیہ سونا باقی رہ گیا تھا۔ ایک شخص نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر سونے کی ڈلی پیش کی آپ نے فرمایا سلمان کہاں ہے؟ عرض کی حاضر ہوں۔ فرمایا۔ یہ سونا لے جاؤ۔ اور اپنے مالک کا یہ قرض بھی چکا دو۔ بظاہر وہ تھوڑا معلوم ہوتا تھا۔ میں نے عرض کی سونا تھوڑا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے تمہارا قرض ادا کر دے گا۔ چنانچہ سونا تولا گیا تو وہ ٹھیک چالیس اوقیہ تھا۔ اب آپ آزاد ہوگئے اور غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش بدوش کام کرتے رہے۔

(سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۲۴، طبقات ابن سعد ص ۵۵)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

دو کھجوریں

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھوں سے لگائے گئے اس باغ میں کھجور کے دو درخت ۱۹۴۰ء تک زیارت گاہ عوام و خواص بنے رہے۔ ان دو درختوں کی کھجوریں تمام کھجوروں سے لمبی، موٹی اور لذیذ محسوس ہوتی تھیں۔ ہر حاضری پر ان پودوں کی زیارت کا موقعہ ملتا رہا۔ وللہ الحمد۔

۱۹۴۶ء میں یہ دونوں درخت کاٹ دیئے گئے بلکہ جلا دیئے گئے، کہ لوگ ان کا ادب احترام کرتے ہیں "انا للہ وانا الیہ راجعون" ان جلے ہوئے تنوں کو دیکھ کر سیدی علامہ احمد سعید کاظمی شیخ الحدیث ملتان جی بھر کر روئے اور ہم سب کو رلایا۔ ان پودوں کی کھجوریں

خاصی مہنگی ملتی تھیں۔ لوگ ہاتھوں ہاتھ تبرک لے جاتے' میں بھی دو دانے لایا اور ان کی گٹھلیاں جامعہ فریدیہ کے صحن میں بو دیں۔ اللہ کا کرم ہوا اب یہ دو پودے بڑھنے لگ گئے ہیں۔ اللہ کرے ان کا پھل نصیب ہو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم

(۱) باغ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

(۲) باغ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

(۳) باغات ابن بکر رضی اللہ عنہ

(۴) باغ مروان رضی اللہ عنہ

(۵) باغ سعید بن وقاص رضی اللہ عنہ

(۶) ثنیۃ الشرید

باغ سلمان فارسی کے علاوہ سبھی باغات وادی عقیق میں ہیں۔ (آثار المدینہ ص۲۲۴)

(۷) باغ سیدہ فاطمۃ الزہراء۔ مجھے ایک مدنی بزرگ نے یہ روایت بیان کی کہ ترک دور میں مسجد کے صحن میں مقدس کھجوروں کے چند درخت تھے جسے اہل مدینۃ الرسول باغ فاطمہ کے نام سے یاد کرتے تھے۔ آج سے پچاس برس پہلے کی تصویریں کھجور کے درخت نمایاں نظر بھی آتے ہیں۔ ان کھجوروں کے درختوں کی تعداد پندرہ تھی علامہ سمہودی علیہ الرحمہ نے وفاء الوفاء شریف میں ان کھجوروں کے درختوں کا ذکر کیا ہے۔

(وفاء الوفاء ص۲۸۲)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم

مدینۃ الرسول کے مشہور پہاڑ

یوں تو مدینہ منورہ کے قرب وجوار میں پہاڑوں کا طویل سلسلہ موجود ہے تاہم وہ

مقدس پہاڑ جنہیں کسی نہ کسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نوازا یا ان کے متعلق کچھ ارشاد فرمایا وہ یہ ہیں۔

جبل احد شریف

یہ مدینۃ الرسولؐ کے مقدس پہاڑوں میں سے ایک ہے۔ مدینۃ الرسولؐ کی زیارت میں احد شریف کی بھی زیارت اہم ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

هذا جبل يحبنا و نحبه

۲۸۹۔ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے رکھتے ہیں۔

یہ مقدس پہاڑ مدینہ منورہ سے ۲ میل دور شمال میں واقع ہے۔ (خلاصہ۔ ص۳۰۲)

۲۹۰۔ ابو حمید ساعدی فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس آتے تو

۲۹۱ اس وقت اس پہاڑ کے متعلق یہی کلمات فرمائے۔ ابن شیبہ فرماتے ہیں۔ ہم حضورؐ کے ساتھ تھے آپؐ نے اسی طرح فرمایا۔ ابو قلابہ فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس

۲۹۲ تشریف لائے تو احد کے متعلق یہی کلمات فرمائے۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں جب ہم خیبر سے واپس ہوئے تو حضور نے یہی کلمات فرمائے۔ احد ہم سب سے محبت کرتا ہے۔ ہم اس سے۔

۲۹۳ طبرانی نے کبیر اوسط میں اس روایت کو بیان فرماتے ہوئے یہ اضافہ کیا ہے۔ احد جنت کے دروازہ پر ہے۔ پہاڑ ہم سے بغض رکھتا ہے۔ ہم اسے اچھا نہیں سمجھتے یہ جہنم کے دروازے پر ہے۔ (وفاء الوفاء ج۲ ص۱۱۱)

نکتہ

ان روایات سے معلوم ہوا اچھائی اور برائی کا پہلو پتھروں میں پایا جاتا ہے۔

۲۹۴ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فاذا مررتم بہ فکلوا من شجرۃ ومن عضاھۃ ۔

(وفاء الوفاء شریف صفحہ ۱۰۱ ج ۲، خلاصۃ الوفاء صفحہ ۳۰)

جب اس کے قریب سے گزرو تو اس کے پھلوں سے کچھ نہ کچھ کھاؤ۔ اگرچہ کوئی عام گھاس ہی کیوں نہ ہو۔

۲۹۵ سیدنا انس بن مالک کی زوجہ حضرت زینب اپنے بچوں سے فرمایا کرتیں تھیں جب تمہارا گذر احد شریف سے ہو تو میرے لیے وہاں سے کچھ نہ کچھ تحفہ لیتے آنا۔ (وفاء الوفاء شریف صفحہ ۱۰۱ ج ۲)

یہی مقدس پہاڑ ہے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ ساتھ تھے۔ جونہی محبوب نے اس پر قدم جمایا اسے وجد آیا۔ حرکت کی۔ آپ نے فرمایا " اسکن یا احد فلیس علیک الا نبی و صدیق و

۲۹۶ شہیدان۔ (بخاری شریف صفحہ ۵۲۲ ج ۱) ٹھہر جا تجھ پر نبی ہے صدیق ہے دو شہید ہیں، پہاڑ نے فوراً تعمیل ارشاد کی اور رک گیا۔

مزار ہارون علیہ السلام

اس مقدس پہاڑ پر سیدنا ہارون علیہ السلام کا مزار پُر انوار ہے۔ کتاب کے آغاز میں تفصیلی واقعہ آچکا ہے۔ اس پہاڑ پر ایک غار بھی ہے جسے شعب ہارون کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مجھے ۱۹۹۶ء میں اس مقدس پہاڑ کی مکمل تفصیلی زیارت کا موقعہ نصیب ہوا۔ ان دنوں وہاں جانے میں کوئی خاص رکاوٹ نہ تھی۔ سیدنا ہارون علیہ السلام کے مزار پاک پر حاضری دی

ابن نجار نے احد شریف پر ایک مسجد کا ذکر بھی کیا ہے جس میں حضور نے نماز ادا فرمائی احد شریف کے دامن میں ایک چھوٹی سی غار کی زیارت ہوئی جس کے اوپر والے پتھر میں انسانی

سر کے برابر پتھر کے اندر گول نشان ہے۔ ہمیں بتایا گیا جنگ اُحد کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم آرام کرنے کے لیے بیٹھے تو سر مبارک کے اوپر کا پتھر نرم ہو گیا اور سر مبارک کا نشان پڑ گیا۔ (خلاصۃ الوفا ص۳۰۳)

چار پہاڑ

۲۹۷۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چار پہاڑ جنت کے پہاڑوں میں سے ہیں۔ عرض کی گئی۔ کون کون سے۔ فرمایا: اُحد، ورقان، طور، لبنان۔

(وفاء الوفا شریف ج ۲ ص ۱۱۰، تاریخ مدینہ ص۳۲۹، خلاصۃ الوفا ص۳۰۲)

چار نہریں

۲۹۸۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار نہریں جنت کی نہروں میں سے ہیں۔ عرض کی گئی۔ کون کون سی۔ تو فرمایا۔ نیل، فرات، سیحون اور جیحون۔

(وفاء الوفا ص۱۱۱ ج ۲، تاریخ مدینہ ص۳۲۹)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

چار غزوات

۲۹۹۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چار غزوے جنت کے غزوات میں سے ہیں پوچھا گیا کون کون سے۔ تو فرمایا۔ غزوہ اُحد، غزوہ بدر، غزوہ خندق، غزوہ حنین۔

(وفاء الوفا۔ ص ۱۱۰، ج ۲، تاریخ مدینۃ المصطفیٰ ص۳۲۹)

طور کے چھ ٹکڑے

۴۰۰ ابن شیبہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ جب کوہِ طور پر تجلی آئی تو وہ تاب نہ لاسکا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ تین ٹکڑے مکہ مکرمہ میں جاگرے۔ کوہِ حرا، کوہِ ثبیر، کوہِ ثور۔ تین ٹکڑے مدینۃ الرسول میں جاگرے۔ اُحد، ورقان، رضوئی۔ ورقان مکہ مکرمہ کے راستے میں ہے۔ مدینہ منورہ سے چار منزل کی مسافت ہے اور رضوی بھی اسی قدر فاصلے پر ہے۔

(وفاء الوفاء ج ۴، ص ۱۰۹ - تاریخ المدینہ ص ۳۰۰)

غزوۂ اُحد

اسی مقدس پہاڑ کے دامن میں سن ۳ھ کو غزوۂ احد کا واقعہ پیش آیا۔ جنگِ بدر کی انتہائی ذلت آمیز شکست کے بعد ابوسفیان بن حرب، عبداللہ بن ربیعہ، عکرمہ بن ابی جہل، حارث بن ہشام، حویطب بن عبدعزیٰ، صفوان بن امیہ نے مشورہ کر کے اس شکست کا بدلہ لینے کا فیصلہ کرلیا اور جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہوگئے۔ تین ہزار سواروں کا لشکر تیار کرلیا۔ عورتیں ساتھ لیں تاکہ مردوں کو غیرت دلائیں۔ رجزیہ اشعار گائیں۔ کفار کے اس لشکر کی قیادت ابوسفیان بن حرب نے خود کی۔ اس فوج میں تین ہزار اونٹ، ۲۰۰ گھوڑے، ۷۰۰ زرہ پوش شامل تھے (طبقات ابن سعد ج ۲، ص ۲۱۰)

کفار کے اس منصوبہ پر اطلاع پاتے ہی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے مشورہ فرمایا۔ مکمل خبرگیری اور حالات کا جائزہ لینے کے لیے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ سیدنا سعد بن معاذ، اُسید بن حُضیر، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم کو رات کے پہرہ پر مقرر فرمایا دوران مشورہ یہ بحث آئی کہ دشمن کا مقابلہ مدینہ منورہ کے اندر کیا جائے یا باہر نکل کر۔ سیدنا

حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

۴۰۱۔ لا اطعم الیوم حتی اقاتلھم بسیفی خارج المدینۃ المنورہ (زرقانی ص۲۱ ج۲، البدایۃ والنہایۃ ص۱۲ ج۴)

اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک مدینہ منورہ سے باہر نکل کر دشمن کا اپنی تلوار سے مقابلہ نہ کرلوں۔

نعمان بن انصاری کی قسم

۴۰۲۔ حضرت نعمان بن مالک انصاری نے اجتماع شوریٰ میں قسم اٹھا کر یہ بات کہی۔

یارسول اللہ لا تحرمنا الجنۃ فوالذی بعثک بالحق لا دخلن الجنۃ لانی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و انک رسول اللہ ولا افر یوم الزحف۔ (زرقانی۔ البدایہ والنہایہ)

یارسول اللہ ہمیں جنت سے محروم نہ فرمایئے اس خدا کی قسم جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے رسول ہیں۔ خدا وحدہٗ لاشریک ایک ہے، جنگ سے بھاگوں گا نہیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انصاری سے فرمایا۔ تو نے سچ کہا۔ القصہ شہر سے باہر جا کر لڑنے کا فیصلہ ہو گیا۔ سیدنا سعد بن عبادہ شوق شہادت میں بے تاب ہیں۔ اُن کی بھی یہی رائے تھی۔ صحابۂ کرام کے مقدس چہرے اس خوشی میں چمک اُٹھے کہ جام شہادت پینے کا وقت قریب آگیا ہے۔ ناموس رسالت پر کٹ جانے والے لمحات سامنے ہیں۔ دُنیا کے قید و بند سے نکل کر عالم بالا کی سیر کی گھڑیاں آگئیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوجی لباس میں

نماز عصر پڑھ لی گئی، مجلس شوریٰ کے فیصلہ پر عمل کرنے کا وقت آ گیا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز گھر تشریف لے گئے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ، سیدنا عمر فاروقؓ بھی ساتھ ہیں زرہ پہن کر باہر تشریف لائے۔ بعض صحابہ نے عرض کی۔ حضور آپ کا خیال شہر کے اندر رہ کر جنگ کرنے کا ہے۔ ہم آپ کے فیصلہ پر لبیک کہتے ہیں اور اپنی رائے ختم کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی نبی کے لیے جائز نہیں کہ ہتھیار لگا کر اتار دے یہاں تک کہ وہ اللہ کے دشمنوں سے جنگ کرے۔ اب اللہ کا نام لے کر چلو۔ جو کہوں کرو۔ اور سمجھ لو۔ جب تک تم صابر اور ثابت قدم رہو گے تو نصرت خداوندی سے نوازے جاتے رہو گے۔

صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد علیٰ آلہ واصحابہ وسلم

فوج کی قیادت

ایک ہزار جانباز سپاہی دشمن کی مدافعت کے لیے تیار ہیں۔ اس مقدس لشکر کی قیادت خود حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ مدینۃ الرسولؐ سے یہ لشکر جمعہ کے دن گیارہ شوال کو بعد نماز عصر روانہ ہوا۔ مدینہ منورہ سے باہر شیخین کے مقام پر فوج کا جائزہ لیا۔ شیخین دو ٹیلوں کا نام ہے جو احد شریف اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہیں۔

اس مقام پر جائزہ لینے کے بعد نوعمر ننھے مجاہدوں کو واپس فرما دیا۔ ننھے مجاہدین جنہیں واپس کر دیا گیا۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، عرابہ بن اوس رضی اللہ عنہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ،

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ۔

ننھے مجاہدوں کی کشتی

۳۴۰۔ رافع بن خدیجہ رضی اللہ عنہ بھی انہی ننھے مجاہدوں میں شامل تھے۔ تحقیقات کے دوران انہوں نے اپنے کو پاؤں کے اگلے حصہ پر کھڑا کر لیا۔ کہ قد لمبا ثابت ہو اور جنگ میں جانے کی اجازت مل جائے۔ چنانچہ ان کی یہ ترکیب کارآمد ثابت ہوئی۔ اور انہیں ساتھ لے جانے کی اجازت مل گئی۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ جو انہی کے ہم عمر تھے۔ انتہائی حسرت کے ساتھ اپنے والد گرامی سے کہتے ہیں۔ ابو رافع کو اجازت مل گئی میں رہ گیا۔ حالانکہ میں ابو رافع کو پچھاڑ سکتا ہوں۔ اُن کے والد محترم ابن سنان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ آقا میرے بیٹے کو اجازت نہیں ملی۔ حالانکہ وہ ابو رافع کو کشتی میں پچھاڑ سکتا ہے۔ اس درخواست پر ابو رافع اور سمرہ بن جندب کی کشتی کرا دی گئی۔ حضرت سمرہ کو رافع نے پچھاڑ دیا۔ آپ نے سمرہ کو بھی اجازت دے دی۔ طبری، ج ۲، ص۱۲۔

عجیب منظر تھا۔ بچے، بوڑھے، جوان سبھی دربار رسالت میں نذرانہ ہائے دل و جان پیش کرنے کے لیے تیار ہیں۔ شوق شہادت سوار ہے۔ اُحد شریف کے قریب پہنچنے پر عبداللہ بن ابی منافق اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر واپس ہو گیا کہ اس کی رائے نہیں مانی گئی تھی۔ اب صرف سات سو صحابہ رہ گئے۔ سارے لشکر میں صرف دو گھوڑے تھے۔ اُحد شریف کے قریب نماز صبح کا وقت ہو گیا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان پڑھی، تکبیر کہی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔

صف بندی

صبح کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صف بندی فرمائی۔ سیدنا

۴۰۴ براء بن عازب فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۵۰ تیر اندازوں کا ایک دستہ جبل احد شریف کے پیچھے بٹھا دیا اور ہدایت فرمائی کہ کسی حالت میں بھی تم نے یہاں سے نہیں ہٹنا اگر مسلمانوں کو کامیاب بھی دیکھو تو یہیں رہنا ہے اسی طرح اگر مشرکین کو ہم پر غالب دیکھو تو یہ جگہ مت چھوڑنا۔ اور نہ ہی ہماری مدد کو آنا۔

۴۰۵۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو اس دستہ کا امیر مقرر فرمایا (فتح الباری ص۲) کفار کا لشکر تو پہلے ڈیرہ ڈال چکا تھا۔ اس شیطانی لشکر کے ساتھ مندرجہ ذیل خواتین تھیں جو رجزیہ شعر گا گا کر انہیں غیرت دلا رہی:

ہندہ بنت عتبہ، ام حکیم بنت حارث، فاطمہ بنت ولید، برزہ بنت مسعود، ریطہ بنت شیبہ، سلامہ بنت سعد، خناس بنت مالک، عمرہ بنت علقمہ۔

علامہ زرقانی فرماتے ہیں۔ خناس اور عمرہ کے علاوہ سبھی عورتیں مشرف بہ اسلام ہو گئی تھیں۔ (زرقانی، ج ۲، ص ۳۶)

ابو دجانہ کو تلوار عطا کی

۴۰۶۔ صف بندی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا۔

من یاخذ ھذا السیف بحقہ

کون ہے جو اس تلوار کو لے اور اس کا حق ادا کرے، حضرت ابو دجانہ عرض کرتے ہیں حضور اس مقدس تلوار کا حق کیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا۔

پہلا حق یہ ہے، کہ خدا کے دشمنوں کو مارے یہاں تک کہ ٹیڑھی ہو جائے۔

دوسرا حق یہ ہے، مسلمان کو ہلاک نہ کرے۔

تیسرا حق یہ ہے: میدان جنگ سے لے کر بھاگنا نہیں۔

ابو دجانہ نے عرض کی: حضور! میں حق کے ساتھ میں لیتا ہوں۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تلوار ابو دجانہ کو عطا فرمائی۔ زرقانی ج ۲ ص ۲۸۔

سیدنا مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا۔

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ رسالے کے افسر مقرر ہوئے۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ زرہ پوش فوج کے کمانڈر مقرر ہوئے۔ (سیرۃ النبی ج ۱ ص ۲۷۳

جنگ کے آغاز میں ایک ایک کے مقابلہ میں آنا شروع ہوا تو نقشہ یہ تھا۔

- طلحہ بن ابی طلحہ کا مقابلہ سیدنا علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ سے ہوا طلحہ مارا گیا۔
- عثمان بن ابی طلحہ کا مقابلہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ سے ہوا عثمان مارا گیا۔
- مسافع بن طلحہ کا مقابلہ سیدنا عاصم بن ثابت سے ہوا مسافع مارا گیا۔
- حارث بن طلحہ کا مقابلہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوا حارث مارا گیا۔
- کلاب بن طلحہ بھی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا۔
- جلاب بن طلحہ کی ٹکر حضرت طلحہ سے ہوئی جلاب مارا گیا۔
- ارطاۃ بن شرجیل کی ٹکر سیدنا علی المرتضٰے سے ہوئی ارطاۃ مارا گیا۔
- شریح بن قارظ میدان میں نکلا تو کسی صحابی کے ہاتھوں مارا گیا۔
- صواب نامی بہادر مقابلہ میں آیا تو حضرت سعد کے ہاتھوں مارا گیا۔

(طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۴۰، زرقانی ج ۲ ص ۳۱، تاریخ المصطفیٰ ج ۲ ص ۱۹۱)

سیدنا ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کی جان نثاری

سیدنا ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کی بہادری کا یہ عالم ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی تلوار ہاتھ میں لہراتے میدان میں آئے اور مندرجہ ذیل رجزیہ اشعار پڑھے۔

انا الذی عاھدنی خلیلی ونحن بالسفح لدی النخیل

میں وہی ہوں جس سے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت وعدہ لیا جب ہم

ہم نخلستان کے قریب تھے۔

ان لا اقوم الدھر فی الکیول　　　اضرب بسیف اللہ والرسول

(عہد یہ ہے) کبھی بھی پچھلی صف میں کھڑا نہ ہوں گا۔ دشمنوں کو اللہ اور اس کے رسول کی تلوار سے قتل کرتا رہوں گا۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کو فخر سے چلتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا یہ چال مناسب نہیں مگر ایسے جنگ کے موقع پر۔ ایک موقع پر آپ کی تلوار کی زد میں ہند آگئیں تو آپ نے تلوار روک لی۔ فرماتے ہیں میں نے مناسب نہ سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی تلوار ایک بے سہارا خاتون پر آزماؤں۔ (زرقانی ج ۲ ص ۱۹، ابن ہشام ج ۲ ص ۹)

آپ جنگ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وہاں ڈھال کا کام دیتے رہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس طرف سے تیر کا اندیشہ ہوتا فوراً آگے ہو جاتے۔ ان پر آنے والا تیر اپنی پیٹھ پر لیتے۔ (زرقانی ج ۲ ص ۳۲)

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

آپ اسی جنگ میں کام آئے۔ آپ کے پے در پے حملوں سے کفار پریشان ہو چکے تھے۔ سباع بن عبد العزیٰ آپ کے مقابل آیا۔ ہلاک ہو گیا۔ آپ کی ہمت، شہ زوری، جنگی مہارت کا سکہ دشمن کے دل پر بیٹھ چکا تھا۔ جنگ بدر میں جبیر کا چچا طعمہ بن عدی سیدنا حمزہ کے ہاتھوں مارا گیا۔ جبیر نے انتقام لینے کے لیے اپنے غلام وحشی بن حرب کو آزادی کا لالچ دیا۔ وحشی پتھر کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔ جب سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ آگے گزر گئے تو وحشی نے نیزہ مارا جو شہادت کا سبب بنا۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۲۱)

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

سید الشہداء عند اللہ یوم القیٰمۃ

حمزہ اللہ کے ہاں سید الشہدا ہیں

حاکم اور مستدرک نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے۔ مستدرک ص۲۱۔ حمزہ کا نام آسمانوں میں اسداللہ و اسدالرسول لکھا گیا ہے۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص۱۲۳)

سیدنا حمزہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا بھی ہیں اور رضاعی بھائی بھی ہیں (حلبیہ ص۲۱۲ ج ۱) وحشی کہتے ہیں جب میں مکہ مکرمہ آیا تو آزاد ہو گیا۔ فرماتے ہیں قریش کے ساتھ آنے کا میرا مقصد قتل نہ تھا۔ مجھ سے قتل حمزہ صرف آزاد ہونے کے لالچ میں ہوا نہ کہ دشمنی کی بنا پر (ابن ہشام ج ۲ ص ۸۰)

ہندہ نے حضرت حمزہ کا پیٹ چاک کیا۔ سینہ چیرا۔ دل و جگر کے ٹکڑے کر کے گلے کا ہار بنایا۔ خوشی کی۔ وحشی کو انعام میں زیور دیا۔ (زرقانی ج ۲ ص ۴۴) حضرت جابر رضی فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کو دیکھا تو ہچکی بندھ گئی۔

وحشی کی بارگاہ رسالت میں حاضری

۴۰۷۔ فتح مکہ کے بعد وحشی مدینۃ الرسول میں اسلام قبول کرنے کی غرض سے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ صحابہ نے انہیں دیکھ کر حضور علیہ السلام سے عرض کیا آقا یہ ہے وحشی آپ کے عم محترم کا قاتل حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

دعوہ فاسلام رجل واحد احب الی من قتل الف کافر

چھوڑو اسے کیا کہنا ہے۔ البتہ ایک آدمی کا قبول اسلام ہزار کافر کے قتل سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔

قبول اسلام کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وحشی سے قتل حمزہ کا واقعہ سنا۔ وحشی نے نہایت شرمندگی سے سنایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہو سکے تو میرے سامنے نہ بیٹھا کرنا

تجھے دیکھنے سے مجھے چچا کا صدمہ تازہ ہو جاتا ہے۔ وحشی ہمیشہ پس پشت بیٹھے رہتے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ ہو۔ اس تاک میں رہے کہ کسی طرح کفارہ ادا ہو۔ مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا جناب وحشی کے ہاتھوں مسیلمہ قتل ہوا حضرت وحشی فرمایا کرتے۔ بہترین انسان (حضرت حمزہؓ) کے قتل کے بعد بدترین انسان (مسیلمہ) کا قتل کر کے کفارہ ادا کیا ہے۔ (ابن ہشام ج ۲ ص ۸۱)

حضرت وحشی یہ بھی فرمایا کرتے۔ شکر ہے اللہ تعالیٰ جل مجدہ کا کہ حمزہ کے ہاتھوں مارا نہیں گیا ورنہ ذلت کی موت ہوتی کہ کفر کی موت ذلت کی موت ہے۔ وحشی کہتے ہیں۔ میں ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا۔ تو نے ہی میرے چچا حضرت حمزہ کو قتل کیا ہے نہ۔ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ الحمد للہ الذی اکرمہ بیدی ولم یھنی بیدہ۔ الحمد للہ حضرت حمزہ کو میرے ہاتھوں شہادت کی موت نصیب ہوئی۔ اور مجھے ان کے ہاتھوں ذلیل نہیں کیا۔ اگر وحشی حضرت حمزہ کے ہاتھوں مارے جاتے تو یقیناً ذلت کی موت ہوتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وحشی جاؤ اللہ کی راہ میں لڑو جیسے اس کی راہ سے روکنے کے لیے لڑا کرتا تھا۔

سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

آپ بھی اس جنگ میں کام آئے۔ سیدنا حنظلہ اور ابو سفیان کا مقابلہ تھا۔ شداد بن اسود نے چپکے سے پیچھے سے حملہ کیا جس سے آپ شہید ہو گئے۔

۲۰۸۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے دیکھا حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ آپ بحالت جنابت ہی جلدی سے آ گئے کہیں تاخیر نہ ہو جائے۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۲۱۶، مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۲۱۵)

جنگ ختم ہونے کے بعد حضرت حنظلہ کی لاش مبارک دیکھی گئی تو سر سے پانی ٹپکتا تھا (روض الانف)

اسی وجہ سے آپ غسیل الملئکۃ کے لقب سے مشہور ہوئے کہ فرشتوں نے غسل دیا۔

وصلی اللہ علیٰ حبیبہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

سیدنا مصعب بن عمیرؓ کی شہادت

آپ اس سارے لشکر کے علمبردار تھے۔ بے حد جاں نثاری کا مظاہرہ فرمایا مسلمانوں کے دلیرانہ حملوں نے دشمن کے پاؤں اکھاڑ دیے دشمن بھاگنے لگا۔ مسلمانوں نے اس عظیم فتح پر مال غنیمت اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ درہ پر بٹھائے گئے تیراندازوں نے کامیابی کے گمان پر درہ چھوڑ دیا۔ درہ پر صرف عبداللہ بن جبیر اور ان کے ساتھ دس رفقا رہ گئے، خالد بن ولید نے جو اس وقت دشمن کی کمان کر رہے تھے اچانک حملہ کر دیا جس سے مسلمانوں کی صفیں بکھر گئیں۔ پاؤں اکھڑ گئے۔

سیدنا علی المرتضٰی نے جھنڈا سنبھال لیا۔ سیدنا مصعب بن عمیر شکل و شباہت میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے جلتے دکھائی دیتے تھے۔ اسی باعث یہ شہرہ ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔ صحابہ کرام متحیر ہو گئے۔ گھبراہٹ اور پریشانی کی حالت میں دوست و دشمن کا امتیاز نہ رہ گیا۔ سیدنا حضرت حذیفہ کے والد گرامی اسی گھبراہٹ میں ہی مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ حضرت حذیفہ نے بار بار پکار کر فرمایا لوگو! یہ میرے والد ہیں، مگر نہ سنی گئی۔ جب یہ تحقیق ہو گئی کہ وہ مقتول حذیفہ کے والد تھے۔ تو انہیں سخت افسوس ہوا۔

شجاعتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اس عظیم قسم کی پریشانی میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عالم ہے کہ مجال ہے پاؤں میں ذرہ بھر بھی لغزش پیدا ہوئی۔ جب ایک نبی کی شجاعت دنیا بھر کے بہادروں کی شجاعت

سے آگے ہوتی ہے۔ تو پھر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔
سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

۳۰۹۔ والذی بعثہ بالحق ما زالت قدمہ شبراً واحداً وانہ لفی وجہہ العدو ویفیئ الیہ طائفۃ من اصحابہ مرۃ وتفترق مرۃ فربما رأیتہ قائما یرمی عن قوسہ ویرمی بالحجر۔

(زرقانی ج ۲ ص ۳۴، مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۵)

قسم ہے اس ذات کی جس نے انہیں رسول بنا کر بھیجا ہے، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم ایک بالشت بھی ادھر ادھر نہیں ہلا۔ صحابہ کی ایک جماعت کبھی آپ کے پاس آتی تھی کبھی جاتی تھی۔ آپ خود تیر اندازی اور سنگ باری فرما رہے ہیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ رات کے وقت مجھے محسوس ہوا کہ عوالی کی جانب سے کسی نے مدینۃ الرسول پر حملہ کر دیا ہے۔ میں مسلح ہو کر اس طرف نکلا۔ حیرت کی حد نہ رہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نگرانی فرما رہے ہیں۔

وصلی اللہ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ وسلم

حفاظتی دستہ

اس پریشانی کے عالم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت و نگرانی کے لیے مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سایہ کی طرح ساتھ رہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ

حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ

حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ

نوٹ: اس فہرست میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی نہیں آیا کہ آپ حضرت مصعب بن عمیر کی شہادت کے بعد جھنڈا سنبھالے ہوئے تھے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ

دشمنوں کے مشہور بہادر عبداللہ ابن قمیئہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اچانک حملہ کیا جس سے آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہوگیا۔ خود کی کڑیاں اندر دھنس گئیں۔ زہری کے پتھر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ماتھا زخمی ہوگیا۔ خون بہنے لگا۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد گرامی مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے چہرہ مبارک سے بہتے خون کو چوس کر

صاف کر دیا۔ ان کی اس عقیدت و محبت پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لن
۴۱۰ تمسک النار۔ تجھے جہنم کی آگ ہرگز نہ لگے گی۔ عتبہ کے پتھر سے حضور سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے نچلے دندان مبارک شہید ہوئے۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۲۲۲)

سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ سے پکڑا۔ سیدنا طلحہ
نے کمر مبارک کو سہارا دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدہ فاطمۃ الزہرا نے خون دھویا آج
آپ نے نماز ظہر بیٹھ کر پڑھائی۔ ضعف کے سبب پہاڑ پر چڑھنا مشکل ہوا تو حضرت
طلحہ نیچے بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کندھے پر اپنے مقدس پاؤں رکھے اور
اوپر چڑھ گئے۔ سیدنا طلحہ کی اس عقیدت کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
۴۱۱ اوجب طلحہ (طلحہ نے اپنے اوپر جنت لازم کر لی۔ (مدارج النبوۃ)

۴۱۲ قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں میں نے سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ ہاتھ دیکھا جو
احد کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بچاتا بچاتا زخمی ہوا وہ شل ہو چکا تھا۔ اس دن ہاتھ میں
۳۹ زخم آئے تھے مگر حفاظت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے نہیں ہٹا تھا۔
(سیرۃ المصطفٰے ج ۲، ص ۲۰۲)

۴۱۳۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے غزوہ احد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔
کان ذالک الیوم کلہ لطلحہ۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۲۶۰)
یہ سارا دن تو طلحہ کا دن ہی تھا۔

۴۱۴۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صدیق اکبر سے روایت فرماتی ہیں کہ ہم نے احد
کے دن سیدنا طلحہ کے جسم انور پر ستر سے زیادہ زخم دیکھے تھے۔ (فتح الباری ج ۷، ص ۲۶)
سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے علاتی باپ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آپ کو ڈھال سے چھپاتے
رہے۔ آپ نے اس دن دو کمانیں توڑ ڈالیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سر اٹھا کر
لوگوں کو دیکھنا چاہتے تو حضرت ابو طلحہ عرض کرتے۔

یا بی انت و امی لا تشرف تصبك سهم من سهام القوم ۔

۴۱۵۔ آقا میرے ماں باپ قربان ہوں سر نہ اٹھایئے کہیں دشمن کا تیر نہ لگ جائے۔

سیدنا سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ بڑے تیرانداز تھے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام تیر ان کے سپرد کر دیئے اور فرمایا۔

۴۱۶۔ ارم فداک ابی و امی

(بخاری شریف ج ۱ ص۵۸)

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں سعد تیراندازی کرو

۴۱۷۔ سیدنا علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سعد بن وقاص کے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے لیے یہ کلمات نہیں فرمائے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ تیراندازی میں مشاق و ماہر تھے۔ احد کے دن آپ نے ایک ہزار تیر چلائے۔ (زرقانی ج ۲ ص۴۲) اسی مقدس کمان کی ۱۹۰۹ء تک سیدنا ایوب انصاری رضی اللہ کے مکان میں عوام و خواص کو زیارت ہوتی رہی۔ ۱۹۰۸ء میں حاضر ہوا تو محروم لوٹا۔

قتادہ بن نعمان کی آنکھ

سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ عین جنگ کے موقعہ پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑے ہو گئے تاکہ دشمن کا تیر آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے ان کے چہرے پر لگے۔ دشمن کا تیر آنکھ میں لگا اور ڈیلا ڈیلے باہر لٹک گیا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اسی طرح ڈھیلے کو ہاتھ میں لیے دربار رسالت میں حاضر ہو گئے۔ رحیم و کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ منظر دیکھا تو آبدیدہ ہو گئے۔ اور یہ دعا فرمائی۔

۴۱۸ اے اللہ جس طرح قتادہ نے تیرے نبی کے چہرے کی حفاظت کی ہے اسی

طرح تو قتادہ کے چہرہ کی حفاظت فرما اور اس آنکھ کو دوسری سے بھی زیادہ خوبصورت بنا دے، دعا کے ساتھ ہی آنکھ کو اسی جگہ رکھدیا۔ آنکھ پہلے سے زیادہ روشن ہوگئی۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۲۱۱، البدایہ والنہایہ ج ۴، ص ۳)

صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلیٰ حبیبہ محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہ وسلم

سیدنا انس بن نضر کی شہادت

آپ بھی اسی مقدس جنگ میں کام آئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شامل نہ ہو سکے تھے۔ شدید پریشان تھے کہ محروم کیوں ہوگئے۔ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی آقا اب کبھی جنگ کا موقعہ ملا تو اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا میں کس طرح اس کی راہ میں جاں نثار کرتا ہوں۔ گھمسان کی جنگ میں آگے آگے جا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں۔

۴۴۹۔ انی لاجد ریح الجنۃ دون احد۔

میں احد کے پیچھے جنت کی خوشبو پا رہا ہوں اللہ تعالیٰ جل مجدہ اپنے خاص بندوں کو خاص کمالات سے نوازتا ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہیں تو زمین پر مگر خوشبو محسوس کر رہے ہیں جنت کی۔ جیسے دنیا میں زکام کا مریض پھول کی خوشبو سے محروم ہے اور تندرست خوشبو محسوس کر لیتا ہے اسی طرح گناہوں کا مریض جنت کی خوشبو نہیں پا سکتا۔ گناہوں کی بیماری سے بچا ہوا آدمی جنت کی مہک پا لیتا ہے۔ سیدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی کیفیت شوق شہادت کو یہ شعر قدرے واضح کر رہا ہے۔

؎ بوئے جاناں سوئے جانم میرسد — بوئے یار مہربانم میرسد

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر شہادت نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو

عجیب پریشانی و تحیر میں ڈال دیا۔ اتفاقاً سیدنا کعب بن مالک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا اور مسلمانوں کو خوشخبری سنائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زرہ کعب کو پہنادی۔ ان کی خود پہن لی کفار نے حضرت کعب پر تیر اندازی کی۔ بیس سے زیادہ زخم لگے۔

(سیرۃ المصطفےٰ ج ۲، ص ۴۹)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

جوابی گفتگو

اس غزوہ احد میں جانبین سے نعرے بھی لگے۔ اور جوابی گفتگو بھی ہوئی۔ خلاصہ یہ ہے۔

ابوسفیان نے کہا:۔

اُعل ھبل ـــ اعل ھبل

اے ہبل تو بلند ہو۔ اے ہبل تو بلند ہو (ہبل بُت کا نام ہے)

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

اللہ اعلیٰ و اجل

اللہ ہی بلند و بالا ہے

ابوسفیان نے کہا:۔

ان لنا عزیٰ ولا عزیٰ لکم

ہمارے پاس عزیٰ ہے تمہارے پاس عزیٰ نہیں

فاروق اعظم نے فرمایا:۔

اللہ مولانا ولا مولا لکم

اللہ تعالےٰ ہی ہمارا والی ہے۔ مولیٰ ہے۔ تمہارا والی نہیں

ابوسفیان نے کہا:۔

یوم بیوم بدر والحرب سجال

یہ دن بدر کا جواب ہے جنگ ڈول کی مانند ہے کبھی اوپر کبھی نیچے

فاروق اعظم نے فرمایا:۔

لاسواء قتلانا فی الجنۃ وقتلاکم فی النار

ہم تم برابر نہیں ۔ ہمارے مقتول جنت میں ہیں تمہارے جہنم میں ۔

ابوسفیان نے کہا:۔

یاعمر قتلنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عمر تجھے قسم ہے سچ بتاؤ ہم نے محمد کو قتل کر دیا ہے ۔

فاروق اعظم نے فرمایا:۔

اللھم لا وانہ یسمع کلامک

خدا کی قسم ہرگز نہیں وہ تو تیری باتیں سن رہے ہیں

(مدارج النبوۃ ص ۱۲۶ ج ۲)

سعد بن ربیع کی وصیت

۳۴۳ ۔ سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ اسی مقدس غزوہ میں شہید ہوئے ۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " سعد بن ربیع کا پتہ کرو دیکھو تو اسے میرا سلام پہنچا دینا اور پوچھنا کہ وہ اپنے کو کس حالت میں پا رہا ہے ۔ حضرت سعد زخموں سے چور پڑے تھے ۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے دیکھا جسم انور پر ۷۰ زخم ہیں ۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچا دیا ۔ اور پوچھا کیا حال ہے اور اپنے کو کس حالت میں پا رہے ہیں ۔ سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے " وعلیک السلام " کہا اور فرمایا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا بھی سلام عرض کر دینا اور بتانا کہ میں جنت کی خوشبوئیں پا رہا ہوں پھر فرمایا زید میری قوم سے بھی ایک بات پہنچا دینا۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف پہنچی اور تم میں ایک آنکھ بھی موجود ہو۔ یعنی تم میں سے کوئی ایک آدمی بھی زندہ ہو تو سمجھ لینا اللہ تعالیٰ کے حضور تمہارا کوئی عذر قبول نہیں ہوگا۔ (زرقانی ج ۲، ص ۴۹)

حضرت عبداللہ بن جحش کی انوکھی دعا

۲۲۱ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ بھی اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جنگ شروع ہونے سے قبل مجھے بلایا اور کہا آؤ ہم دونوں مل کر دعا کریں۔ اور ایک دوسرے کی دعا پر آمین کہیں۔ پہلی دعا حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے کی اور حضرت عبداللہ بن جحش نے آمین کہی۔ دعا یہ تھی۔

"اے اللہ تعالیٰ آج کسی بہادر، غضبناک دشمن سے ٹکراؤ ہو۔ اور میں جم کر اس کا مقابلہ کروں پھر اس پر مجھے غلبہ نصیب ہو۔ دوسری دعا حضرت عبداللہ بن جحش کی تھی۔ جس پر حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے آمین کہی۔ دعا یہ تھی۔

"اللھم انی اقسم علیك ان القیَ العدوا فیقتلونی ثم یبقروا بطنی و یجدعوا انفی و اُذُنی ثم تسالنی بم ذالب فاقول فیک

اے اللہ تعالیٰ میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ میں تیرے دشمنوں کا مقابلہ کروں اور پھر وہ مجھ کو قتل کریں۔ میرا پیٹ چاک کریں۔ میری ناک اور کان کاٹیں پھر قیامت کے دن تو مجھ سے فرمائے۔ یہ کیوں ہوا۔ تو میں عرض کروں یا اللہ یہ سب کچھ تیرے لیے ہوا۔

حضرت سعد فرماتے ہیں ہم دونوں کی دعائیں قبول ہوئیں۔ میرا مقابلہ شدید دشمن سے ہوا۔ آخر وہ میرے ہاتھوں ہلاک ہوا۔ عبداللہ بن جحش شہید ہوئے۔ ان کی ناک کان

کٹی اور آخری دعا کہ اللہ تعالیٰ پوچھے گا یہ کیا ہوا اور کیسے ہوا تو یہ بھی ہوگا۔ قربان جائیں صحابہ کرام کے اس جذبہ شہادت پر۔ اس جاں نثاری پر۔ اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن جحش مجدع فی اللہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ کہ ان کی ناک اللہ کی راہ میں کٹی۔

(اصابہ ج ۲ ص ۲۸۷، زرقانی ج ۲ ص ۱۵، سیرۃ المصطفیٰ ج ۲ ص ۲۱۹)

عبداللہ بن عمر نے خدا سے کلام کیا

۳۴۶۔ عبداللہ بن عمر بھی اسی مقدس غزوہ میں شہید ہوئے۔ کفار نے ان کی لاش کو مثلہ بنایا جبکہ ان کی ناک کٹی۔ لاش کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لاکر رکھ دیا گیا تو میں نے منہ دیکھنے کی اجازت چاہی تو منع فرما دیا۔ غالباً اس لیے کہ چہرہ مسخ کیا گیا تھا۔ اور کوئی صدمہ برداشت نہ کرتے ہوئے جزع فزع کرے۔ عبداللہ بن عمر کی بہن فاطمہ رو رہی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دی فرمایا اس کے جنازے پر تو فرشتوں کا سایہ تھا۔ یعنی فاطمہ یہ تو خوشی کا مقام ہے کہ فرشتے تیرے بھائی پر سایہ کرتے رہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر کے لڑکے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے والد کے انتقال کے بعد پریشانی کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ آقا میرے والد شہید ہو گئے۔ قرض کا بوجھ، اہل وعیال کا بوجھ مجھ پر چھوڑ گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جابر میں تجھے خوشخبری دوں سناؤں۔ میں نے عرض کی حضور فرمایئے آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ بغیر پردہ کے بات نہیں کرتا۔ مگر تیرے باپ کو زندہ کیا پھر شافہت کلام کیا۔ اور پوچھا میرے بندے تیری کوئی اور خواہش ہے تو تیرے والد نے کہا یا اللہ صرف یہی ہے کہ دنیا میں پھر جاؤں۔ پھر لڑوں پھر مارا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ مقدر ہو چکا ہے۔ مرنے کے بعد دوبارہ واپسی نہیں۔

(فتح الباری ج ۶ ص ۲۶، ترمذی شریف کتاب التفسیر سورۃ آل عمران)

عمر بن جموح کا شوق شہادت

اسی مقدس غزوہ احد میں حضرت عمر بن جموح رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ ان کے پاؤں میں شدید لنگ تھی۔ احد شریف کا موقع آیا تو بیٹوں سے کہا میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ بیٹوں نے کہا۔ آپ ٹھہریئے۔ آپ معذور ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو رخصت دی ہے مگر آپ شوق شہادت میں اس قدر بےتاب ہیں۔ اسی طرح تکلیف سے دربار رسالت میں حاضر ہو گئے۔ بچوں کی شکایت کر دی۔ کہ غزوہ احد میں شامل نہیں ہونے دیتے اور پھر ساتھ ہی قسم اٹھا دی۔

۳۴۳ واللہ انی لارجوا ان اطاء بعرجتی ھذہ فی الجنۃ ۔

اللہ کی قسم میں امید کرتا ہوں میں اسی لنگ کے ساتھ جنت کو روندوں گا۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم معذور ہو تم پر جہاد فرض نہیں۔ بیٹوں سے فرمایا اگر تم اسے نہ روکو تو کیا حرج ہے۔ ہو سکتا ہے اسے شہادت نصیب ہو۔ (ابن ہشام ج ۲ ص ۸۸) ان کی شہادت کے بعد ورثا نے کوشش کی کہ انہیں مدینۃ الرسول میں دفن کیا جائے مگر اونٹنی نہ چلتی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی۔ آقا عمر بن جموح کو مدینہ منورہ میں دفنانے کا خیال کرتے ہیں مگر اونٹنی نہیں چلتی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنگ میں آتے وقت انہوں نے کچھ کہا تھا۔ عرض کی ان کی آتے ہوئے یہ دعا تھی۔

اللھم ارزقنی شہادۃ ولا تردنی الی اھلی ۔

اے اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرما اور گھر والوں میں واپس نہ لوٹا۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لقد رایتہ یطاء بعرجتہ فی الجنۃ

میں نے اسے اسی لنگ کے ساتھ جنت میں چلتے ہوئے دیکھا ہے۔

عبداللہ بن عمر اور عمرو بن جموح کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

(زرقانی ج ۲، ص ۵۰، مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۲۱۵)

ایک خاتون کا عشق رسول

۳۴۴۔ اسی مقدس غزوہ احد میں بے شمار لوگوں نے جاں نثاری اور عشقِ رسالت کے عنوان ثبت کیے جو تاریخ کے انمٹ نشان بن گئے۔ انہیں جانبازوں میں خواتین کا بھی حصہ خاصہ ہے۔ غزوہ احد ختم ہو گیا۔ صحابہ کرام کی واپسی ہوئی۔ اپنے اپنے اقربا دشتہ دار دیکھنے کے لیے مرد عورتیں مدینۃ الرسول سے باہر جمع ہو گئے۔ سعد ابن ابی وقاص فرماتے ہیں۔ واپسی پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک انصاری خاتون پر سے ہوا۔ اس مقدس خاتون کا باپ، شوہر، بھائی غزوہ احد میں شہید ہو چکے تھے۔ صحابہ کرام نے اس خاتون کو اس کے باپ، شوہر، بھائی کی شہادت کا واقعہ سنایا۔ یہ خاتون جھٹ بولیں۔ پہلے یہ بتاؤ میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے۔ صحابہ نے بتایا الحمد للہ خیریت سے ہیں۔ خاتون نے کہا کہ مجھے چہرہ انور کی زیارت کرا دو تاکہ دل مطمئن ہو جائے۔ صحابہ نے اشارے کے ساتھ بتا دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ کھڑے ہیں اس خاتون نے زیارت کی اور ساتھ ہی کہہ دیا۔

کل مصیبۃ بعدک جلل

آپ کے (دیکھ لینے کے) بعد تمام مصائب کوئی معنے نہیں رکھتے۔

(ابن ہشام ج ۱ ص ۲۲ رحمۃ للعالمین غزوہ احد)

وصلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وبارک وسلم

غزوہ احد میں خواتین کا کردار

اس جنگ میں جہاں مردوں نے خدمت اور جاں نثاری کے مظاہرے کیے خواتین

۲۲۵ بھی پیچھے نہیں رہیں ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ احد کے دن میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور اپنی والدہ ام سلیم کو دیکھا ۔ وہ پانی مشکیں بھر بھر لاتی تھیں اور پیاسوں کو پلاتی تھیں ۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیط بھی اسی قسم کی خدمات
۲۲۶ انجام دیتی رہیں ۔ ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں کہ وہ غزوات میں زخمیوں کی مرہم پٹی کی خدمات انجام دیتیں، پیاسوں کو پانی پلاتیں، زخمیوں اور شہیدوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتیں۔
ام عطیہ رضی اللہ عنہا اسی قسم کی خدمات سرانجام دیتیں ۔ یہ مقدس خواتین تو یہی خدمات انجام دیتی رہیں۔ مگر ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے جب ابن قمیہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرتے دیکھا تو آگے بڑھ کر اس کا مقابلہ کیا ۔ یہ بھی یاد رہے پوری ملت اسلامیہ کا اس پر اجماع ہے کہ عورتوں پر جہاد فرض نہیں ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ جہاد افضل عمل
۲۲۷ ہے ۔ ہم خواتین اس میں شامل نہ ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا جہاد تو حج مبرور ہے۔
۲۲۸ ۔ سنن ابن ماجہ میں ہے حضور علیہ السلام سے عرض کی گئی علی النساء جہاد ؟ عورتوں پر جہاد ہے ؟ فرمایا ہاں ۔ لا قتال فیہ الحج والعمرۃ ایسا جہاد جس میں قتال نہیں حج اور عمرہ یہ عورتوں کا فطری ضعف ان پر جہاد فرض نہ ہونے کی واضح دلیل ہے ۔

شہداء احد کی زیارت

اس مقدس غزوہ احد میں ستر جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شہید ہوئے بعض کے اسمائے گرامی یہ ہیں ۔

سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ، عمر بن ثابت رضی اللہ عنہ ، سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ مصعب بن عمر رضی اللہ عنہ ، عبداللہ بن عمر بن حرام رضی اللہ عنہ ، سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ ، سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ، نعمان بن مالک رضی اللہ عنہ ، سہیل بن قیس رضی اللہ عنہ ، خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ ، حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ ، عمر بن جموح رضی اللہ عنہ ،

بے سروسامانی کا یہ عالم تھا کہ کفن کے لیے چادر بھی میسر نہ تھی، چادر سے پیر ڈھانپے جاتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں نکل جاتے۔ ایک چادر میں دو کو کفن اور ایک قبر میں دو کو دفن کیا جاتا جس کے متعلق یہ معلوم ہو جاتا کہ زیادہ قرآن کس کو یاد ہے اسے پہلے لحد میں اتارا جاتا۔ انہیں غسل دیے بغیر دفن کیا گیا۔ (بخاری کتاب الجہاد، زیارت قبور)۔

ہر ایک کو قبر میں رکھتے ہوئے ان پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ اشارہ فرماتے۔

۴۲۹۔ انا شہید علیٰ ھٰؤلاء یوم القیٰمۃ

قیامت کے دن میں ان کے حق میں گواہی دوں گا

شہداء احد کی سالانہ تقریب

عبادہ بن ابی صالح فرماتے ہیں۔

۴۳۰۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یاتی قبور الشہدا باحد علیٰ راس کل حول و یقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔ (خلاصہ ص۳۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہدا احد کی قبروں پر سالانہ تشریف لے جاتے اور فرماتے تم پر سلام ہو تم نے صبر کیا آخرت کی دار اچھی ہے۔

نکتہ

اس حدیث پاک سے ظاہر ہے باقاعدگی کے ساتھ ہر سال قبور کی زیارت کے لیے جانا شرعاً جائز و درست ہے

سیّدہ فاطمہؓ نے قبر حمزہ رضؓ کی مرمت فرمائی

۴۳۱۔ عن ابی جعفر رضی اللہ عنہ ان فاطمہ بنت رسول اللہ

حوش اشراف اور مسجد نبوی شریف کے درمیان شارع موصل ا شارع موصل اور شارع عینیہ کے درمیان واقع تکون حج کے دنوں کے بعد موٹروں وغیرہ سے خالی نظر آتی ہے۔
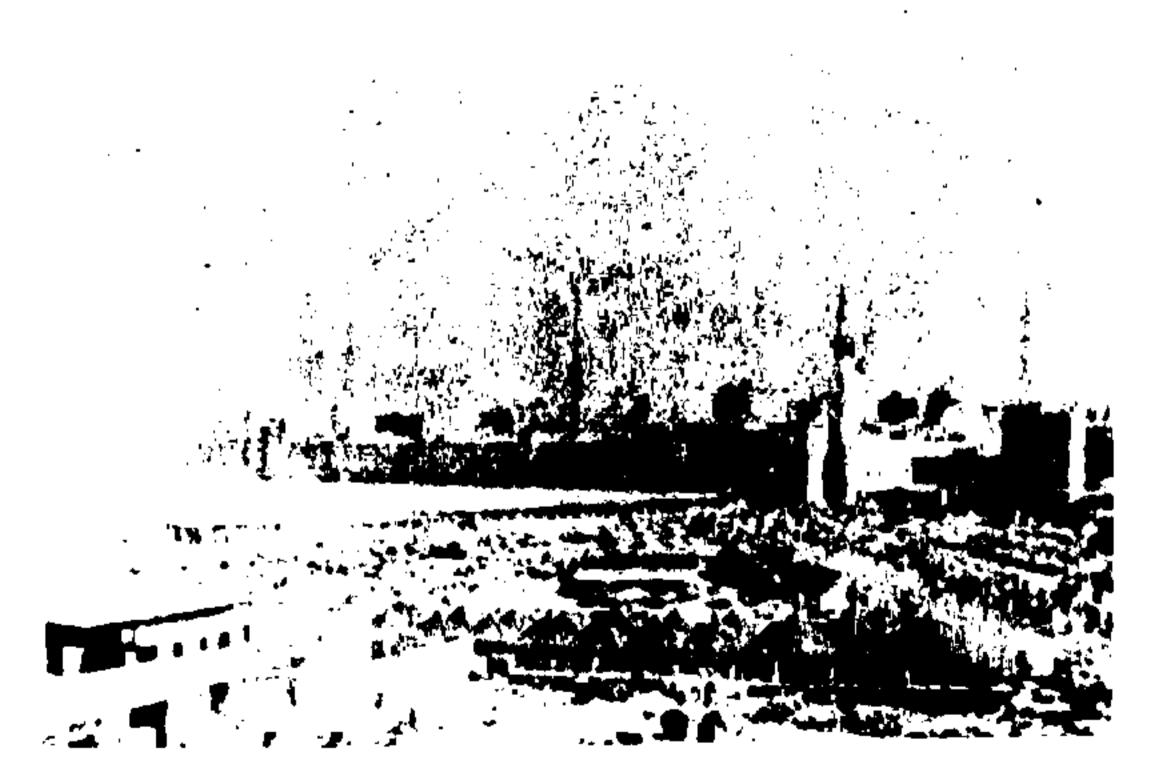
مسجد نبوی اور حوش اشراف کے درمیان واقع شارع موصل حج کے دنوں میں یہ تکون موٹروں وغیرہ سے بھری ہوئی دکھائی دیتی ہے

جبل اُحد کا ایک حِصّہ

جبل رماۃ

عارف حکمت لائبریری

مدینہ منورہ کے تربیتی کالج کا منظر عام

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مسجد کا علاقہ

مسجد ابوذرؓ کا ایک منظر

شارع مناخہ پر واقع ملک عبدالعزیز لائبریری

مسجد نبوی شریف کے جنوبی سمت واقع مدینہ منورہ لائبریری
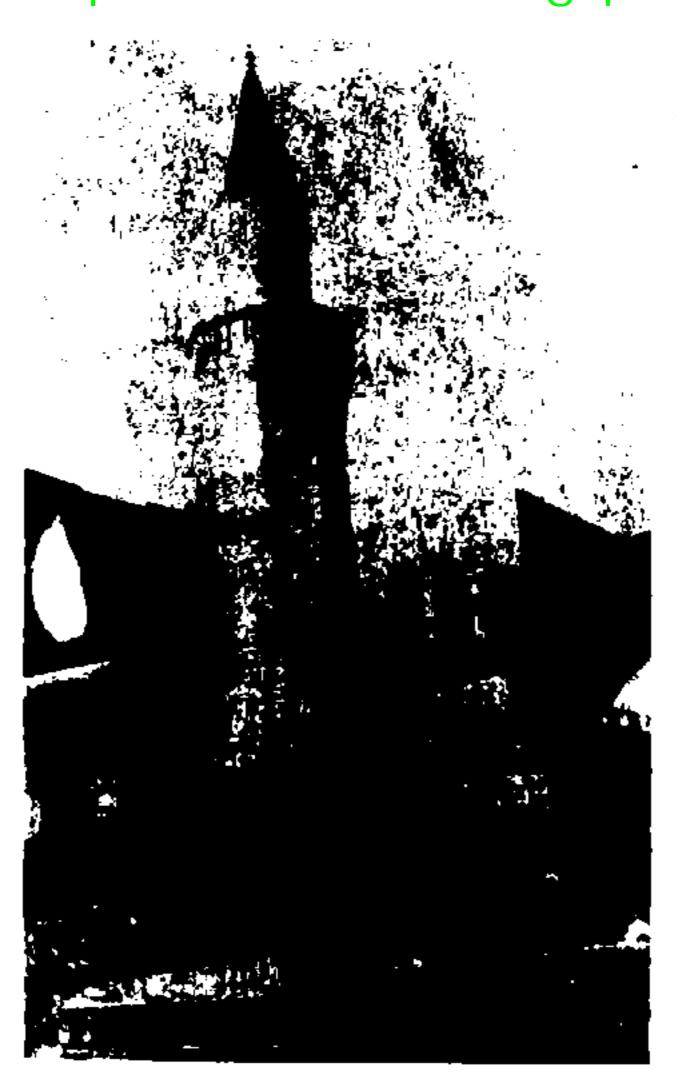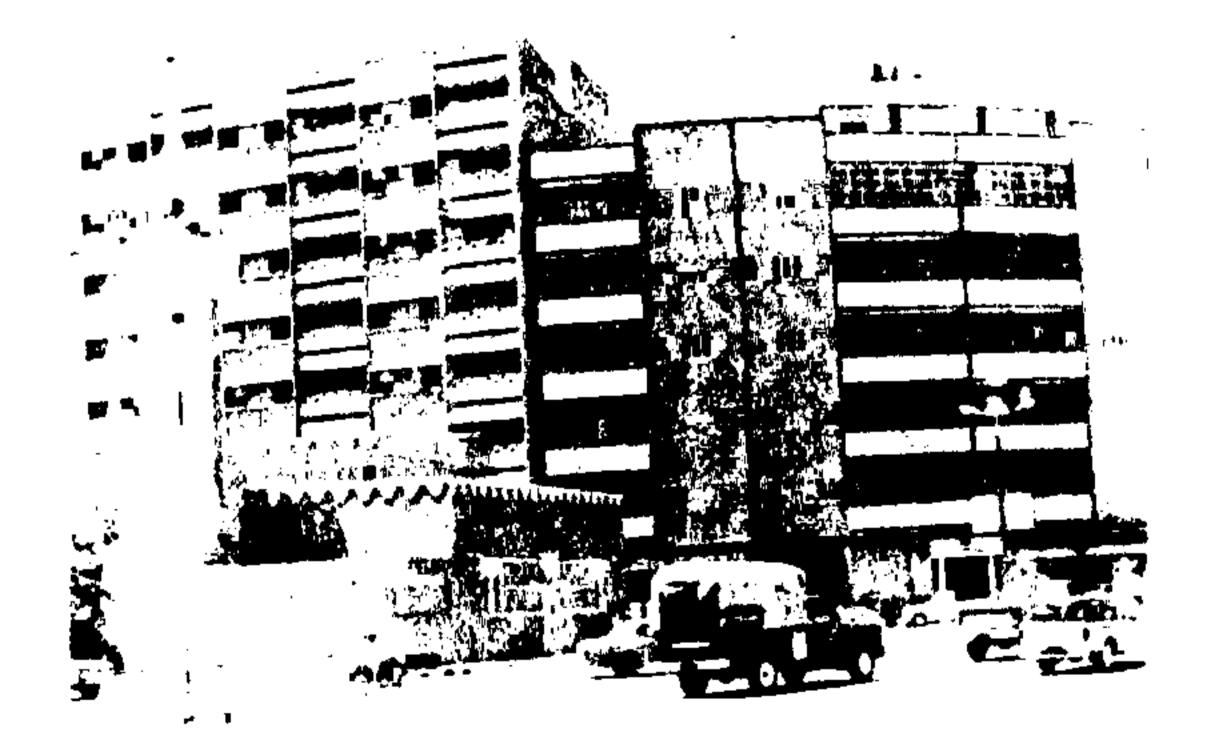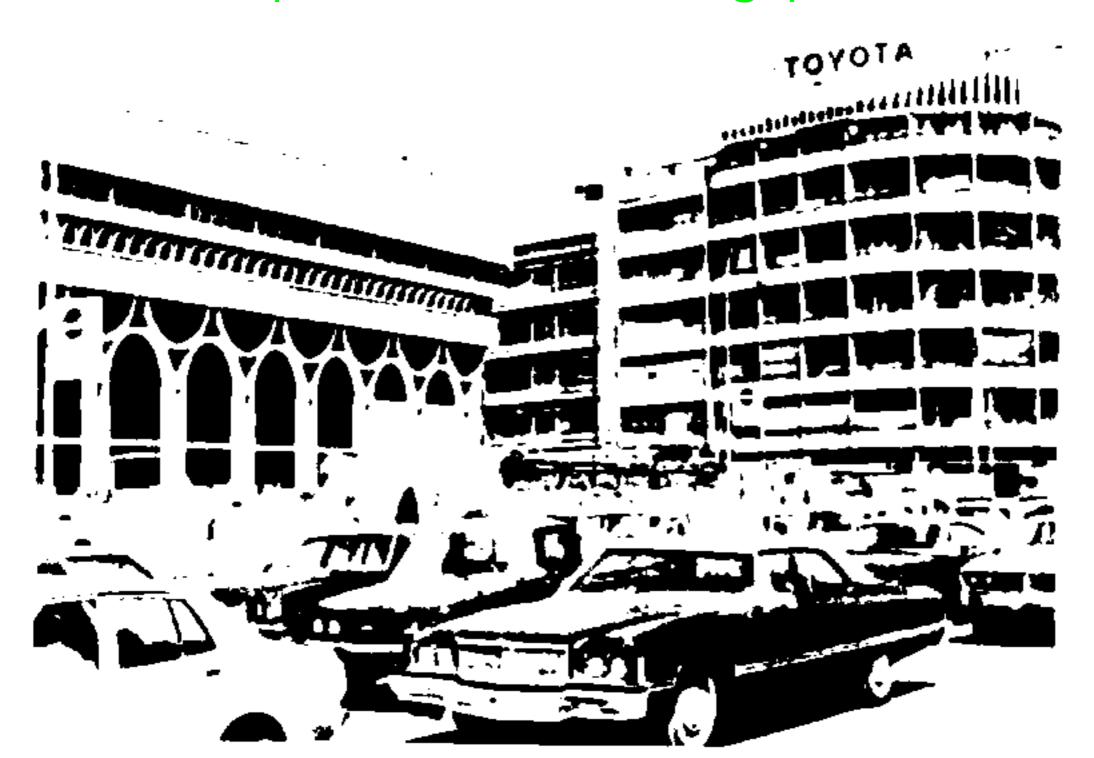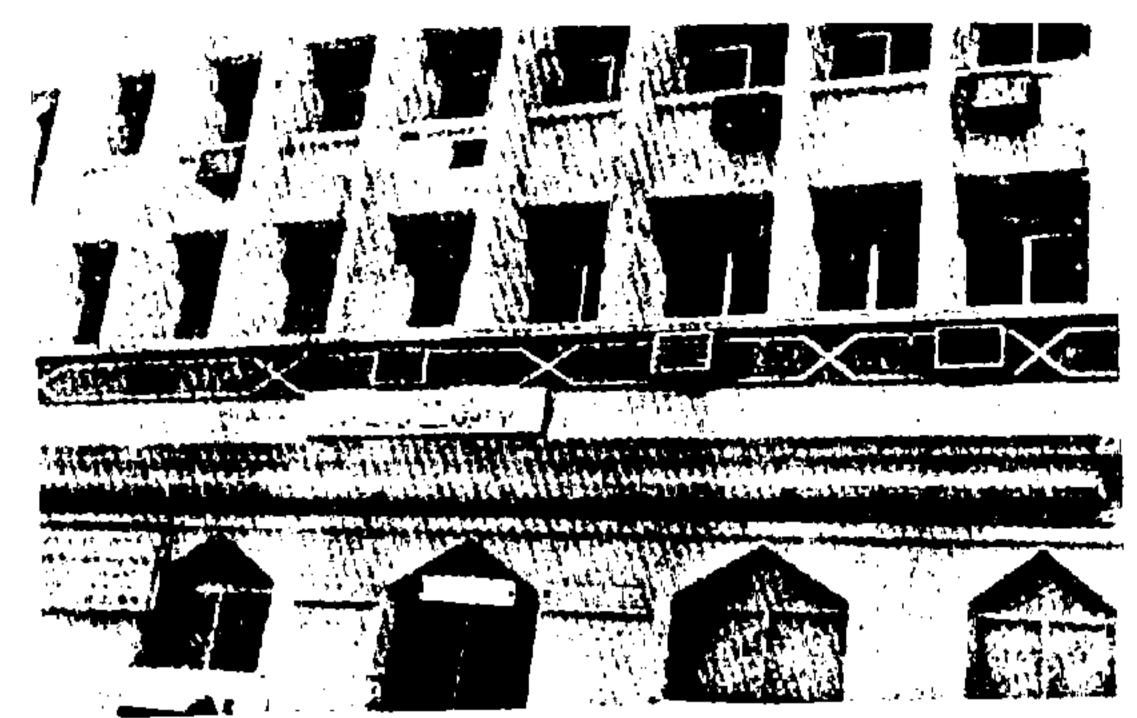
مسجد نبوی شریف کے مشرقی جانب واقع وزارت حج و اوقاف کے زیر اہتمام مدینہ منورہ کے اوقاف کے دفاتر کی عمارت

شارع سحیمی پر واقع وزارت حج و اوقاف کی شاخ کی عمارت

عنبریہ علاقے کا موجودہ باغیچہ

عنبریہ علاقے کا ایک منظر

صلی اللہ علیہ وسلم کانت تزور قبر حمزۃ رضی اللہ عنہ ترمہ و تصلحہ۔ (خلاصہ ص۳۰۲)

حضرت ابی جعفر روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا حمزہ کی قبر پر جاتیں۔ اس کی مرمت اور درستگی فرمایا کرتیں۔ حاکم نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۴۳۲۔ ان فاطمۃ رضی اللہ عنہا کانت تزور قبر حمزۃ کل جمعۃ تبکی و تصلی۔ (خلاصہ ص۳۰۲)

سیدہ فاطمۃ الزہرا سیدنا حمزہ کی قبر پر جمعہ کو آتیں وہاں آنسو بہاتیں اور نماز پڑھتیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا یہ معمول آپ کے وصال تک رہا۔ (خلاصہ ص۳۰۲)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا قبر حمزہ کے قریب نماز ادا کرنا۔ یہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام، صحابہ عظام کی قبور کے نزدیک نماز پڑھنا خیر و برکت کا باعث ہے کہ ان کی قبور پر رحمت الٰہی برستی ہے۔ شہداء احد کی زیارت کا یہ عمل جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود شروع فرمایا وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی قائم رکھا۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حج پر آتے تو آپ بھی حاضر ہوتے۔ (وفاء الوفاء۔ ج ۲ ص۱۱۲)

شہید سلام کا جواب دیتا ہے

۴۳۳۔ عبد اللہ بن ابی مروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم زار قبور الشہداء باحد فقال اللھم ان عبدک و نبیک لیشھد ان ھؤلاء شھداء و اللھم

من زارهم او سلم عليهم الى يوم القيامة ردوا عليه ۔ (خلاصہ ص۳۰۴)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے احد کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا اے اللہ! تیرا بندہ تیرا نبی گواہی دیتا ہے۔ یہ شہید ہیں۔ قیامت تک ہر سلام کہنے والے کو جواب دیتے رہیں گے۔

۴۴ قال العطاف حدثتنى خالتى انها زارت الشهداء فسلمت عليهم فسمعت رد السلام وقالوا والله انا نعرفك كما يعرف بعضنا بعضا (خلاصہ ص۳۰۴)

عطاف کہتے ہیں۔ ان کی خالہ نے بتایا۔ شہدائے احد کی زیارت کو گئیں۔ اور شہدا کو سلام کیا اور ان سے جواب سنا اور یہ بھی سنا۔ اللہ کی قسم ہم تمہیں ایسے ہی پہچانتے ہیں جیسے ایک دوسرے کو پہچانا جاتا ہے۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے قبر سے جواب دیا

۴۵ قال الواقدى كانت فاطمة الخزاعية تقول رأيتنى وقد غابت الشمس بقبور الشهداء معى اخت لى فقلت لها السلام على قبر حمزة فوقفنا على قبره فقلنا السلام عليك يا عم رسول الله فسمعت كلاما رد علينا وعليكم السلام ورحمة الله وما قربنا احد من الناس۔ (خلاصہ ص۳۰۴)

واقدی فاطمہ خزاعیہ سے راوی ہیں۔ فاطمہ اپنی بہن کے ساتھ شہدائے احد کی قبور پر گئیں سورج غروب ہو چکا تھا۔ میں نے بہن سے کہا آؤ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر سلام عرض کریں۔ ہم نے السلام علیکم کہا تو قبر سے جواب ملا وعلیکم السلام

ورحمۃ اللہ اور ہمارے قریب کوئی آدمی نہ تھا۔

۳۴۶۔ عمر بن علی فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی مجھے جمعہ کے روز احد کی زیارت کے لیے لے گئے وہاں پہنچے تو میرے والد گرامی نے بلند آواز سے کہا "سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار تم نے صبر کیا تم پر سلام ہو۔ تو جواب ملا۔ وعلیکم السلام یا ابا عبد اللہ اے ابو عبداللہ تم پر سلام ہو۔ میرے والد نے مجھے کہا۔ وعلیک السلام تو نے کہا ہے۔ میں نے عرض کی جی نہیں پھر مجھے اپنے دائیں جانب کھڑا کر لیا۔ پھر کہا السلام علیکم پھر جواب ملا وعلیکم السلام۔ اس پر میرے والد گرامی فوراً سجدہ میں گر گئے اور اس انعام پر سجدۂ شکر ادا کیا۔ (خلاصہ الوفا ص۳۰)

وصلی اللہ علی حبیبہ محمد وعلی الہ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسول کے فراق میں

خراب حال کیا دل کو پُر ملال کیا — تمہارے کوچہ سے رخصت کیا نہال کیا
چمن سے پھینک دیا آشیانہ بلبل — اجاڑا خانہ بے کس بڑا کمال کیا
نہ گھر کا رکھا نہ اس در کا ہائے ناکامی — ہماری بے بسی پہ ہی نہ کچھ خیال کیا
جو دل نے مر کے جلایا تھا منتوں کا چراغ — ستم کہ عرض رہ صرصر زوال کیا
مدینہ چھوڑ کے ویرانہ ہند کا چھایا — یہ کیسا ہائے حواسوں نے اختلال کیا
تو جن کے واسطے چھوڑ آیا طیبہ سا محبوب — بتا تو اس ستم آرا نے کیا نہال کیا
ابھی ابھی تو چمن میں تھے چہچہے ناگاہ — یہ درد کیسا اٹھا جس نے جی نڈھال کیا

الٰہی تو سن لے رضا جیتے جی کہ مولٰے نے
سگان کوچہ میں چہرہ مرا بحال کیا

جبل عیر

مدینۃ الرسول کے مشہور پہاڑوں میں سے ایک ہے۔ اس پہاڑ کے متعلق زبانِ رسالت سے یہ الفاظ صادر ہوئے ہیں

۲۴۷۔ ھذا عیر جبل یبغضنا و نبغضه علی باب من ابواب النار۔

یہ عیر پہاڑ ہم سے بغض رکھتا ہے۔ ہم اس سے ناراض ہیں۔ یہ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہے۔

یہ پہاڑ کوہ احد کے سامنے مکہ مکرمہ کے راستہ میں واقع ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے دشمنوں میں شمار فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پتھروں میں بھی دوستی دشمنی پائی جاتی ہے عیر وحشی گدھے کو کہا جاتا ہے۔ (تاریخ المدینہ ص۲۳۳ آثار المدینہ ص۲۰۹)

جبل المستندر

یہ مدینۃ الرسول کے پہاڑوں میں سے ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس زمانہ میں مہاجرین بنی وائل کے گھر اس پہاڑ کے قریب واقع تھے۔

(آثار المدینہ ص۸۸)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ وسلم

جبل سلع

یہ پہاڑ شمال مدینۃ الرسول میں واقع ہے۔ اس کے پتھر سیاہی مائل ہیں۔ کہتے ہیں اس کے نیچے سیمنٹ کا ذخیرہ ہے۔ اس کے غربی جانب بنی حرام کا غار واقع ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم راتیں بسر فرماتے تھے۔ اور جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "واللہ

يعصمك من الناس ” تو پھر وہاں کا قیام کم کر دیا گیا۔ اس غار کے شمال میں مسجد الفتح واقع ہے۔ مسجد الفتح اور اس غار کا ذکر پہلے صفحات میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔ اس پہاڑ کی جنوبی بلندی پر صدیق اکبرؓ عمر فاروقؓ کا جانا اور وہاں دعا فرمانا ثابت ہے۔ (آثار المدینہ ص۲۰۵)

جبل سلیع

یہ ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے جو جبل سلیع کے جنوب میں واقع ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدس میں اس پر مہاجرین بنو اسلم کے گھر آباد تھے۔ اس پر ۹۰۰ھ میں گورنر مدینۃ الرسول کا محل بھی رہا۔ اس محل کو ابن اشحمرتے ۰۰۰ھ میں بنوایا کہ قلعہ کا کام دے سکے۔ اور اس پر سے مدینہ منورہ کے قرب وجوار کو دیکھا جا سکے۔

سید جعفر برزنجی اپنی کتاب نزہۃ الناظرین میں لکھتے ہیں۔ یہ مشہور قلعہ باب شامی کے قریب واقع تھا۔ (آثار المدینہ ص۲۰۶)

وصلی اللہ علی حبیبہ سید الانبیا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

جبل رماۃ

یہ چھوٹا سا پہاڑ ہے جو سید الشہدا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے جنوب میں واقع ہے۔ وادی قنات جس کا ذکر کیا گیا ہے وہ بھی سامنے واقع ہے۔ اسی جگہ پر سیدنا حمزہ حربہ لگنے کے باعث گرے تھے۔ اس جگہ کو یہ بھی شرف حاصل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۵۰ تیر اندازوں کو جم کر بیٹھنے کا حکم فرمایا تھا۔ اس کا تفصیلی واقعہ احد میں گزر چکا ہے۔ اسی وجہ سے ہی اسے جبل الرماۃ کہا جاتا ہے کہ یہاں تیر اندازوں کا ڈیرہ تھا۔

(آثار المدینہ ص۲۰۷)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسولﷺ کی مشہور حویلیاں

یوں تو مدینہ منورہ میں بے شمار مقدس مقامات و متبرک حویلیاں ہیں۔ سرزمین طیبہ کا ذرہ ذرہ رشک جنت ہے۔ تاہم مشاہیر صحابہ کے مکانات کو تاریخ نے خصوصاً ضبط کیا ہے۔

سعد اور کلثومؓ کی حویلیاں

آج کل ان کے نشانات مفقود ہیں۔ بلکہ حتمی طور پر اس جگہ کا تعین بھی مشکل ہے البتہ مختلف روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حویلیاں مسجد قبا شریف کے قریب واقع تھیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر آئے تو کلثوم کی حویلی کو محبوب پاکؐ کے مقدس قدم چومنے کا شرف نصیب ہوا۔ اس حویلی کا تفصیلی واقعہ مسجد قبا کے ورود مسعود میں گزر گیا ہے۔ یہ حویلی اور اس سے ملحقہ سعد بن خیثمہ کی حویلی دونوں مشہور تھیں۔ مورخ مطری کے زمانے میں ...ھ ہجری میں ان کے نشانات موجود تھے۔ علامہ سمہودی فرماتے ہیں۔ یہ دونوں حویلیاں مسجد قبا کے جنوب میں واقع ہیں۔ سعد بن خیثمہ کی حویلی تو مسجد قبا کی قبلہ کی سمت تھی۔ کسی وقت لوگ مسجد قبا کی زیارت کے بعد ان مقامات کی بھی زیارت کرتے تھے۔ ترکوں نے ان حویلیوں کے نشانات کو سفید قبوں کی شکل میں باقی رکھا۔ مدینہ منورہ کے باسی لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہے۔ ان دنوں دونوں حویلیوں میں مدرسہ قبا دالابتدائیہ پرائمری جاری ہے۔ (آثار المدینہ صفحہ ۱۲)

وصلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

ابو ایوب انصاری کی حویلی

یہ مقدس حویلی باب اسلام سے قبلہ سمت جانے والی گلی کے اندر واقع ہے۔ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سات مہینے یا بارہ مہینے قیام فرمایا۔ اس کی دو منزلیں تھیں۔ نچلی منزل میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا کہ ملاقاتیوں کو آرام ہے۔ اس حویلی کا پہلا بانی تو تبع اول حمیری ہے۔ جس کا تفصیلی ذکر کتاب کے آغاز میں گزر گیا ہے۔ اس حویلی کے متعلق سہیلی روضۃ الانف میں نقل کرتے ہیں کہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے بعد یہ حویلی افلح کے قبضہ میں آئی۔ افلح نے مغیرہ بن عبد الرحمٰن کو ایک ہزار دینار میں بیچ دی۔ پھر مرور زمانہ کے بعد اس حویلی کو ملک شہاب الدین غازی نے خریدا اور وہاں مدرسہ شہابیہ قائم کیا۔ پھر ایک مرتبہ اس کی تاریخ نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔ تیرھویں صدی ہجری میں پھر اسے نمایاں کیا گیا۔ اس کی باہر کی دیوار پر پتھر نصب تھا جس پر لکھا تھا۔ یہ ابو ایوب انصاری کا مکان ہے۔ اس مقدس حویلی میں عرصہ تک کمان کا تبرک موجود رہا۔ (سنہ ۱۹۸۰ء میں ختم کر دیا گیا۔ (وفاء الوفاء ج ۲، ص ۳۲)، (آثار المدینہ ص ۲۵)

جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی حویلی

یہ حویلی مسجد نبوی شریف کے جنوب مشرق میں ابو ایوب انصاری کی حویلی سے ملتی تھی۔ آج کل نائب الحرم کی رہائش ہے۔ سب سے پہلے یہ حویلی حارثہ بن نعمان انصاری کے قبضہ میں تھی۔ پھر سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں آئی اور تاریخ نے انہیں کے نام سے ضبط کیا۔ الشجاعی شاہین الجمالی شیخ الحرم بھی یہاں رہے۔ آج کل اوقاف کے قبضہ میں ہے نہ معلوم یہ ملکیتی حویلی وقف املاک کے قبضہ میں کس طرح آ گئی۔ ممکن ہے شاہین الجمالی نے وقف کی وصیت کر دی ہو۔

(آثار المدینہ ص ۳۲، وفاء الوفاء ج ۲، ص ۳۳)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

عثمانؓ بن عفان کی حویلی

مدینہ منورہ کی تواریخ مقدسہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان کی دو حویلیاں تھیں جو مسجد نبوی شریف کے مشرقی جانب واقع تھیں۔ ایک کو دار صغریٰ دوسری کو دار کبریٰ کے نام سے یاد سے کیا جاتا تھا۔ یہ دونوں حویلیاں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں ہی بنائی گئیں۔ علامہ سمہودی فرماتے ہیں۔ دار اولیٰ کی جگہ رباط بنائی گئی۔ جو رباط (سرائے) سیدنا عثمان کے نام سے مشہور رہی۔ یہ سرائے مسجد نبوی شریف کی سعودی توسیع سے پہلے موجود تھی۔ یہاں ایک بہت بڑا کتب خانہ تھا۔ یہ سرائے سلطنت عباسیہ کے کارناموں میں سے ایک کارنامہ تھا۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی اسی جگہ ہوئی۔ یہ بھی ملتا ہے۔ دار کبریٰ کی جگہ سرائے اصفہانی مشہور رہی۔ اسی جگہ اسدالدین شیرکوہ کی قبر تھی۔ یہ جگہ دار شیخ الخدام کہلائی۔ شیخ سمہودی کی تحریر کے مطابق سرائے اصفہانی سرائے عجم کے نام سے مشہور تھی۔ کہ اس کے بانی نے اسی سرائے کو فقرائے عجم پر وقف کر دیا تھا۔ یہ جگہ دار شیخۃ الحرم کے نام سے مشہور رہی۔ سلطنت عثمانیہ کے دور میں یہاں شیخ الحرم کا قیام تھا۔ شیخ الحرم اور شیخۃ الخدام کی اصطلاحیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اس حویلی کا محل وقوع کچھ اس طرح سمجھا جا سکتا ہے۔ اس کے شمال میں جنت البقیع کا راستہ ہے۔ مغرب میں موضع الجنائز ہے جنوب میں زقاق حبشہ واقع ہے۔ یہ باب جبریل کے سامنے واقع ہے۔ (آثار المدینہ صفحہ ۲۰۶)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ وسلم

ابوبکر صدیقؓ کی حویلی

شیخ سمہودی کی تحریر کے مطابق یہ حویلی مسجد نبوی کی شرقی جانب دار عثمان سے

ملتی ہے۔ باب جبریل سے جنت البقیع شریف کو جانے والے راستے پر واقع ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق اسی حویلی میں سیدنا صدیق اکبر کا وصال ہوا۔ زاویہ الشمان کے مقابل واقع ہے۔ (آثار المدینہ ص۳۷) وفا الوفا شریف اور مختلف تواریخ کے مطالعہ سے یہ بات قرین قیاس ہے کہ دار ابو بکر اور خوختہ الصدیق دونوں الگ الگ ہیں۔ جیسا کہ آثار المدینہ ص۳۷ اور وفا الوفا کی عبارات سے واضح ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ تفصیلی مطالعہ کے لیے یہی کتب انہیں مقامات سے دیکھیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ وسلم

ریطہ کی حویلی

ریطہ ابو العباس سفاح کی بیٹی ہیں۔ مدینۃ الرسول میں ان کی حویلی بھی کتب تواریخ میں ضبط ہے۔ یہ حویلی مسجد نبوی شریف کے باب النساء کے مقابلہ میں واقع تھی۔ اسی دار ریطہ کے سبب ہی باب النساء کو باب ریطہ کہہ دیتے تھے۔ مورخ مدینہ مطری کا تو یہ نظریہ ہے کہ دار ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے مگر علامہ سمہودی نے مطری کے اس نظریہ کی مخالفت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں دار ابو بکر دار ریطہ کے پیچھے شرقی جانب میں واقع ہے۔ ابن شبہ کی دلیل بھی کرتے ہیں کہ وہ دار ابو بکر بقیع شریف کی جگہ میں بتاتے ہیں اور مختلف قرائن بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ مؤلف مراۃ الحرمین بھی اسی نظریہ کے مؤید ہیں۔ فرماتے ہیں باب النساء کے سامنے دار ریطہ واقع ہے اور اس کے شرقی جانب دار ابی بکر آج کل یہاں زاویہ الشمان واقع ہے۔

(آثار المدینہ ص۳۹)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ وسلم

خالد بن ولید کی حویلی

یہ مقدس حویلی دار خالد بن ولید اور رباط خالد بن ولید کے ناموں سے مشہور رہی ہے بنشۃ میں اسے "رباط السبیل" "مسافر سرائے" کے نام سے بھی یاد کیا جاتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس حویلی کے تنگ ہونے کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ارفع البناء فی السّما و سل اللہ السّعة ۔ ۴۲۸

اسے دو منزلہ بنا لو اور اللہ تعالیٰ جل مجدہ سے فراخی کا سوال کرو۔

پہلی عالمگیر جنگ کے موقع پر فخری پاشا نے اسے گرا دیا۔ قبہ رہنے دیا پھر جب سعودی حکومت نے توسیع کا پروگرام بنایا تو یہ منصوبہ میں آگیا۔ اس حویلی کے پیچھے فاتح مصر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی دار بھی تھی۔ رہا اس حویلی کا ملکیت سے نکل کر اوقاف میں آنا تو یہ اولاً خود سیدنا خالد بن ولید نے اسے وقف کیا پھر بطور نگرانی اولاد کی طرف منتقل ہوتی رہی۔ سنہ ۱۲۰۰ھ کے آغاز میں اوقاف اغوات کے نام سے مشہور ہوئی جو آج تک بھی ہے۔

(آثار المدینہ صفحہ ۲۲)

اغوات

مسجد نبوی شریف کے اگلے حصے پر کالے کالے رنگ کے متعدد خدام بیٹھے ہوتے ہیں جنہیں جالی مبارک کے اندر جا کر صفائی کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ یہ لوگ مسجد نبوی شریف کے خاص خدام میں شمار ہوتے ہیں۔ حاجی صاحبان انہیں انتہائی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہیں۔ اسی نسبت سے حضور علیہ السلام نے انہیں نوازا ہے۔ یہ لوگ عربی النسل نہیں۔ حبشہ یا سوڈان سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں نے قطب العالم حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سے ان کے بارے میں پوچھا یہ لوگ یہاں کب سے ہیں۔ ان کا انتخاب کیسے ہوا تو فرمایا: دولتِ عثمانیہ کے دور سے ہیں۔ جالی مقدس کے اندر جانے کے لیے ان کا انتخاب اس لیے کیا گیا کہ یہ نسبت مرد اور عورت کے جنسی لغزشوں سے مبرا ہوتے ہیں کیا بعید کہ یہ لوگ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ کی نسل سے ہوں اور اسی نسبت سے ہی یہ خدمت کا حصہ ملا ہو۔ عام لوگوں میں یہی مشہور ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مروان بن الحکم کی حویلی

مسجد نبوی شریف سے متصل مدرسہ البشیر کی جگہ باب السلام کی جانب واقع تھی اسی وجہ سے مسجد نبوی شریف کے دروازوں میں سے بابِ مروان بھی تھا۔ اس کی قدر تفصیل مسجد نبوی شریف کی تاریخ میں گزر چکی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور محلات

مدینہ منورہ کی تاریخ سے جن مشہور محلات و قصور کا پتہ چلتا ہے وہ یہ ہیں۔

محل سعید بن عاص

یہ محل وادی عقیق میں ہے۔ اس کی لمبائی ۳۶ میٹر چوڑائی ۲۷ میٹر اونچائی ۹ میٹر کے لگ بھگ ہے۔ اندر باہر سے خاص قسم کے چونہ سے تیار کیا گیا ہے۔ سعید بنو امیہ کے مشہور اہل سخا سے تھا۔ مدینہ منورہ کے مشہور امراء سے تھا۔ بانی محل سعید کو اس محل پر فخر تھا۔

(آثار المدینہ ص ۴۹)

محل عاصم

عاصم بن عمرو بن عمر بن عثمان بن عفان کا یہ محل بھی تاریخ نے ضبط کیا ہے۔ اس کی لمبائی ۲۰ میٹر ہے۔ یہ محل مربع شکل کا ہے۔ اس کے مختلف کمروں کے نشانات تھے۔ قصے کہانیاں سنانے کی جگہ مشہور ہیں۔ سطح ارض سے بلند ہے۔

محل عروہ بن زبیر	محل مراجل	محل سکینہ بنت حسین
محل اسحاق بن ایوب	محل بنت رازقی	محلات جعفر بن ابراہیم
محل عبداللہ بن عامر	محل مروان بن حکم	محل عنبر بن سعید
محل جعفر بن سلیمان	محل محمد بن عیسیٰ جعفری	محل یزید بن عبدالملک
محل طاہر بن یحییٰ	محل عبدالعزیز	محل عاصم بن عمر
محل عیسیٰ بن عمر	محل عبداللہ بن ابی بکر	(آثار المدینہ ص۲۲۳)

یہ سارے محلات قریباً قریباً وادی عقیق میں واقع ہیں۔ اس مقدس دور میں ان محلات کے نقشہ سے وادی عقیق کی آبادی کا بھی پتہ چلتا ہے۔

مدینۃ الرسول کے مشہور قلعے

ضحیان کا قلعہ

یہ قلعہ سیاہ پتھروں سے تعمیر ہے۔ لمبائی ۲۰ میٹر چوڑائی ۱۲ میٹر اور اونچائی ۸ میٹر ہے جنوبی حصہ کے نشانات مٹ رہے ہیں۔ شمالی حصہ دکھائی دے رہا ہے۔ یہ قلعہ بیر شمیلہ کے مغربی حصہ میں ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ یہ قلعہ بھی یہود کا تھا مگر وفاء الوفاء کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ انصار کا تعمیر کردہ ہے اسے رمیہ ابن الجلال نے بنایا اور ضحیان نام رکھا۔ یہ مسجد قبا کے مغرب میں واقع ہے۔ (آثار المدینہ مترجم ص۳۹)

کعب بن اشرف کا قلعہ

یہ قلعہ حرہ شرقیہ میں واقع تھا۔ اس کی لمبائی چوڑائی ۳۳ - ۲۳ میٹر تھی۔ اس کا مرکزی دروازہ غربی جانب واقع تھا۔ یہ قلعہ عظیم برجوں پر مشتمل تھا اور بڑے بڑے سیاہ پتھروں سے تعمیر تھا۔ بنو نضیر کی آبادی میں یہ قلعہ تھا۔

شیخ سمہودی فرماتے ہیں کہ میں نے اس قلعہ کے آثار اور وادی مذنیب میں بستیوں کے نشانات دیکھے ہیں۔ صاحب آثار المدینہ نے اس قلعہ کی تحقیقات کے لیے خاصی دلچسپی سے کام لیا ہے۔ موقع پر پہنچ کر جائزہ لیا۔ کچھ لوگوں نے بتایا کہ یہ قلعہ نصاریٰ کا ہے۔ انہوں نے خود محسوس کر لیا کہ بدوی لوگ یہود و نصاریٰ کے درمیان کوئی امتیاز نہ رکھتے تھے۔ اس بنا پر یہ جواب دیا ہے تاہم ان بدوی لوگوں نے بتایا کہ یہ قلعہ غیر مسلموں کا تھا اور اس جگہ پر غیر مسلم یہود آباد تھے۔ ۱۳۴۳ھ میں صاحب آثار المدینہ اس قلعہ پر گئے۔ وہاں علی نامی زمیندار سے ملاقات ہوئی۔ اس نے بتایا۔ یہ قلعہ ہماری ملکیت ہے۔ اس نے اس قلعہ میں تمام اہم مقامات سے آگاہ کیا اور ایک کنواں دکھایا جس سے قلعہ کے اندر رہنے والوں کے لیے آب رسانی کا نظام چلتا تھا۔ یہ قلعہ مدینہ منورہ کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ مدینہ منورہ سے قریباً اڑھائی گھنٹہ پیدل کی مسافت پر واقع ہے۔ راستہ یہ ہے۔ باب العوالی طریق قربان ام عشر حرہ

کعب بن اشرف یہودی

۳۴۹ ر مدینہ منورہ میں بسنے والے یہود کا سرکردہ تھا۔ میدان بدر میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہونے پر اسے سخت صدمہ پہنچا۔ شاعر تھا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں بہت اشعار لکھتا تھا۔ جگہ جگہ محفلیں جما کر یہ اشعار سناتا۔ بدر میں قتل ہونے والوں کی یاد میں خود کبھی روتا لوگوں کو بھی

رلاتا تھا اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اکساتا تھا۔ ایک مرتبہ قریش کو حرم کعبہ میں لایا، غلاف کعبہ تھام کر حلف لیا کہ وہ مسلمانوں سے لڑیں گے۔ (زرقانی ج ۲ ص ۹۱)

۴۴ کعب بن اشرف کی خباثتوں پر کافی دیر تک صبر و تحمل سے کام لیا جاتا رہا۔ جب وہ کسی طرح بھی باز نہ آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم جاری فرمایا۔

(فتح الباری، ج ۲، ص ۲۵۹)

کعب بن اشرف کی ناکام سازش

کعب بن اشرف حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے منصوبے بناتا رہتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی بہانے سے گھر بلایا اور کچھ آدمی مقرر کر دیے جب آپ تشریف لائیں تو یکبارگی حملہ کر کے شہید کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی دعوت پر تشریف لے آئے۔ ابھی آکر بیٹھے ہی تھے کہ جبریل امین علیہ السلام نے کعب بن اشرف کی بدنیتی اور ارادۂ فساد و ظلم سے اطلاع عرض کی تو آپ فوراً وہاں سے روح الامین کے پروں کے نیچے سے باہر تشریف لے آئے۔ اور صحابہ کرام سے فرمایا۔ تم میں سے کون ہے جو کعب بن اشرف کو قتل کرے۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچائی ہے۔ یہ سنتے ہی محمد بن مسلمہ کھڑے ہو گئے ۴۱ عرض کی حضور یہ کام میرے سپرد فرما لیجیے۔ میں حاضر ہوں۔ اور ساتھ ہی میری درخواست بھی قبول فرمائیں کہ مجھے اس مہم کو سر کرنے میں ایسے کلمات کہنے کی اجازت فرما دیں جن کے کئی معانی ہوں کہ کعب بن اشرف ان کلمات کو سن کر خوش ہو جائے۔ درحقیقت وہ اس کے لیے موت کا پیغام ہوں۔ حضور نے ذومعنی کلمات استعمال کرنے کی اجازت دیدی

مکالمہ محمد بن مسلمہ، کعب بن اشرف

کعب بن اشرف کے قتل کے منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے حضرت

محمد بن مسلمہ ایک دن کعب بن اشرف کے ہاں تشریف لے گئے اور اس طرح گفتگو ہوئی۔

محمد بن مسلمہ:۔ یہ شخص ہم سے زکوٰۃ وصول کرتا ہے۔ یہ مسئلہ بڑا اہم ہے۔

کعب بن اشرف:۔ ابھی کیا دیکھا ہے۔ ابھی دیکھو گے۔ تم اس سے اُکتا جاؤ گے۔

محمد بن مسلمہ:۔ اب تو ہم اس کے پیرو ہو چکے ہیں چھوڑنا مشکل ہے۔ انجام کے منتظر ہیں۔ (اسلام کی مکمل فتح کے منتظر ہیں) تو ہمیں کچھ غلہ ادھار دے دے۔

کعب بن اشرف:۔ مجھے کوئی انکار نہیں مگر کوئی چیز رہن رکھ دو۔

محمد بن مسلمہ:۔ آپ کیا چیز رہن رکھوانا چاہتے ہیں۔

کعب بن اشرف:۔ اپنی عورتیں رہن رکھ دو۔ غلہ کی ادائیگی پر چھوڑا لینا۔

محمد بن مسلمہ:۔ بہت مشکل ہے یہ تو ہماری غیرت کو چیلنج ہے۔

کعب بن اشرف: اپنے بچوں کو رہن رکھ دو۔

محمد بن مسلمہ:۔ یہ بھی مشکل ہے۔ بچے بڑے ہو کر مطعون ہوا کریں گے۔ البتہ ہم اپنے ہتھیار رہن رکھ دیتے ہیں۔

کعب بن اشرف:۔ مجھے منظور ہے۔ جنگی ہتھیار رہن رکھ دو۔

کعب بن اشرف کا قتل

۲ ہم ہم معاہدہ ہو گیا۔ محمد بن مسلمہ رات کو آ کر غلہ لے جائیں۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ نے اپنے رفقاء کو ساتھ لیا اور کعب کے قلعہ پر پہنچ گئے۔ دستک دی کعب نیچے آیا۔ کعب کو بیوی نے روکا۔ اس وقت قلعہ سے باہر نہ جائیے۔ کعب نے نہ مانی۔ بیوی نے کہا آواز میں خون کی بُو محسوس ہوتی ہے۔ کعب نے کہا شریف آدمی کو کیا ڈر ہے۔ شریف آدمی کو اگر رات نیزہ مارنے کے لیے بھی بلایا جائے تو وہ چلا جاتا ہے۔

محمد بن مسلمہ نے ساتھیوں کو سمجھا دیا تھا جب کعب آئے گا تو میں اس کے سر کی خوشبو کی تعریف کروں گا۔ اور سونگھوں گا۔ جب وہ سر کو قریب کرے گا کہ میں خوشبو لے لوں تو میں سر کے بال پکڑ لوں گا۔ تم نے جلدی سے سر کاٹ دینا ہوگا۔ کعب نیچے اترا۔ خوشبو سے معطر تھا۔ حضرت محمد بن مسلمہ نے خوشبو سونگھنے کی کہی۔ اس نے سر جھکا دیا۔ محمد بن مسلمہ نے سر کے بال پکڑ لیے۔ ساتھیوں نے سر کاٹ دیا۔

(بخاری شریف ج ۱، ص ۵۷۶، فتح الباری ج ۷، ص ۲۶۵، باب قتل کعب بن اشرف)

کعب بن اشرف کے جرائم

کعب بن اشرف کے وہ جرائم جن کی بنا پر اسے قتل کیا گیا یہ ہیں۔

۱۔ دین اسلام پر طعن و تشنیع کرنا۔

۲۔ دعوت کے بہانہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش کرنا۔

۳۔ عوام الناس کو اسلام اور حضور علیہ السلام کے خلاف اکسانا۔

۴۔ ملت اسلامیہ سے فریب اور خلاف جنگ کرنا۔

۵۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین بھرے اشعار کہنا۔

۶۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا۔

۷۔ لوگوں کو بغاوت پر آمادہ کرنا۔

سقیفہ بنی ساعدہ

مدینۃ الرسول کے اہم مقامات میں سے یہ بھی ایک مقام ہے۔ اسلامی تاریخ کا اہم واقعہ اس سے وابستہ ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف لاتے ہیں یہ جگہ بنو ساعدہ کی ملکیت تھی۔ بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ یہ جگہ اندرون مدینہ منورہ بنی حسین کے

کے محلات کے جنوب میں واقع ہے بعض اسے بیر بضاعۃ کے قریب بتلاتے ہیں۔ مشہور مؤرخ مطری نے اسے ہی ترجیح دی ہے۔ (آثار المدینہ منٹ) شامی دروازہ کے باہر مشہور شاہراہ ایسچی پر واقع ہے (آثار المدینہ) منٹ پاکستانی شفاخانہ اور سفارتخانہ یہیں واقع ہیں۔ اس جگہ پر اب باغیچہ ہے۔

۴۴ ہو رحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد یہ خبر ملی کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے ہیں۔ اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کا مسئلہ درپیش ہے۔ مہاجرین نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ آپ بھی وہاں تشریف لے جائیں۔ چنانچہ آپ مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ سقیفہ میں تشریف لے گئے۔ مہاجرین و انصار کے اس نمائندہ اجتماع نے بالاتفاق سیدنا صدیق اکبر کو خلیفہ و جانشین تسلیم کر لیا کہ مہاجرین و انصار کے اس اجتماع کو اچھی طرح علم تھا کہ حضور علیہ السلام نے مرض الوفات میں صدیق اکبر کو امام مقرر فرمایا تھا۔ یہ واقعہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے تاریخ الخلفاء میں اس حدیث کو متواتر فرمایا ہے۔ اس حدیث کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما۔ عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زمعہ، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے الگ الگ بیان کیا ہے۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب صحیح بخاری شریف میں اسے واضح کیا ہے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے صدیق اکبر کی امامت پر فرمایا کہ وہ رقیق القلب ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلیٰ پر بیخودی کے باعث نماز نہ پڑھا سکیں گے مگر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمایا "ابوبکرؓ کو حکم دو" وہ نماز پڑھائیں۔

سقیفہ میں اجتماع کی حکمت

سربراہان سلطنت کے انتقال پر اہم ترین مسئلہ ملکی سرحدوں کی حفاظت، نظم و ضبط کا قیام اندرون ملک امن و امان قائم رکھنا ہوتا ہے جس تیزی سے اسلام پھیلا بڑھا پروان چڑھا اسی تیزی سے ہی حاسدین کے حسد بڑھے۔ فتنے بڑھے۔ مخالفین چونک اُٹھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر خطرہ تھا کہ کہیں پھیلاؤ ہو جائے۔ امن کا شیرازہ

بکھر جائے۔ بریں بناسب سے پہلے انصار نے اس امر کی طرف توجہ دی کہ فوراً جانشین کا اعلان ہو جائے کہ کوئی فتنہ سر نہ اٹھا سکے اور ۲۳ سالہ نظام نبوت درہم برہم نہ ہو جائے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو سقیفہ میں اس غرض سے گئے کہ مبادا وہاں کوئی فتنہ ہو جائے۔ انصار الجھ جائیں۔ انصار نے جونہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنے اندر دیکھا ورطۂ حیرت میں ڈوب گئے۔ انصار نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبتی تعلق رکھتے ہیں اس لیے ہمیں ان کی سیادت پر کوئی اعتراض نہیں ہم انصار اور خادم بن کر ہی رہیں گے۔ ہمیں خلافت و امارت کی کوئی طلب نہیں فنحن انصار اللہ کما کنا انصار اللہ (ہم پہلے کی طرح انصار ہی رہیں گے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس محفل میں ابو عبیدہ جیسے جرار عمر فاروق جیسے مدبر جہاندیدہ قریشی موجود ہیں ان میں سے کسی کی بیعت کر لیں۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس قوم میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسے افراد موجود ہوں اس قوم کا سربراہ بنتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ صدیق اکبر سے بڑھ کر اس منصب جلیل کا کون اہل ہو سکتا ہے۔

فاروق اعظم سب سے پہلے آگے بڑھے ہیں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ آپ کی بیعت کے بعد جلیل القدر صحابہ کرام آگے بڑھے۔ بیعت کی اس طرح سے آپ کا انتخاب عمل میں آگیا۔ اس کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لائے اور عوام سے بیعت لی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کی مخالفت نہ ہو جائے، الائمۃ من قریش " اگر غیر قریش سے خلیفہ کا انتخاب ہو جاتا تو بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ سیدنا فاروق اعظم کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بیعت فرمائی۔ اس طرح حضور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے برضا و رغبت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔

(البدایہ والنہایہ ج ۵، ص ۲۴۹)

نماز جنازہ کیسے ہوئی؟

۴۴۴۔ سیدنا عبداللہ بن عباس سے ہے کہ آپ کا جنازہ حجرہ شریف کے اندر قبر اطہر کے کنارہ پر رکھ دیا گیا۔ لوگ جماعت در جماعت حاضر ہوتے۔ صلوٰۃ و سلام پڑھتے اور دعا مانگ کر واپس ہو جاتے کوئی امام نہ تھا یا یوں کہہ لیجیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی امام تھے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا۔ نماز کس طرح ادا کی جائے فرمایا ایک ایک جماعت حجرہ میں داخل ہو اور صلوٰۃ و سلام پڑھے۔ دعا کے بعد واپس آجائے آپ کی نماز جنازہ ۳۰ ہزار افراد نے پڑھی۔ (سیرۃ المصطفیٰ، ص ۲۱۹ جلد ۳۰)

۴۴۵۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی آپ کو غسل کون دے گا۔ فرمایا میرے اقربا کفن کے بارے میں فرمایا چاہو تو سفید مصری کپڑوں میں کفن دے دینا۔ عرض کی گئی نماز جنازہ کیسے پڑھی جائے گی۔ فرمایا تجہیز و تکفین کے بعد جنازہ اندر رکھ دینا پہلے جبریل پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر عزرائیل پھر فرشتوں کے لشکر نماز ادا کریں۔ پھر تم گروہ در گروہ داخل ہونا اور مجھ پر صلوٰۃ و سلام پیش کرنا (زرقانی، ص ۲۷۰، ج ۸)

گنبدِ خضرا کے تعمیری مراحل

محبوبِ ربِ عرش ہے اس سبز قبہ میں　　پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے
چھائے ملائکہ ہیں لگاتار ہے درود　　بدلے ہیں پہرے بدلی میں بارش دُرر کی ہے

(اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ)

- یہی وہ گنبد پاک ہے جو انوار و تجلیات کا عظیم مرکز ہے۔
- یہی وہ قبۂ انور ہے جہاں صبح و شام ستر ہزار ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔
- یہی وہ مقدس خطہ ہے جس کی عظمت بیت اللہ شریف اور عرش الٰہی سے بھی زیادہ ہے۔
- یہی وہ پاک آستانہ ہے جس کے تصور کے ساتھ ہی مومن کی آنکھیں بہہ جاتی ہیں۔
- یہی وہ زیارت گاہ ہے جس کے شوق میں مومن ساری زندگی آہ و فغاں میں گذار دیتا ہے۔
- یہی وہ مقدس حصہ ہے جس کے ذکرِ پاک سے دل کی مرجھائی کلیاں کھل جاتی ہیں۔
- اسی خطۂ ارضی کے طفیل ہی سارا مدینہ "منورہ" کہلایا، اسی کے صدقے ہی اس کی غبارِ خاک شفا بن گئی۔
- اسی حصۂ ارضی کو حجرۂ عائشہ صدیقہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔
- یہی وہ مقدس جگہ ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے۔

ع　ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید مسیحا و کلیم ایں جا　(عزت بخاری)

یہ گنبدِ پاک سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ پر ہے۔

یادِ مدینہ

بُلبُل کی نوا یاد نہ کوئل کی صدا یاد
آتی ہے مدینہ کے مؤذّن کی ندا یاد
گلشن کی ہوا یاد نہ جنّت کی فضا یاد
دیکھا جو مدینہ تو مجھے کچھ نہ رہا یاد
زرتار عبارات سے لپٹی ہوئی کرنیں
پردوں میں وہ سمٹی ہوئی رحمت کی گھٹا یاد
مَیں نے جو سُنا گوشِ تخیّل سے لگاتار
اب تک وہی نغمۂ بے سازِ صدا یاد

(حافظ بصیر پوری)

پہلا مرحلہ

واستمر ذالك الى سنه ثمان وسبعين في ايام الملك المنصور قلادون الصالحي فعملت تلك القبه وهي مربعة من اسفلها مثمنة من اعلاها باخشاب اقيمت على رؤس السواري ومن فوقها الواح الرصاص۔

وفاء الوفاء ص ۶۰۸ ج ۲

سب سے پہلے تعمیر قبہ کی سعادت ملک منصور قلادون صالحی کو ملی۔ یہ ۶۷۸ھ میں ہوا۔ قبہ شریف نیچے سے مربع تھا اوپر سے آٹھ کونہ دیواروں پر لکڑی کے تختے قائم کیے گئے ان پر لکڑی کی تختیاں اور ان پر سیسہ کی پلیٹیں لگائی گئیں۔

دوسرا مرحلہ

و قد جددت هذه القبة في ايام

ملک ناصر حسن بن محمد بن قلادون نے

الملك الناصر حسن بن محمد بن قلاوون۔ وفاء الوفاء ص ۴۰۹ ج ۲ ۔	نے تجدید کی پھر ملک اشرف شعبان بن حسین نے اسے مضبوط بنایا۔
ثم احدث فی ایام الملک الاشرف شعبان بن حسین (وفاء الوفاء ص ۶۱۰ ج ۲ ۔	یہ ۷۶۵ھ میں واقع ہوا۔

تیسرا مرحلہ

ملک عادل زین الدین نے مقصورہ شریف میں جالی دار کھڑکیاں بنا کر اس کو مسجد شریف کی چھت تک اونچا کیا یہ ۸۸۶ھ میں ہوا۔

چوتھا مرحلہ

ریاض الجنۃ کی طرف بھی روضہ انور کا ایک دروازہ کھلتا تھا جو آج بھی نمایاں محسوس ہو رہا ہے اس دروازہ کو تالا لگا ہوا ہے۔ ۱۳۶۱ھ میں جب قاضی النجم ابن الحجی نے اقتدار سنبھالا تو انہوں نے یہ دروازہ بند کرا دیا جو آج تک بند ہے۔ انہوں نے اپنے حج کے موقع پر ریاض الجنۃ میں بھیڑ دیکھی تو فیصلہ کیا کہ یہ دروازہ بند کر دیا جائے تاکہ مسجد شریف کا تقدس قائم رہ سکے۔ (تاریخ المدینہ ص ۲۶۸)

پانچواں مرحلہ

۱۳۰۰ھ میں ملک اشرف برسبائی نے مقصورہ شریف کے دروازوں کو کیل لگا کر بند کرا دیا کہ بعض لوگ حجرۂ انور کی دیوار کے ساتھ تبرک حاصل کرنے کی غرض سے پیٹھ لگایا کرتے تھے دروازہ بند ہو جانے کے بعد لوگ مقدس جالیوں ہی سے زیارت کر لیا کرتے تھے۔

(تاریخ المدینہ ص ۲۶۹)

چھٹا مرحلہ

و قد ظهر فی بعض خشابها فی سنة احدی وثمانین وثمان مائة فصد ها (خلل)	۸۸۱ھ میں لکڑیوں میں کچھ خلل واقع ہوا تو متولی شمس عمارہ بن زین نے نئی لکڑیاں بدل کر

متولی العمارة الشمس من الذین باخشاب تجدید کی۔

سمرت معها۔ (وفاء الوفاء ص۶۱۱)

بارش کے پانی کی وجہ سے حجرہ مقدسہ کی چھت کا پردہ متاثر ہوگیا تھا تو مذکورہ متولی نے مرمت کرائی اس تعمیری مرحلہ سے فارغ ہوکر متولی مذکور نے مدینہ منورہ کے اکابرین سے حجرہ شریف کے ستونوں اور دیوار میں پڑے ہوئے شگافوں کے متعلق مشورہ کیا کہ کس طرح درستگی کی جائے۔ اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ تعمیر کی توڑ پھوڑ سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں آوازوں کے باعث بے ادبی نہ ہو جائے چنانچہ مشورہ کے بعد ۸۸۱ھ میں مشرقی جانب کی شکستہ دیوار کے منہدم حصہ کو صاف کرنے کا فیصلہ ہوا اس موقع پر شیخ سعید کو بھی مدعو کیا گیا آپ باہر کھڑے ہی تلاوت کرتے رہے۔ اندر جانے کی کسی کو ہمت نہ ہوئی چنانچہ ۱۲ر شعبان ۸۸۱ھ کو یہ حصہ مکمل ہو گیا۔ (تاریخ المدینہ ص۲۷۰)۔

ساتواں مرحلہ

۸۸۶ھ میں روضہ انور کے قریبی مینار پہ بجلی گرنے سے شدید نقصان ہوا تو ملک اشرف قائت بائی نے سنقر الجمالی کو مدینہ منورہ روانہ کیا۔ تعمیراتی سامان اور ایک سو انجینئر ساتھ بھیجے۔ حجرہ مقدسہ کی دیواروں پہ ایک گنبد بنایا پھر اس پہ دوسرا گنبد پھر اس پر تیسرا بڑا گنبد بنایا جس نے تینوں کو گھیر رکھا تھا۔ قائت بائی کی اس تعمیر و تجدید پر ایک لاکھ بیس ہزار دینار خرچ ہوئے۔ (تاریخ الحرمین ص۱۷۱) اس وقت روضہ اطہر کا رنگ سفید تھا اور قبۃ البیضاء کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

آٹھواں مرحلہ

۹۸۵ھ میں سلطان سلیم ثانی نے جہاں مسجد نبوی شریف کی تعمیر میں دل چسپی لی وہاں حجرہ انور کا گنبدِ پاک بھی بنوایا جو بے حد خوبصورت تھا اسے منقش کیا رنگین پتھروں سے مزین کیا۔ آبِ زر سے گلکاری کرائی اور ایک کونہ پر اپنا نام بھی کندہ کرایا۔

نواں مرحلہ

۱۲۳۳ھ میں سلطان محمود غزنوی نے گنبد کو از سر نو تعمیر کرایا۔ گنبد پاک پر سبز رنگ کرایا، اسی وجہ سے اس گنبد پاک کو گنبد خضرا کہا جاتا ہے۔ (تاریخ الحرمین ص۱۶۷)

ع

یا خیر من دفنت فی الترب اعظمه	فطاب من طیبهن القاع والاکم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنه	فیه العفاف وفیه الجود والکرم
انت الشفیع الذی ترجی شفاعته	علی الصراط اذا ما زلت القدم
وصاحباک لا انساهما ابدا	منی السلام علیکم ما جری القلم

دعا میں وسیلہ

۴۴۴۔ عثمان بن حنیف راوی ہیں کہ ایک نابینا آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا اس نے عرض کی آپ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے صحت سے نوازے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں دعا کر دیتا ہوں اگر اس پر صبر کرے تو تیرے لیے بہتر ہے۔ اس نے عرض کی دعا فرما دیجئے حضور علیہ السلام نے اسے حکم دیا اچھی طرح وضو کرکے اس طرح دعا کر۔

اللّٰھم انی اسئلک واتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الی ربی فی حاجتی لتقضی اللّٰھم شفعه فی صححه البیهقی و زاد فقام و ابصر۔

(خلاصۃ الوفا ص۷۳، ج۱)

اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ تیرے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے جو نبی رحمت ہیں۔ یا رسول اللہ آپ کے ذریعہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اپنی حاجت پوری کرنے کے لیے۔ اے اللہ میری درخواست قبول فرما۔ بیہقی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا اور

اور یہ اضافہ کیا وہ آدمی کھڑا ہوا تو بینا تھا۔

اس طرف ہاتھ پھیلائے پہنچے غلام
اس طرف رحمتوں کے خزینے ملے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وبارک وسلم

قبرِ انور سے وعلیکم السلام کی آواز

۷۴۴ حضرت ابراہیم بن بیار فرماتے ہیں میں حج کے لیے گیا اور دربارِ پُرانوار پر مدینہ منورہ میں حاضری دی۔ قبرانور پر حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ میں نے اپنے سلام کے جواب میں قبر شریف سے سُنا وعلیکم السلام (خلاصۃ الوفار ص۲۹۳)

قبرِ انور سے سلام کا جواب

سلیمان بن سحیم فرماتے ہیں مجھے خواب میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو میں نے ادباً سوال عرض کیا آقا جو لوگ آپ کے ہاں حاضری دیتے ہیں اور آپ پر سلام پیش کرتے ہیں آپ ان کے سلام کو سمجھتے ہیں۔ فرمایا ہاں میں جواب بھی دیتا ہوں

(خلاصۃ الوفار ص۲۹۳)

قرآن مقدس کے ایک حکم سے تو یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہِ قدس سے حکم ہوتا ہے۔

آیت وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ — جب ایمان دار تیرے حضور حاضر ہوں تو آپ انہیں خود سلام فرمائیں۔

قبرِ انور سے سلام اور بارش کی دُعا

۸۴۴۔ ابن ابی شیبہ نے سندِ صحیح کے ساتھ روایت کی ہے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قحط پڑگیا لوگ پریشان ہوگئے۔ بارش نہ ہوئی تو ایک آدمی پریشانی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار پُر انوار میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ امت پریشان ہے۔ باران رحمت کا نزول ہو تو اسے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے فرمایا جاؤ عمر فاروق سے میرا اسلام کہہ دو اور بارش کی اطلاع بھی دے۔ وہ آدمی خلیفۃ المسلمین کے حضور خوشی خوشی پہنچا اور سارے واقعہ کی خبر دی تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ محبوب کی طرف سے سلام ملنے پر یادِ حبیب میں جی بھر کر روئے۔ (خلاصۃ الوفا ر صـ۴۲)

ع تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشمِ عالم سے چھپ جانے والے (اعلیحضرت علیہ الرحمۃ)

رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم

۸۴۵۔ امام ابو بکر بن مقری فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ محمود طبرانی اور ابو الشیخ حرم نبی میں حاضر تھے ابو بکر فرماتے ہیں ہمیں شدت کی بھوک محسوس ہوئی اور اس طرح سارا دن گزر گیا جب عشاء کا وقت ہوا تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور پر حاضر ہوگیا اور اپنی بھوک و پیاس کی شدت کا ذکر کیا اپنی ساری کہانی سُنا کر واپس آیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک علوی جوان پہنچا جس کے ساتھ دو غلام تھے اور ان کے پاس کھانے پینے کا سامان وافر تھا۔ ہم سب نے پیٹ بھر کر کھایا۔ فارغ ہونے پر علوی نوجوان نے کہا تم نے حضور کی بارگاہ میں کھانے کا شکوہ کیا تھا، لہٰذا حضور علیہ السلام نے آپ کے لیے میری ڈیوٹی لگائی ہے کہ یہ سامان آپ تک پہنچاؤں۔

(خلاصۃ الوفا ر صـ۴۲)

ع دو عالم میں بٹتا ہے صدقہ یہیں کا
میں اِک نہیں ریزہ خوارِ مدینہ

۴۵۰- ابن نفیس فرماتے ہیں مَیں مدینہ منورہ میں تین دن بھوکا رہا بالآخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور پر حاضر ہوا اور بھوک کی شکایت عرض کر دی واپس آ کر بھوک سے نڈھال لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک بچی نے اپنے پاؤں کی ٹھوکر سے مجھے جگایا اور اپنے ساتھ گھر چلنے کو کہا، میں ساتھ ہو لیا۔ اس نے گھر لے جا کر مجھے گندم کی روٹی، گھی اور کھجور پیش کی۔ ساتھ ہی بتایا خواب میں مجھے میرے نانا جان حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہیں کھانا کھلایا جائے۔ تمہیں جب بھی بھوک محسوس ہوا کرے آ جایا کرو۔ (خلاصۃ الوفار، ص ۴۷)

غرناطہ کا مریض بچ گیا

۴۵۱- ابو محمد الاشبیلی اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ غرناطہ میں ایک ایسے بیمار کے ہاں ٹھہرے جو لاعلاج قرار دیا جا چکا تھا۔ معالج اور بیمار دونوں مایوس ہو چکے تھے تو اس بیمار کے ایک خادم ابن ابی الحصان نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گوہر بار میں عریضہ لکھا جس میں اپنے آقا کی بیماری کا ذکر تھا اور درخواست تھی اسے شفا نصیب ہو۔ ابو محمد فرماتے ہیں یونہی یہ قاصد غرناطہ سے مدینہ منورہ پہنچا اور یہ خط دربارِ رسالت میں پڑھا۔ بیمار کو غرناطہ میں شفا مل گئی۔ (خلاصۃ الوفار ص۵۴)

ع دیکھ لینا سب مرادیں مل گئیں جب لپٹ کے روئے انکے در سے ہم

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

افضلیت مدینۃ الرسول کے دلائل

مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کی ایک ہلکی سی جھلک تو آپ صفحات گزشتہ میں دیکھ چکے ہیں۔ اب چند سطور افضلیت کے عنوان پر بھی تحریر ہیں فضائل و افضلیت کا عنوان ایک ایسا بحر ناپیدا کنار ہے جسے اللہ تعالیٰ جل مجدہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانیں۔ یہ بات تو واضح ہے کہ مدینۃ الرسول کے پیار کا مدار صرف اور صرف ذات سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور جس قدر مدینۃ الرسول کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب میسر ہوگا اسی قدر اس کی منزلت و مرتبت بڑھتی چلی جائے گی۔

(۱) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی محبوبیت کے لیے دعا فرمائی ہے پہلے صفحات میں بھی یہ حدیث شریف گزر گئی ہے۔

۴۵۲ اللھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد۔ (خلاصۃ الوفاء ص ۱۳۔ بخاری شریف ص ۲۲۴ ج ۱) اے اللہ مدینہ منورہ کو مکہ کی طرح پیارا شہر بنا دے بلکہ مکہ سے بہت زیادہ۔

(۲) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ کی سرزمین کو اپنے لیے ہمیشہ کے لیے منتخب فرما لینا وہ شرف ہے جس کے سامنے تمام فضیلتیں سرنگوں دکھائی دیتی ہیں۔

ع ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید مسیحا و کلیم ایں جا

۔ دین اسلام کو فروغ یہیں سے ہوا۔ اکمال دین اور اتمام نعمت کی بشارتیں یہیں سے وابستہ ہے۔ نزول وحی کی تکمیل یہیں ہوئی۔ یہ شرف کسی دوسری جگہ کو حاصل نہیں۔

.. فتح مکہ کے بعد صحابہ کو مغموم دیکھا تو سبب پوچھا عرض کی گئی آقا یہ سرزمین مکہ آپ کا آبائی وطن ہے ڈر ہے کہیں آپ یہیں نہ رہ جائیں فرمایا نہیں۔ میری موت و حیات تم سے وابستہ ہے مدینہ منورہ ہی واپسی ہوگی۔ مدینۃ الرسول سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ وابستگی ہی اسے عروج پہ لے گئی ہے اور ہمارا بھی نظریہ ہے ومن مذھبی حب الدیار لاھلھا، میرا

عقیدہ ہے۔ مکان سے محبت کی وجہ مکین سے شیفتگی ہے۔

ع پس کدامے شہرزانہا خوشتر است
گفت آں شہرے کہ درو ے دلبر است
مسکن یار است وشہر شاہ من
پیش عاشق ایں بود حب الوطن

۴۵۲۔ طبرانی نے معجم کبیر میں رافع بن خدیج سے روایت کی ہے۔

والمدینۃ خیر من مکۃ — مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے بہتر ہے۔

(وفاء الوفاء ص۳۱ ج۱) (جذب القلوب)

۴۵۴۔ ابن جوزی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے موقع پر آپ کے جائے دفن کے سلسلہ میں اختلاف ہوگیا۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کس جگہ دفن کیا جائے۔ سیدنا علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

لیس فی الارض بقعۃ اکرم علی اللہ من بقعۃ قبض فیہا نفس نبیّہ صلی اللہ علیہ وسلم (خلاصۃ الوفاء ص۱۲)

جس خطہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اس خطہ سے افضل کوئی خطہ نہیں ہے۔

۴۵۵۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لایقبض النبی الا فی احب الامکنۃ۔ (خلاصۃ الوفاء ص۱۳)

نبی کا وصال اسی جگہ ہوتا ہے جو اسے زیادہ محبوب ہو۔

۴۵۶۔ اللّٰھم انک اخرجتنی من احب البقاع الیّ فاسکنّی فی احب البقاع الیک (خلاصۃ الوفاء ص۱۳)

اے اللہ تو نے مجھے میرے محبوب خطہ سے ہجرت کا حکم دیا ہے اب وہاں ٹھہرا جو خطہ تجھے زیادہ محبوب ہے۔

۵۷۔ اللّٰھم اجعل بالمدینۃ ضعفی ماجعلت بمکۃ من البرکۃ۔ (خلاصۃ الوفاء صلا)

اے اللہ کریم مدینۃ الرسول میں مکہ مکرمہ کی نسبت دوگنا برکت عطا فرما۔

جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا منظور نہیں کی گئی۔ اس وقت تک یہ صاف ظاہر ہے کہ مدینۃ الرسول کی برکتیں مکہ مکرمہ سے زیادہ ہیں اور یہ بات کبھی بھی ثابت نہیں کی جا سکتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا قبول نہیں ہوئی اور نہ ہی اس حدیث پاک کے عموم کو غلا اور پھلوں کے ساتھ تخصیص کیا جا سکتا ہے کہ پھلوں کی برکت کے لیے دوسری جگہ صراحت موجود ہے لہٰذا اس کہنے میں باک نہیں سمجھتا کہ مکہ مکرمہ میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے تو مدینہ منورہ میں دو لاکھ ہوگا۔ منکر کو چاہیئے کہ ایسی دلیل پیش کرے جس سے یہ ثابت ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا منظور نہیں ہوئی۔

۵۸۔ سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ اپنی کتاب موطا شریف میں حضرت عمرو بنت عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں۔ ایک دن مروان نے خطبہ دیا اور درمیان خطبہ مکہ مکرمہ کے فضائل و کمالات پر تفصیلی گفتگو کی۔ مدینہ منورہ کے سلسلہ میں کچھ بھی بیان نہ کیا۔ مدینہ منورہ کے بارے میں مروان کے خاموش رہنے پر حضرت رافع بن خدیج مجمع میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا مروان تجھے کیا ہو گیا تم نے مدینہ منورہ کے عنوان سے کچھ کہا ہی نہیں۔ سنو میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

۵۹۔ والمدینۃ خیر لھم لو کانوا یعلمون۔ (جواہر البحار صلا)

مدینہ منورہ سب کے لیے بہتر ہے کاش اس کی بہتری کو جان لیتے۔

اس واقعہ سے ظاہر ہے سیدنا رافع بن خدیج کا عقیدہ تھا مدینہ منورہ افضل ہے مکہ مکرمہ سے۔

۶۰۔ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب کو یہ اطلاع ملی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

مکہ مکرمہ کو مدینہ منورہ پر فضیلت دیتے ہیں چنانچہ آپ اور سیدنا عبداللہ ابن عباس کے درمیان افضلیت مدینۃ الرسول کے عنوان پر مکالمہ ہوا جس کی تفصیل پیش ناظرین ہے۔

امیرالمومنین عمر بن الخطاب :۔ کیا آپ نے کہا ہے کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے افضل ہے۔

ابن عباس :۔ کیوں نہیں جب کہ اس میں اللہ کا گھر ہے اس کا حرم ہے اس میں سلامتی ہے۔

امیرالمومنین (درشت لہجہ میں) میں اللہ کے گھر اور حرم اور امن و سلامتی کی بات نہیں پوچھتا میں تو صرف یہ پوچھتا ہوں آپ نے کہا ہے کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے افضل ہے۔ سیدنا امیرالمومنین نے تین مرتبہ اس فقرہ کو دہرایا ا انت القائل مکۃ خیر من المدینہ کیا آپ قائل ہیں مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے افضل ہے۔ صاحب منتقی فرماتے ہیں کہ محمد بن عیسٰے سے مروی ہے اگر ابن عباس مکہ مکرمہ کی افضلیت کا اعتراف کرتے تو امیرالمومنین از راہ تادیب ان کی سرزنش فرماتے یہ گفتگو صحابہ کرام کے مجمع میں ہوئی کسی نے بھی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اس عقیدہ کا انکار نہیں کیا۔ اس مکالمہ سے ظاہر ہے کہ مدینہ منورہ کو مکہ مکرمہ پر فضیلت حاصل ہے۔

نوٹ :۔ بعض نے عبداللہ ابن عباس کی جگہ پر عبداللہ بن عیاش مخزومی کا نام ذکر کیا ہے مگر قوی بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ عبداللہ ابن عباس ہیں۔

قبر انور کا سفر کعبہ کے سفر سے افضل ہے

۷۶۱۔ وعن العبدی من المالکیۃ المشی الی المدینۃ لزیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل من الکعبۃ۔ (خلاصۃ الوفاء ص۴۲)	عبدی مالکی فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کی قبر انور کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ کا سفر کرنا کعبہ سے افضل ہے۔
۷۶۲۔ الحبیب لا یختار لحبیبہ	حبیب اپنے حبیب کے لیے وہی شے

الا ماھو احب واکرم عندہ ۔ پسند کرتا ہے جو سب سے زیادہ محترم اور
(جذب القلوب صفحہ ۱۰۱ خلاصۃ الوفاء) معزز ہو۔

حضور کے لیے مدینہ منورہ کا انتخاب فرمایا گیا تو یہ اس امر کی دلیل ہے مدینہ منورہ اللہ
تعالیٰ کو محبوب ترین مقام ہے ۔

افضلیت کی بڑی دلیل

مکہ مکرمہ کی سب سے بڑی افضلیت کی یہ دلیل دی جاتی ہے کہ یہاں ایک نیکی کا ثواب
لاکھ کے برابر ہے حالانکہ افضلیت کا معیار ثواب کی کمی بیشی پر نہیں جیسا کہ عرفات میں حج
کے دن نماز پڑھنا اور منیٰ کے اندر قربانی کے دن ظہر کی نماز ادا کرنا کعبہ میں نماز سے افضل
ہے باوجود یکہ حرم کعبہ کے اندر نماز میں ثواب کی زیادتی سبھی کو معلوم ہے۔ معلوم ہوا کسی مقام
پر ثواب کا زیادہ ملنا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ جگہ و مقام افضل ہے۔ حج کے دن فضیلت
عرفات کو حاصل ہے مگر ثواب حرم کعبہ میں زیادہ ہے ۔ نیز امام مالک رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ
اہل مدینۃ الرسول کے عمل کو راہنما اصول کے طور پر اپنایا ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کے
نزدیک اہل مدینہ کا عمل اپنانا اجماع کی حیثیت رکھتا ہے اور اجماع اہل علم سے خبر واحد
پر زیادتی جائز ہے۔ اہل مدینہ کا اس پر اجماع ہے کہ مسجد نبوی شریف میں نماز کا ثواب مسجد
حرام میں نماز سے زیادہ ہے۔ کمیت کے لحاظ سے حرم کعبہ کی نماز میں زیادتی ہے کیفیت
کے اعتبار سے مسجد نبوی میں اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ مدینۃ الرسول مکہ مکرمہ سے
افضل ہے اور قبر انور عرش و کرسی بلکہ کعبۃ اللہ سے بھی افضل ہے۔ صاحب وفاء الوفاء علامہ
نور الدین سمہودی فرماتے ہیں :۔

قد انعقد الاجماع علی تفضیل ما ضم الاعضاء الشریفہ حتیٰ
علی الکعبۃ المنیفۃ (جذب القلوب باب دوم، وفاء الوفاء صفحہ ج ۱)
مدینہ منورہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدفن ہونے کا شرف حاصل ہے۔

مدینہ منورہ کو شرف حاصل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دعا فرمائی۔

یہ خطہ مکرمہ افضل البقاع ہے۔

یہاں بھی مکہ مکرمہ کی طرح قتال حرام ہے۔

یہی مقدس شہر ہے جس میں سب سے زیادہ صحابہ کرام آرام کر رہے ہیں۔

یہی مقدس شہر ہے جس کی خاک پاک دوا کا کام کرتی ہے۔

اسی شہر اطہر میں وہ شہدا موجود ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جانیں دیں۔

اسی زمین انور کو اللہ نے اپنے حبیب کے لیے پسند فرمایا۔

قرآن مقدس کی تلاوت کا آغاز اسی شہر مقدس سے ہوا۔

اسلامی فتوحات کا آغاز اسی شہر مقدس سے ہوا۔

دین کا مظہر یہی شہر پاک قرار پایا۔

فتح مکہ سے قبل ہجرت کا حکم اسی شہر طرابلس کی طرف دیا گیا۔

ایمانداروں کو اسی شہر انور میں قیام کی ترغیب دی گئی۔

اسی شہر انور میں مرنے والوں کو شفاعت کا وعدہ دیا گیا۔

اسی شہر مقدس میں موت کی دعا کو مستحب قرار دیا گیا۔

اسی شہر انور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی موت کو پسند فرمایا۔

اسی شہر کے دکھوں پر صبر کرنے والوں کو جنت کا مژدہ سنایا گیا۔

اسی شہر میں مکہ مکرمہ سے زیادہ برکت کی دعا فرمائی گئی۔

اسی شہر پاک کو محبوب بنانے کے لیے دعا سے نوازا گیا۔

اسی شہر پاک میں قرار اور رزق حسنہ کی دعا فرمائی گئی۔

یہی شہر ہے جسے دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوشی میں اپنی سواری تیز کر دیتے۔

یہی شہر ہے جسے دیکھ کر کندھوں سے چادر اتار دیتے کہ مدینہ منورہ کی ہوا لگے۔

یہی شہر ہے جس کے نام تمام شہروں کے ناموں سے زیادہ ہیں۔

اسی شہر کے دشمنوں کے لیے جلد ہلاکت کی دعا کی گئی۔

اسی شہر کے ظالموں کے لیے سخت وعید ہے۔

اسی شہر میں سب سے پہلے مسجد تعمیر کی گئی۔

احکام اسلام کا اکثر بیشتر حصہ اسی شہر مقدس میں نازل ہوا۔

اسی شہر کی مسجد نبوی میں نماز جمعہ کا پڑھنا حج کا ثواب ہے۔

یہی شہر ہے جس کے پھلوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم چوم لیا کرتے تھے۔

اسی شہر انور میں ریاض الجنۃ اور جنت البقیع کے پاک خطے ہیں۔

یہی شہر ہے جس کے بعض پہاڑ جنت کے پہاڑوں میں سے ہیں۔

یہی مقدس شہر ہے جس کی تاریخ نوح علیہ السلام سے جا ملتی ہے۔

یہی شہر ہے جس کی حفاظت پر فرشتے پر مامور ہیں۔

یہی خطہ ہے جو دجال اور طاعون سے بچا رہے گا۔

اسی شہر مقدس میں وہ خطہ طیبہ ہے جس کی زیارت سے زائر کی بخشش لازم ہو جاتی ہے۔ من زار قبری وجبت له شفاعتی۔ (الحدیث)

افضلیت مدینہ منورہ کے یہی دلائل اس مقدس شہر کی محبوبیت بھی واضح کر رہے ہیں

بعض بزرگوں نے مکہ مکرمہ کی افضلیت کا ذکر فرمایا ہے ان کا ارشاد سر آنکھوں پر مگر حقیقت یہ ہے۔ دل کے تاروں کو ہلا دینے میں جو کام محبوبیت کرتی ہے اس کا جواب نہیں۔

محبوبیت کی مثال

مثلاً شدید دھوپ میں بیٹا کام کر رہا ہے۔ باپ نے اسے بارہا کام بند کرنے کو کہا مگر بیٹا کام نمٹانے کی غرض سے کام میں مصروف رہا۔ باپ نے بیٹے کو دھوپ سے بچانے کی تجویز کی اپنے معصوم پوتے کو لے کر دھوپ میں آ گیا۔ کام کرنے والے بیٹے نے جب دیکھا کہ

اس کا باپ اس کے بیٹے کو سنے کر دھوپ میں کھڑا ہے جھٹ کہا آبا آپ اندر چلیں دھوپ شدید ہے میں آرہا ہوں ۔ باپ نے کہا بیٹے کوئی بات نہیں جب تم آجاؤ گے ہم اکٹھے اندر جائیں گے ۔ بیٹے نے جھٹ کام چھوڑا اور اندر آگیا۔ اب دیکھئے باپ یقیناً افضل ہے مگر اس کا بار بار کہنا بیٹے کو سائے میں نہ لا سکا مگر معصوم بچہ جو یقیناً باپ سے افضل نہیں مگر محبوب ہے دل کے تاروں کو افضلیت نے نہیں بلکہ محبوبیت نے ہلایا ہے ۔ مکہ مکرمہ کی کی افضلیت کے قائل حضرات سے بھی یہی عرض ہے ۔ مومن کا نظریہ تو واضح ہے کسی بھی شئے کا معیار افضلیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب ہے اور یہ شرف مدینۃ الرسول کو ہی حاصل ہے ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسول کی چار دیواری

شیخ سمہودی علیہ الرحمہ نے وفاء الوفاء شریف میں علامہ الاقشہری نے مؤلف نور الاقالیم کے حوالہ سے مطری نے ابن خلکان کے حوالے سے اس چار دیواری کا ذکر کیا ہے سب سے پہلے اسحٰق بن محمد جعدی نے مدینہ منورہ کے گرد ۲۶۳ھ میں دیوار بنائی یہ دیوار غزوہ خندق کے واقعہ کے پیش نظر بنوائی گئی پھر جمال الدین بن ابی المنصور الاصفہانی نے اس دیوار کو مضبوط کروایا جب مدینہ منورہ کی آبادی بڑھنا شروع ہوئی اور لوگوں نے دیوار سے باہر تعمیرات شروع کر دیں جب ۵۵۸ھ میں سلطان نور الدین زنگی علیہ الرحمہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو اہل مدینہ نے درخواست کی کہ دیوار سے باہر بسنے والے لوگوں کی حفاظت کی جائے تو اس مطالبہ پر مرحوم نے چار دیواری بنوائی پھر بعض سلاطین نے ۷۵۵ھ میں تجدید کی پھر ۹۴۶ھ میں سلطان سلیمان عثمانی نے بنوائی ۔ اس وقت اس دیوار میں یہ دروازے رکھے گئے تھے ۔ باب قبا ۔ باب بصری ۔ باب شامی ۔ باب مجیدی ۔ باب الجمعہ ، باب الحمام ۔ باب الحدید ۔ ابن اثیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میں نے لوگوں کو دیکھا جمعہ کے

بعد جمال الدین بن ابی المنصور کے لیے دعائیں کرتے تھے کہ اس نے مدینہ منورہ کے گرد چار دیواری کرا کے اہل مدینہ منورہ کی حفاظت کی تھی۔

(خلاصۃ الوفار آثار المدینہ ص۱۰۳، آثار المدینۃ المنورہ ص۴۰)

ابو المنصور اصفہانی کی وصیت

ابو المنصور اصفہانی جن کا ذکر ابھی گزرا ہے۔ انہوں نے مدینہ منورہ میں رباط بنوائی اور فقرار مدینہ منورہ کے لیے وقف کی۔ اپنی قبر کے لیے جگہ بھی اس میں مختص کی کہ موت کے بعد مدینہ منورہ میں دفن کیا جائے۔ چنانچہ اصفہانی کی وصیت کے مطابق موت پر ان کا جنازہ مصر سے چلا جنازے کے آگے قرآن مقدس کی تلاوت ہو رہی تھی جنازہ مقام حلہ تک گیا۔ وہاں اجتماع ہوا نماز پڑھی گئی۔ پھر یہ جنازہ مدینہ منورہ لایا گیا اور دربار پُر انوار میں نماز جنازہ پڑھی گئی۔ ۵۹۹ھ میں رباط اصفہانی میں مدینۃ الرسول میں انہیں دفن کیا گیا۔ یہ تھا ان لوگوں کا عشق مدینہ منورہ مصر سے مدینہ منورہ لائے گئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا دفن مدینہ منورہ بنائے۔

آگ کا ظہور

آنے والے صفحات میں آپ دیکھیں گے کہ مدینہ منورہ کے اندر وقتاً فوقتاً کئی قسم کے حوادثات ظہور پذیر ہوتے رہے۔ ان حوادثات میں ایک اہم حادثہ آگ کا ظہور بھی ہے جس کے متعلق حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی خبر دے دی تھی۔ یہ آگ مدینہ منورہ سے مشرقی جانب موضع قاع الحیلا میں بھڑکی تھی لا تقوم الساعۃ حتی تخرج نار من ارض الحجاز تضئ اعناق الابل للبصری۔ (مشکوٰۃ شریف ص۴۷۱، خلاصۃ الوفا ص۵۳) قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک حجاز کی طرف سے آگ کا ظہور نہ ہو جائے۔ اس آگ کی روشنی میں اونٹوں کی گردنیں بصریٰ میں بھی لوگ دیکھ سکیں گے۔

امام قرطبی فرماتے ہیں اس آگ سے پہلے تین ماہ تک مدینہ منورہ میں زلزلے آتے رہے خوفناک آوازیں پیدا ہوتی رہیں۔ زلزلوں کی شدت کا یہ عالم تھا کہ مسجد نبوی شریف کے مینار بھی ہل گئے۔ اس آگ کی شدت کا یہ عالم تھا کہ پہاڑوں کو پگھلا دیتی۔ ابو شامہ کہتے ہیں کہ اس دوران سورج اور چاند دونوں کی روشنی ماند پڑ گئی تھی۔ علامہ قسطلانی فرماتے ہیں اس آگ کا مشاہدہ تیما اور بصریٰ میں کیا گیا۔ قاضی القضاۃ صدرالدین حنفی اپنے والد گرامی صفی الدین سے نقل کرتے ہیں یہ آگ حجاز میں بھڑکی اس کی روشنی بصریٰ میں دیکھی گئی اور کئی لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم معجزہ کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا جس کی خبر عرصہ پہلے فرما دی تھی۔ حجاز کے ان ہیبت ناک شعلوں کو دیکھ کر مدینہ منورہ کا امیر عزالدین عنیف اہل مدینہ کو لے کر دربار گوہر بار میں حاضر ہوا۔ حاضرین کی کیفیت یہ تھی کانوا یتضرعون و یبکون کاشفین روسہم مقرین بذنوبہم مستجیرین بینہم اخ (ملخصہ) وہ آہ وزاری کرتے تھے اور روتے تھے کھلے ہوئے سروں کے ساتھ گناہوں کا اعتراف کر رہے تھے اور اپنے پیغمبر کے حضور پناہ لے رہے تھے ع

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی

میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

قانون اور قدرت

قانون تو یہ ہے کہ آگ سے گرمی ہو اور آگ جلائے مگر قدرت یہ ہے خلیل علیہ السلام پر آگ گلزار ہو جاتی ہے۔ قانون تو یہ ہے کہ بچہ ماں باپ کے ملنے سے پیدا ہوتا ہے مگر قدرت یہ ہے کہ آدم علیہ السلام اور ہر پہلے جاندار کو بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا۔ سیدنا عیسےٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا فرمایا۔ قانون تو یہ ہے کہ زہر آدمی کو ہلاک کر دے مگر قدرت یہ ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ زہر پی کر ہلاک نہیں ہوتے۔ قانون یہ ہے چھری کاٹے مگر قدرت یہ ہے چھری پتھر کو تو چیر دیتی ہے مگر اسماعیل علیہ السلام کا بال نہیں کاٹ سکتی۔ اسی

طرح یہ مہیب شعلے پتھروں کو پگھلا رہے ہیں۔ ان کی گرمی سے تباہی ہو رہی ہے مگر جب یہ آگ مدینہ منورہ کے قریب آئی۔

• اس آگ سے اہلِ مدینہ کو ٹھنڈی ہوا آئی • یہ آگ اہلِ مدینہ کے لیے دیوار ثابت ہوئی • اس آگ کے باعث باہر کے بدوں کو مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہو سکی • اس آگ کے ظہور سے مدینہ منورہ کی لڑائیاں جھگڑے رک گئے • یہ آگ بدکرداروں کے لیے تنبیہ کا سبب ثابت ہوئی • یہ آگ پتھروں کو جلا رہی تھی مگر لکڑی نہ جلاتی تھی • امیر عزیزالدین کہتے ہیں ہم آگ کے قریب گئے مگر گرمی محسوس نہ ہوئی • یہ آگ سمندر کی موجوں کی طرح تھی اس سے سُرخ اور نیلی نہریں نکل رہی تھیں • اس آگ کا طول چار فرسنگ چوڑائی چار میل گہرائی قریباً آٹھ فٹ تھی۔ (مرقاۃ ص۱۵ ج ۱۱، تاریخ المدینہ ص۹۲) • اس آگ کے بعد اسی سال دجلہ میں زبردست طغیانی آئی۔ ہزاروں مکانات زمین بوس ہو گئے • دو سال بعد بغداد میں قیامت کا نقشہ بپا ہوا۔ تاتاریوں نے یلغار کی بغداد کی تباہی ہوئی۔ عباسی خلیفہ کو ہلاک کر دیا گیا۔ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی • یہ آگ یکم جمادی الثانی ۶۵۴ھ جمعہ کو شروع ہوئی۔ ۲۷ رجب شریف ۶۵۴ھ اتوار تک رہی قریباً ۵۲ دن اس کے شعلے بھڑکتے رہے (خلاصۃ الوفا، جذب القلوب)

• جمال مطری کہتے ہیں آگ کی شدت کو دیکھتے ہیں تو حیرانی آتی ہے جو پہاڑوں کو بھسم کر رہی ہے مگر حرم مدینہ میں اس کی شدت اثر انداز نہیں۔ اس سے مدینہ منورہ کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

مدینۃ الرسول پر یزیدی مظالم

یزید کے فسق و فجور اور اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم و ستم کو دیکھ کر اہل مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بیزاری کا اعلان کر دیا اور عبداللہ بن حنظلہ انصاری کو اپنا امیر منتخب کر لیا جب یزید کو مدینہ منورہ کے لوگوں کے اس فیصلہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے مسلم بن عقبہ کو دس ہزار فوج دے کر حجاز روانہ کیا اور کہا کہ مدینہ منورہ کے عوام کو اطاعت یزید پر مجبور کریں مان لیں تو بہتر ورنہ تلوار چلانے اور لوٹنے سے گریز نہ کیا جائے مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ پہنچ کر اہل مدینۃ الرسول کو یزید کی اطاعت کی دعوت دی مگر یزید کے فسق و فجور دین سے بیزاری اہل بیت پر مظالم کی تصویر نے مدینہ منورہ کے باسیوں کو یزید کے قریب نہ آنے دیا کہ سید الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا عظیم کارنامہ یزیدی قوتوں کے خلاف ان کی شجاعت و ہمت ان کے لیے مشعل راہ تھی۔ استقامت اور رضا الٰہی کا درس ان کی رہنمائی کر رہا تھا۔ مدینہ منورہ میں تین دن رات تک خونریز جنگ جاری رہی یزیدی فوج نے اہل مدینہ کو تہ تیغ کیا۔ مدینہ منورہ کی مشہور شخصیتیں سیدنا فضل بن عباس، سیدنا عبداللہ بن حنظلہ، سیدنا عبداللہ بن مطیع ایک ایک کر کے شہید کر دیے گئے۔ یزیدی فوجیں مسلسل تین دن تک مدینہ منورہ کو لوٹتی رہیں۔ چوتھے دن امن ہوا۔ (تاریخ اسلام، ص ۲۷۲) مدینہ منورہ کے علاقہ حرہ واقم میں یہ واقعہ پیش آیا۔ ایک ہزار سات سو جلیل القدر مہاجرین و انصار کو شہید کیا گیا۔ دس ہزار مختلف حضرات شہید ہوئے۔ یہ تعداد بچوں اور عورتوں کے علاوہ ہے۔

ابن حزم نے اس خونیں کردار کا پہلو یہ بیان کیا ہے کہ یزیدی فوج کے گھوڑے مسجد نبوی شریف اور ریاض الجنۃ کے خطے میں باندھے گئے جہاں انہوں نے لید کی اور پیشاب کیا۔ (والعیاذ باللہ) کتے مسجد نبوی شریف کے اندر داخل ہو کر مقدس ستونوں کے ساتھ پیشاب کرتے انہیں کوئی نکالنے والا نہ تھا۔ (خلاصۃ الوفاء ص ۹۴) سیدنا سعید ابن مسیب ۳۴۹

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان دنوں میں اکیلا مسجد نبوی شریف میں ہوتا تھا۔ ہر نماز کے وقت قبر انور سے اذان سنتا اور جماعت کے ساتھ مل جاتا (خلاصۃ الوفا ص۸۱) یزیدی فوج کے مظالم سے سرزمین مکہ بھی محفوظ نہ رہی۔ کعبہ انور پر توپوں سے گولہ باری کی گئی۔ غلاف کعبہ کو جلایا گیا۔ یزیدی دور کے بدترین کارناموں میں یہ تین کام سرفہرست ہیں۔

۱۔ سیدنا امام حسین علیہ السلام کا قتل۔

۲۔ مدینۃ الرسول پر فوج کشی اور قتل و غارت۔

۳۔ کعبہ انور کو جلانا۔ (خلاصۃ الوفا ص۵۲)

حرہ واقم اور حرہ شرقیہ ایک ہی جگہ کے دو نام ہیں۔ میں نے اپنے ایک دوست مولانا غلام قادر نعیمی جو کئی سالوں سے مدینۃ الرسول میں ننگے پاؤں زندگی بسر کر رہے ہیں کے ساتھ حرہ شرقیہ کے ٹیلوں پر پہنچا وہاں محفل ذکر شریف ہوئی۔ وہاں کے شہداء کی مقدس ارواح کو نذرانہ عقیدت پیش کیا گیا اور انہیں اسوۂ حسینی زندہ رکھنے پر خراج عقیدت پیش کیا۔

ع سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الٰہ ہست حسین (خواجہ اجمیری)

تاریخی ناانصافی

اس واقعہ حرہ شرقیہ کو مختلف کتب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا تو تاریخ اسلام معین الدین ندوی ص۲۲ کے الفاظ پڑھ کر تکلیف ہوئی۔ وہ لکھتے ہیں کہ حرہ شرقیہ کے جرم اور واقعہ قتل و غارت میں مدینہ منورہ والے بھی برابر کے شریک تھے (معاذ اللہ) میرے خیال میں ان کی یہ تحریر نہایت ناانصافی، تاریخ سے انحراف اور حقائق کو چھپانے کے مترادف ہے۔ صاحب تاریخ نے لکھا ہے اگر مدینہ منورہ کے لوگ یزیدی بیعت قبول کر لیتے تو یہ خون خرابہ کیوں ہوتا (العیاذ باللہ) مؤرخ کا یہ فقرہ یزیدیت نوازی ہے۔

یزید کا فاسق و فاجر اور ظالم ہونا

۴۶۴ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لا یکید اھل المدینۃ احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء۔ (بخاری شریف، خلاصۃ الوفا ص۱۸)

جو شخص مدینہ منورہ والوں سے مکر و فریب کرے گا وہ ایسے پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔

۴۶۵۔ دوسری حدیث شریف میں اسی سے ملتا جلتا مضمون اس طرح ہے۔

من اراد اھل المدینۃ ھذہ البلدۃ بسوء اذابہ اللہ کما یذوب الملح فی الماء۔

جو شخص مدینہ منورہ والوں سے برائی کا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ اسے گھلا دے گا جیسے نمک پانی میں۔

یزید کا مدینہ منورہ والوں کو ڈرانا دھمکانا، قتل و غارت کرنا سبھی چیزیں یزید کے فسق و فجور اور ظالم ہونے کو واضح کر رہی ہیں۔

کیا یزید جنتی ہے؟

یزیدی نظریات کے ہمنوا یزید کو مومن، متقی، صالح جنتی ہونے کے زبردست قائل ہیں اور یہ امر باعث تشویش نہیں کہ ہر دور میں باطل کے پجاری اور اس کے ہمنوا رہے ہیں شیطان نے ہر دور میں اپنے لشکر کو بر سر پیکار رکھا ہے اور حق سے ٹکر لی ہے۔

پہلا اشکال

یزید کے مغفور اور جنتی ہونے کے متعلق ایک حدیث پاک سے استدلال کیا جاتا ہے جس کی حیثیت محض اشکال کی ہے۔ یزیدی گروہ بخاری شریف کی اس حدیث سے دھوکہ

دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

۲۸ اول جیش من امتی یغزون مدینة قیصر مغفور لھم۔ (ج ۱ ص ۴۱۰)

میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے دارالحکومت پر حملہ آور ہوگا وہ جنتی ہوگا۔

کہتے ہیں یزید اس میں شامل تھا لہٰذا جنتی ہوا۔

پہلا جواب:۔

اس حدیث شریف میں نہ تو یزید کا نام مذکور ہے نہ دارالخلافہ قسطنطنیہ کا ذکر ہے۔

دوسرا جواب:۔

پہلے اسلامی لشکر نے قیصر کے پہلے دارالخلافہ حمص پر حملہ کیا تھا نہ کہ قسطنطنیہ پر۔ حمص پر حملہ کرنے والوں میں یزید شامل نہ تھا۔

تیسرا جواب:۔

بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ حدیث شریف میں وارد لفظ مدینہ سے مراد قسطنطنیہ ہے اور اس لشکر میں یزید شامل تھا تو بھی یزید کا جنتی ہونا ثابت نہیں ہوتا اس لیے کہ مغفور لھم کا حکم لشکر پر ہے نہ کہ فرد پر اس لیے یہ عام میں سے کسی دلیل کے ساتھ بعض کا استثنا ہوتا رہتا ہے جیسے قرآن مقدس فرماتا ہے۔

۲۹ ولقد خلقنا الانسان من نطفة

اس آیہ کریمہ میں ارشاد ہوتا ہے انسان کی تخلیق نطفہ سے فرمائی گئی ہے۔ اس عموم کا تقاضا یہ ہے کہ ہر انسان کی تخلیق نطفہ سے ہو۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا وہ اس عموم سے خارج ہیں۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بغیر باپ کے پیدا فرمایا اس عموم سے خارج ہیں۔ اسی طرح یہ حکم مغفور لھم کا جیش پر ہے اور یزید کا فاسق و فاجر ہونا و ظالم و بدکردار ہونا بے شمار دلائل سے واضح ہے اہلِ بیت پر ظلم، سیدنا امام حسین کا قتل، مدینہ منورہ پر چڑھائی، اہل مدینہ کا قتل و غارت

کعبہ پر حملہ یہ ایسے امور ہیں جو کسی سے مخفی نہیں انہیں تاریخ نے اپنے اندر سمو لیا ہے اور تاریخ کے یہ انمٹ نقوش کبھی بھی نظر انداز نہیں کیے جا سکیں گے۔ لہٰذا یزید اس مغفرت سے مستثنیٰ ہے۔

چوتھا جواب :-

۴۶۶ جیسے حدیث شریف کا عموم یزید کو مقبولین میں شامل کر رہا ہے ویسے ہی بخاری شریف اور دوسری احادیث کا عموم اسے مقبولین کے زمرے سے الگ کر رہا ہے ارشاد ہوتا ہے۔

هلكة امتى على ايدى غليمة من قريش (بخاری کتاب الفتن)	میری امت کی تباہی چند قریشی چھوکروں کے ہاتھوں ہوگی۔

۴۶۸ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ان لڑکوں کو صبیان کے لفظ سے ذکر فرمایا گیا۔ ان لڑکوں کی عملی کیفیت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

اضاعوا الصلوٰة واتبعوا الشهوات فسوف يلقون غيا۔ (البدایہ والنہایہ ص۲۳۰)	نمازوں کو ضائع کریں گے شہوات کے پیچھے چلیں گے۔ قریب ہی وادی جہنم میں پھینک دیے جائیں گے۔

۴۶۹۔ اسی عنوان کو علی بن معبد اور ابن ابی شیبہ نے سیدنا ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح بیان کیا ہے۔

اعوذ بالله من امارة الصبيان قالوا وما امارة الصبيان قال ان اطعتموهم هلكتم۔	میں اللہ تعالیٰ سے لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگتا ہوں صحابہ نے عرض کی لڑکوں کی حکومت کا مطلب کیا ہے۔ فرمایا اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو ہلاک ہو گے۔

۴۷۰۔ ایک روایت ابن ابی شیبہ سے اس طرح ہے۔

ان ابا هريرة رضى الله عنه كان يمشى	سیدنا ابو ہریرہ بازاروں میں چلتے ہوئے

فی الاسواق و یقول اللّٰھم لاتدرکنی سنۃ ستین ولا امارۃ الصبیان ۔ فرمایا کرتے اے اللہ سنہ ۶۰ کا زمانہ مجھ پر نہ گزرے اور نہ بچوں کی حکومت پائیے۔

۷۷۱ حافظ ابن حجر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سیدنا ابوسعید خدری کی ان روایات کا خلاصہ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

وھذا اشارۃ الی ان اول غلیمۃ کان فی سنۃ ستین یزید وھو کذلک ۔ اس میں اشارہ ہے اُن نو عمر لڑکوں میں پہلا لڑکا یزید تھا اور وہ ایسا ہی تھا جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا گیا۔

علامہ بدرالدین علیہ الرحمۃ اس حدیث امارۃ الصبیان کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

واولھم یزید علیہ ما یستحق۔ ان بچوں کا پہلا یزید ہے۔ اس پر وہی پڑے جس کا مستحق ہے

۷۷۲ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

لا یزال امر ھذہ الامۃ قائما بالقسط حتی یکون اول من یثلمہ رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید۔ میری امت کا حکم ہمیشہ انصاف سے کے ساتھ رہے گا یہاں تک کہ پہلا وہ شخص جو اس کو تباہ کرے گا بنو امیہ سے ہو گا جسے یزید کہا جائے گا۔

(البدایہ والنہایہ ص ۲۳۱ ج ۸)

پانچواں جواب :-

۷۷۳ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امتی امۃ مرحومۃ میری امت اُمتِ مرحومہ ہے اس اشارہ سے قیامت تک کے تمام افراد امت رحمت و مغفرت کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ حالانکہ کفار و مشرکین اس سے خارج ہیں معنیٰ یہ ہوگا۔ جب تک امت اجابت میں رہیں گے۔ مرحوم ہیں اور جب اس سے نکل گئے اور امت دعوت میں چلے گئے تو امتِ اجابت امت مرحومہ سے یقیناً خارج ہو گئی۔ اس طرح ان بھی

لیا جائے کہ یزید مغفور لہم میں شامل رہا مگر وہ اپنے اعمالِ قبیحہ کے پیشِ نظر اس سے خارج ہوگیا۔

چھٹا جواب:۔

مان لیا جائے کہ یزید جہاد قسطنطنیہ میں شامل تھا لہٰذا مغفور لہم میں شامل ہے لیکن اس امر کی بھی کوئی سند ہے کہ اس کے بعد اس سے کوئی جرم و گناہ سرزد نہیں ہوا۔ اس کے بعد کے گناہوں کا حکم الگ ہوگا۔ اس صورت میں مغفور لہم سے یہ استدلال کرنا کہ یزید مرتے دم تک محفوظ ہے تو یہ محض عقلی تخمینہ ورذہنی اختراع ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

ساتواں جواب:۔

کسی بھی عمل صالح کی قبولیت اس وقت ہوتی ہے جب خوشی۔ رضا اور قلبی میلان سے کیا جائے۔ یزید اگر جنگ قسطنطنیہ میں شامل بھی تھا تو ایسے دلائل ملتے ہیں کہ وہ مجبوراً شامل ہوا تھا نہ رضا و خوشی سے بلکہ اپنے والد گرامی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم کے باوجود وہ مختلف حیلے بہانے بناتا رہا۔

سیر معاویۃ جیشا کثیفاً إلى بلاد الروم للغزاة وامر ابنہ یزید بالغزاۃ معھم فتکاثل واعتل فاقسم علیہ لیلحقن بسفیان فی الارض الروم لیصیبہ ما اصاب الناس۔

(ابن کثیر ج ۳ ص ۱۹۷)

امیر معاویہ نے روم کی طرف ایک لشکرِ جرار بھیجا اور اپنے بیٹے یزید کو حکم دیا کہ وہ بھی غزوہ میں شامل ہو تو یزید بیٹھ رہا اور حیلے بہانے بناتا رہا تو آپ نے قسم اٹھائی کہ اسے سفیان کے ساتھ بلاد روم میں جہاد کے لیے ضرور بھیجیں گے کہ اسے بھی مصائب کا حصہ دوسروں کی طرح ملے۔

ابن کثیر کی اس تحریر سے واضح ہے کہ امیر معاویہ نے اسے بطور سزا بھیجا ہے اور یزید اس لشکر میں مجبوراً شامل ہوا ہے جس پر کسی اجر کی توقع نہیں۔ روم میں مجاہدین کی شدت

بھوک پیاس کی جب اطلاع ملی تو یہ شعر کہہ رہا تھا۔ اچھا ہوا میں تو نہیں گیا۔ اس جہاد میں اس کے قدم اٹھے نہیں بلکہ اٹھوائے گئے ہیں کہ اس کی عیش پرستی۔ یزید کی یہ شمولیت بطور سزا تھی نہ کہ رضا تو بشارت میں شمولیت کیسی۔

دوسرا اشکال

یزیدی گروہ کے حامی یہ بھی کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کا یزید کی بیعت نہ کرنا بغاوت ہے۔ (معاذ اللہ)

پہلا جواب

یزید کی بیعت اجماعی نہ تھی۔ متعدد گروہوں نے اس بیعت کا انکار کیا ان میں سے ایک سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور ایسی بیعت جو اجتماعی نہ ہو اس کی مخالفت قطعی بغاوت نہیں۔

دوسرا جواب

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی کہنا انتہائی ناانصافی اور ظلم ہے۔ بغاوت تو یہ ہے کہ پہلے حمایت کی تھی پھر آپ نے بغاوت کر دی۔ آپ نے تو سرے سے یزید کی بیعت کی ہی نہیں بغاوت کیسی؟۔

تیسرا جواب

۴۰۴ لا طاعة المخلوق فی معصیة الخالق۔ ، خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں کی جا سکتی۔

ایسی صورت میں کسی ایسے امیر کی اطاعت قطعی واجب نہیں جو خود اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی ہے ایسے شخص کے خلاف جو قدم اٹھایا جائے وہ باغیانہ نہیں کہلا سکتا۔ اس عنوان پر مزید لکھنے کی بجائے دعا پر اکتفا کرتا ہوں۔

دُعا

اے ربِ کعبہ جو لوگ یزید کے حامی ہیں اور اسے حق پر جانتے ہیں ان کا حشر یزید کے ساتھ ہو اور ہمارا حشر جگر گوشۂ بتول نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو کہ ہم حق جانتے اور مانتے ہیں۔

وصلی اللہ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

عیسائیوں کی مدینۃ الرسول میں ناپاک سازش

مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں یزیدی مظالم کے علاوہ بہت سی ناپاک سازشوں نے بھی اہلِ مدینہ منورہ کو سخت پریشان کیا۔ ان لرزہ براندام کر دینے والے واقعات میں ایک واقعہ یہ بھی ہے جسے جمال اسنوی نے اپنی کتاب "منع العلاۃ" میں علامہ نورالدین سمہودی نے وفاء الوفاء اور خلاصۃ الوفاء میں اور شیخ عبدالحق دہلوی نے جذب القلوب میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ شیخ سمہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ انور کی موجودہ دیوار کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۵۵۷ھ میں سلطان نورالدین شہید شام میں محوِ خواب تھے ان دنوں شام دارالسلطنت تھا سلطان کا بخت بیدار ہوا قسمت جاگ گئی۔ مقدر چمک گیا۔ ایک رات میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ اپنے جمال جہاں آرا سے سلطان نورالدین کو نوازا اور آپ نے اس غلام کو بار بار شرف زیارت بخشا۔

ع جدوں بخت سولڑے آن ہُندے کھیت اگدے بُھنیاں دانیاں دے

زیارت سے نوازنے کے ساتھ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا مجھے ان سے بچاؤ۔ سلطان فوراً بیدار ہوا وزیر کو بلایا اور اسی رات کے باقی حصہ میں سفر شروع کر دیا۔ صدقہ خیرات کے لیے کافی مقدار میں مال ساتھ لیا اور بیس آدمیوں کی

معیت میں شام سے مدینۃ الرسولؐ کا سفر شروع کیا، ۱۶ دن کی طویل مسافت طے کرنے کے بعد مدینہ منورہ پہنچے۔ لرزتے کانپتے انتہائی ادب و احترام کے ساتھ مواجہ شریف میں حاضری دی۔ گورنر مدینہ کو بلایا اور فرمایا تمام اہل مدینہ کو بلایا جائے اور انہیں صدقات و خیرات تقسیم کئے جائیں چنانچہ ایسا کیا گیا جب سارے گذر گئے اور صدقات و خیرات تقسیم ہو گئے تو سلطان نے پوچھا کوئی شخص رہ تو نہیں گیا۔ اہالیانِ مدینہ منورہ نے عرض کی جی نہیں صرف دو نیک، صالح، عابد مغربی نہیں آسکے۔ وہ سارا دن جنت البقیع میں مصروف عبادت رہتے ہیں سلطان نے فرمایا انہیں بھی بلایا جائے جب وہ مغربی حاضر ہوئے تو سلطان نے فوراً پہچان لیا کہ یہی وہ دو آدمی ہیں جن کی طرف حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا تھا سلطان نے پوچھا ان کی رہائش کہاں ہے بتایا گیا حجرۂ مقدسہ کے قریب ایک سرائے میں سلطان نے ان دو مغربیوں کو یہیں ٹھہرایا اور خود سرائے میں گئے وہاں سوائے کتابوں کے کچھ نظر نہ آیا چٹائی اٹھائی تو نیچے سرنگ دکھائی دی جو حجرۂ انور تک پہنچ چکی تھی۔ مدینہ منورہ کے لوگ ان کی اس شرارت اور جسارت پر متحیر ہوئے۔ سلطان کے حکم سے جب سرِعام انہیں سزا دی گئی تو انہوں نے اعترافِ جرم کر لیا۔

اعترافِ جرم

سزا ملنے پر انہوں نے بتایا کہ ایک عیسائی بادشاہ نے حاجیوں کے لباس میں مدینہ منورہ بھیجا تھا کہ سرنگ کے ذریعہ سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد انور کو نکال کر اس کے ان پہنچائیں ان کے پاس وہ تھیلے تھے جن کے ذریعہ سے مٹی کو جنت البقیع تک پہنچاتے تھے جس رات حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلطان کو زیارت سے نوازا۔ اس رات یہ حجرہ شریف کی دیوار تک پہنچ چکے تھے۔ اس رات مدینہ منورہ میں شدید زلزلہ آیا۔ بادل گرجا بجلی چمکی۔ اس واقعہ پر سلطان نورالدین علیہ الرحمۃ کی روتے روتے ہچکی بندھ گئی ان دونوں ظالموں

کو قتل کروادیا گیا اور آگ میں جلا دیا گیا۔ اب سلطان نے حجرہ انور کی حفاظت کے لیے حجرہ شریف کی چاروں طرف پانی کی تہ تک خندق کھدوائی اور لوہا پگھلا دیا۔ اس واقعہ کو فقیہہ علم الدین یعقوب بن ابی بکر نے بیان کیا ہے۔

فائدے

• حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبر قید خانہ نہیں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں جسے چاہتے ہیں نوازتے ہیں۔

• سلطان نورالدین شہید کو اعزاز بخشا تھا ورنہ جو مدینہ منورہ سے شام جا سکتے ہیں وہ دشمنوں سے بھی نمٹ سکتے ہیں۔

• مسلمانوں کو چاہیئے کہ یہود و نصاریٰ کی سازشوں سے باخبر رہیں ان کی ریاضت، عبادت پر اعتماد نہ کریں۔

• عیسائی حکمران اور ان کے حواریوں کو یقین تھا کہ پونے چھ سو سال گزر جانے کے بعد بھی حضور سید عالم کا جسد اطہر محفوظ ہے تبھی تو نکالنے کی کوشش کی۔

• افسوس ان لوگوں پر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد انور کے مٹی میں مل جانے کی باتیں کرتے ہیں۔

قوت نبوت کے آگے دور و نزدیک کا کوئی مسئلہ نہیں۔ سلطان نورالدین کو شام میں شیخ بوصیری کو مصر میں نوازا اور آج بھی ہزاروں کو نواز رہے ہیں اور قیام قیامت تک یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسولؐ میں رافضیوں کی شرارت

یہ بدترین ناپاک جسارت سنہ ۷۹۰ھ میں ہوئی۔ علامہ شیخ سمہودی نے وفاء الوفا ج ۱ ص ۴۸ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے جذب القلوب کے ص ۱۰۳ پر اس اندوہناک واقعہ کا ذکر فرمایا ہے۔ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے رئیس الخدام شیخ شمس الدین فرماتے ہیں۔ ان کے ایک قریبی دوست کے مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گورنر سے دوستانہ تعلقات تھے۔ شیخ کے دوست نے بتایا کہ ایک دفعہ حلب کے رافضیوں نے مدینہ منورہ کے گورنر کو بے پناہ تحائف اور نذرانے پیش کیے۔ ان کے پس پردہ سازش یہ تھی کہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کے مقدس جسموں کو یہاں سے نکالا جائے۔ گورنر مدینہ نے ان سے متاثر ہو کر ایسا کرنے کی اجازت دے دی (معاذ اللہ) رئیس الخدام فرماتے ہیں مجھے یہ سن کر سکتہ طاری ہو گیا کہ دربار رسالت میں اتنی بڑی جسارت کا انجام کس قدر ہولناک ہوگا میں اس سوچ بچار میں گم تھا کہ اچانک گورنر مدینہ کا مجھے پیغام ملا کہ آج رات زائرین کی ایک جماعت جو دور دراز کے سفر سے آئی ہے حرم نبوی میں داخل ہوگی ان کی حاضری میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہ کی جائے اور ان کی ہر طلب و ضرورت کو پورا کیا جائے مجھے یہ حکم سن کر مزید تکلیف ہوئی روتے روتے حالت بدل گئی۔ معلوم یہ کرنا ہے کیا کریں گے لمحہ بلحہ درد بڑھ رہا تھا۔ نماز عشاء پڑھی گئی اور دروازے بند ہو چکے تھے کہ چالیس افراد کی ایک جماعت باب السلام کی طرف سے داخل ہونا شروع ہوئی یہ لوگ کئی قسم کا سامان اپنے ساتھ لا رہے تھے۔ ٹوکریاں، کدالیں اور کھدائی کے دیگر آلات یہ دیکھ کر اور زیادہ گھبراہٹ ہوئی یہ لوگ اپنی بدنیتی کی بنا پر آگے بڑھتے گئے۔ قدرت کی ایسی گرفت ہوئی کہ منبر شریف سے کچھ دور ہی تھے کہ ان فسادیوں کو زمین نے نگل لیا اور اس طرح وہ اپنے انجام کو پہنچ گئے گورنر مدینہ منتظر تھا کہ وہ قافلہ کامیابی سے کس وقت واپس آتا ہے۔ دیر ہو جانے پر گورنر

نے سختی سے پوچھا سچ کہہ دو۔ تب انہوں نے کہا وہ مجرم اپنے انجام کو پہنچ گئے تمہیں اعتبار نہ ہو تو چلو دیکھو ان کے کپڑے سامان باہر پڑا ہے گورنر مدینہ نے مجھے سخت تنبیہہ کی کہ کسی کو اطلاع نہ دی جائے۔

استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ

خلاصۃ الوفا صفحہ ۲۲۲، جذب القلوب صفحہ ۱۲۰، راحت القلوب صفحہ ۱۲۹، وفاء الوفاء صفحہ ۴۸ ج ۱۔ تاریخ المدینہ صفحہ ۲۶۳ ۔

رافضیوں کی دوسری سازش

دشمن کو جب کبھی موقع ہاتھ آتا ہے وہ اپنے حسد و بغض کی آگ کو بجھانے کے لیے کوئی نہ کوئی اقدام کر پاتا ہے۔ رافضیوں کو پہلی سازش میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور بغض شیخین کی پاداش میں چالیس افراد زمین میں دھنسا دیئے گئے۔ افسوس عبرت اس سے بھی نہیں لی گئی۔ مصر میں عبیدی دور کے حاکم نامی نے چند فسادی اور شرارتی رافضیوں کے اکسانے پر مصر میں ایک عالی شان عمارت کا منصوبہ بنایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کے اجساد مقدسہ وہاں سے نکال کر مصر میں لائے جائیں کہ مصر کی شہرت ہو۔ ابو فتوح نامی شخص کو اس مہم کو سر کرنے پر مامور کیا۔ اس بات کا چرچا ہو گیا تو یہ بھی پتہ چل گیا کہ اس کمینہ حرکت کے لیے ابو فتوح کا انتخاب ہو چکا ہے۔ اتفاق سے ابو فتوح کی مدینہ منورہ کے چند حفاظ و قراء کی جماعت سے ملاقات ہو گئی۔ قاری صاحب نے ابو فتوح کو دیکھ کر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔

۴۰ وان نکثوا ایمانهم بعد عهدهم و طعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمة الكفر انهم لا ایمان لهم لعلهم ينتهون۔

اگر وہ لوگ بدعہدی کریں اور قسمیں توڑ دیں اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو کفر کے سرغنوں کو قتل کر دو کہ رک جائیں کہ

ان کی قسم باقی نہیں رہی۔

تلاوت ۔۔ نے اس قدر حاضرین کو متاثر کیا کہ سبھی ابوفتوح کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے ابوفتوح نے مجمع کے تیور بدلتے دیکھے پیشانیاں پڑھیں فوراً کہا اگر میں قتل بھی کر دیا جاؤں تو پرواہ نہیں مگر قبر انور کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا۔ اس رات زبردست آندھی آئی ابوفتوح اس منظر کو دیکھ کر مزید خوف زدہ ہو گیا اور اپنی ناپاک جسارت سے تائب ہو کر واپس ہو گیا۔ (وفا الوفاء شریف ص ۴۳۱ ج ا، تاریخ مدینہ صفحہ ۲۹۶)

مدینۃ الرسول کے مشہور فنادق ہوٹل

فندق وہ جگہ ہے جہاں مسافروں کے قیام و طعام دونوں کا اہتمام ہو۔ مدینۃ الرسول کے زائرین کی سہولت کے لیے ان ہوٹلوں کا ذکر کیا جا رہا ہے اگرچہ فون نمبر بدلتے رہتے ہیں تاہم وہی لکھ دیے گئے ہیں۔

فندق الرحاب	شارع الساحۃ	فون	۲۲۲۹۹/ ۲۵۶۰۰
فندق الحسم	" "	فون	۲۳۲۰۰
فندق التیسیر	شارع السنبلیہ	فون	۲۲۵۵۱
فندق الانوار	باب المجیدی	فون	۲۰۲۷۵
فندق قصر المدینہ	"	فون	۲۱۰۰۳
فندق قصر الحجاز	شارع السنبلیہ	فون	۲۱۰۱۱
فندق الضیافہ	صافیہ باغ کے قریب	فون	۲۹۶۸۹
فندق السرور	شارع ملک عبدالعزیز	فون	۲۰۶۳۴
فندق قصر الانصار	شارع التیمی	فون	۲۵۰۴۲
فندق دار الہجرہ	شارع ملک عبدالعزیز	فون	۲۳۰۸۱

فندق الجزیرہ	شارع ابی ذر	فون ۲۱۲۳۵
فندق الزہراء	شارع السنبلیہ	فون ۲۱۲۸۱
فندق بہاء الدین	باب المجیدی	فون ۲۲۵۳۴
فندق عبدالعزیز	شارع ابی ذر	فون ۸۶۲۸۶
فندق الزھور	شارع الملک	فون ۲۷۹۳۷
فندق غسّان	〃 〃	فون ۲۳۱۳۶
فندق الصفاء	شارع السنبلیہ	فون ۲۴۰۸۲
فندق مکہ	باب مجیدی	فون ۲۸۰۱۱
فندق بافقیہ	شارع ابی ذر	فون ۲۴۳۷۳
فندق السعد	شارع الرومیہ	فون ۲۱۴۲۳
فندق الحرمین	باب مجیدی	فون ۲۲۳۸۹
الخلیج العزمی	〃 〃	فون ۲۳۰۲۱
فندق السرور	شارع الملک	فون ۲۵۴۹۱
فندق السعادۃ	〃 〃	فون ۲۲۹۴۳
فندق السالم	شارع قربان	فون ۲۳۱۹۸
فندق ابوخالد	شارع الملک	فون ۲۷۹۲۶
فندق قصر طیبہ	باب العوالی	فون ۲۳۶۸۹
فندق الوفاء	شارع الملک	فون ۲۲۵۹۰
فندق قصر الروضہ	〃 〃	فون ۲۲۹۶۱
استراحہ ابوحمزہ	شارع الرومیہ	فون ۲۱۳۴۰

مدینۃ الرسول کی مشہور صیدلیات (میڈیکل سٹورز)

صیدلیہ الروضہ	شارع قبا، عمارۃ الانصاری
صیدلیہ البرزنجی	قبا، المنازل
مخزن التعاون	اول شارع قبا،
مخزن ادویۃ البرجی	شارع التیمی۔ اسی شارع پر پاکستانی سفارۃ اور شفاخانہ واقع ہیں
مخزن ادویۃ الاہل	" " "
مخزن ادویہ حجوم	شارع التیمی
مخزن ادویۃ السلام	" " "
مخزن ادویۃ السلام	" " "
مخزن ادویۃ الفردوس	" " "
مخزن ادویۃ الکوثر	" " "
مخزن ادویۃ المدینہ	شارع العوالی
مخزن ادویۃ الاصلی	شارع باب الجنائز
مخزن ادویۃ الزہراء	شارع الرومیہ
مخزن ادویۃ الشفاء	باب مجیدی
مخزن ادویہ طیبہ	" "

مدینہ منورہ کے مشہور مستشفیات (ہسپتال)

مستشفی الخوزجی	شارع الجامعات
مستشفی الملک	باب شامی

مستشفی العیون (آنکھوں کا ہسپتال) حرہ شرقیہ
مستشفی الباکستانی (پاکستانی شفاخانہ) شارع السیمی
مستشفی الصدر (سینے کی بیماریوں کا علاج) ۔ ۔ حرۃ شرقیہ

مستشفی الولادہ (میٹرنٹی ہسپتال)
شارع مناخہ

مدینہ منورہ میں ڈاک خانے

مکتبہ برید (ڈاک خانہ)	نزد بلدیہ
مکتبہ برید	باب مجیدی
مکتبہ برید نمبر ۳	طریق قبا
مکتبہ برید نمبر ۴	قبا رالمنازل
مکتبہ برید نمبر ۵	الجامعۃ الاسلامیہ
مکتبہ برید نمبر ۶	شارع المطار
مکتبہ برید نمبر ۷	العنبریہ

مدینۃ الرسول میں پولیس کے دفاتر

شرطہ حرم نبوی	فون	۲۴۲۲۷
شرطہ ابی ذر	فون	۲۵۱۲۰
شرطہ مخفر مارۃ النصر	فون	۲۲۷۸۷
شرطہ باب السلام	فون	۲۲۸۸۵
شرطہ المناخہ	فون	۹۴۹۶۶

شرطہ باب الجیدی	فون	۲۳۵۲۹
شرطہ قبا	فون	۲۳۶۱۸
مخفر آبار علی	فون	۲۵۱۷۲
شرطہ عنبرہ غربیہ	فون	۶۵۶۵
المرور و النجدہ	فون	۲۴۶۲۶
نقطہ سلطانہ	فون	۲۴۷۶۹
نقطہ ابی ذر	فون	۲۵۷۲۷

مدینۃ الرسول کے مشہور بنک

البنک الاھلی (نیشنل بنک)	شارع مناخہ نزد مسجد سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
بنک الریاض	شارع مناخہ
بنک الجزیرہ	" "
بنک الراجحی	" "
بنک السبیعی	شارع الساحۃ
بنک الکعکی	شارع ملک عبدالعزیز

مدینہ منورہ کے مشہور بازار

سوق الخان (خان بازار)	نزد بلدیہ	یہاں پر سبزیاں گوشت ملتا ہے
سوق العالیہ (فروٹ مارکیٹ)	شارع قربان	نزد دفتر شہری دفاع
سوق السمک (مچھلی بازار)	"	"

سوق التمور (کھجور بازار)

اسواق الصافیہ (صافیہ باغ کے قریب کے بازار)

مدینہ منورہ میں بجلی اور فون کے دفاتر

مکتب البرید والہاتف	نزد مسجد عثمانیہ
〃 〃 〃	نزد باب المجیدی شارع سنبلیہ
الفیروزیہ	نزد باب مجیدی
مکتبۃ البرید	مطار مدینہ
مکتبۃ البرید	العنبریہ
〃 〃	الحرہ شرقیہ
〃 〃	اراکشیہ

مدینہ منورہ سے متعلقہ بستیاں

قریۃ بیرالماشی	قریۃ القریش	قریۃ وادی الفرع
قریۃ سویدرہ	قریۃ الشقراء	قریۃ الوضباع
قریۃ ام العیال	قریۃ المجبریہ	قریۃ الریال
قریۃ الہندیہ	قریۃ غراب	قریۃ شجوی
قریۃ المندسہ	قریۃ الیتمہ	قریۃ الجفر
قریۃ الجریۃ	قریۃ الاکحل	قریۃ وشیر
قریۃ حزرہ	قریۃ الملیلیج	قریۃ الصلصلۃ
قریۃ الحسو	قریۃ البیراج	قریۃ سدرہ
قریۃ لفیتق	قریۃ الصویدرہ	قریۃ النغیرہ

مدینہ منورہ میں پاکستانی مراکز

پاکستانی ڈسپنسری	شارع السیمی	فون	۸۲۴۴۸۸۴
حج افیسر	" "	فون	۸۲۳۵۷۱۸
میڈیکل افیسر	" "	فون	۸۲۴۴۸۸۴
پاکستان ہاؤس	نزد باب النساء حرم نبوی		
دفتر پی آئی اے	شارع ابو ذر		
دفتر ویلفیئر	شارع السیمی	پاکستانی ڈسپنسری	

مدینہ منورہ کے مدارس

جہاں تک مدارس کا تعلق ہے وہ خاصی تعداد میں ہیں تاہم مشہور مدارس یہ ہیں۔ یہ مدارس درج ذیل اقسام میں کام کر رہے ہیں۔

• ریاض الاطفال • مدارس ابتدائیہ • مدارس متوسطہ • مدارس ثانویہ • مدارس تحفیظ القرآن • مدارس دار الهجرہ • مدارس التہذیب • مدارس ابی بن کعب رضی اللہ عنہ • ادارۃ تعلیم المکفوفین (نابیناؤں کی درسگاہ) • ادارۃ تعلیم المتخلفین عقلیاً (ذہنی توازن کھوئے ہوؤں کی درسگاہ) • ادارۃ تعلیم الصم (بہروں کا تعلیمی ادارہ) • معہد الامل للصم والبکم (گونگوں اور بہروں کا ادارہ) • معہد النور المکفوفین (نابیناؤں کی تربیت گاہ) • مدرسہ متوسطہ (عبادہ بن ثابت رضی اللہ عنہ) • معہد الامل للبنین • مدرسہ محمودیہ • معہد الامل للبنات • مدرسہ شہابیتہ • مدرسہ منارۃ المدینہ، • مدرسہ علوم شرعیہ۔ یہ وہ مدارس ہیں جنہیں ہم معلوم کر سکا۔

مدینہ یونیورسٹی

۱۹۶۷ء کی حاضری میں مجھے اس ادارہ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا محل وقوع عمدہ ہے مسجد قبلتین کے مقابل وادیٔ عقیق میں واقع ہے۔ قریباً چالیس ملکوں کے طلبار داخل تھے جبکہ کلیتہ الدعوہ، کلیتہ الشرعیہ اہم شعبے ہیں صومالیہ، انڈونیشیا، لیبیا اور سوڈان کے طلبہ سے ملاقات ہوئی کتب خانہ دیکھا۔ کتب خانہ کی سب سے قیمتی کتاب فتاویٰ تیمیہ بتائی گئی یونیورسٹی کے الامین العام (جنرل سیکرٹری) رئیس المراقبین (نگران عملہ) نے مکمل تعارف کرایا۔ نائب الامین شیخ عمر درانی سے ملاقات ہوئی وہ مجھے پہچان گئے دو یوم قبل حرم اطہر میں ان کے درس بخاری شریف کے دوران ان سے امام بخاری کی شرائط انتخاب حدیث پر گفتگو ہوئی تھی اس وقت وائس چانسلر شیخ عبدالعزیز بن باز سے متعارف ہوا۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ اور مسئلہ کشمیر سمیت کئی ایک پہلوؤں پر بات ہوئی واپسی پر بن باز صاحب نے کتابوں کے کئی نسخے تحفے میں دیے۔

مدینہ منورہ کی مشہور شاہرائیں

شارع الساحہ۔ شارع عروہ۔ شارع السنوسیہ۔ شارع الاشراف۔ شارع السنبلیہ۔ شارع قربان۔ شارع المطار۔ شارع الھاشمیہ۔ شارع العوالی۔ شارع الدردشیہ شارع قبا۔ شارع موش فواز۔ شارع ابوذر۔ شارع السحیمی۔ طریق السلطانہ۔ طریق سید الشہداء طریق العوالی۔ شارع المناخہ۔ طریق جدہ۔

مدینہ منورہ کے بعض مناظر

سدّ العاقول

یہ وہ مشہور بند ہے جسے محمد بن لادن کمپنی نے نہایت محنت سے تیار کیا۔ یہ بند

سیلاب کو روکنے کے لیے نہایت مضبوط ثابت ہوا ہے جس سے اہل مدینہ سیلابی تلاطم سے محفوظ ہیں۔

وادی عقیق

اس وادی کے حسن و جمال سے متاثر ہو کر عرب شعراء نے بھی بہت کچھ لکھا ہے گذشتہ صفحات میں جہاں مدینہ منورہ کی وادیوں کا ذکر ہے وہاں اس کی قدرے تفصیل موجود ہے۔

منطقہ قباء

یہ علاقہ صاف ستھری آب و ہوا کھجوروں انگوروں کی بہتات، باغوں کی کثرت اور پھولوں کے باعث بہت ممتاز ہے۔ اہل مدینہ منورہ سیر و سیاحت کے لیے اس خطہ کی طرف زیادہ راغب ہیں۔

منطقہ شارع المطار

سیر و سیاحت کے لیے یہ خطہ بھی اہل مدینہ منورہ کی نظر میں پسندیدہ ہے۔ یہ شہر سے باہر کی تازہ آب و ہوا کے سبب مشہور ہے یہاں پر کافی مقدار میں قہوہ خانے موجود ہیں۔

منطقہ سلطانہ

سیر و سیاحت کے لیے شائقین یہاں بھی صبح صبح کافی مقدار میں پہنچتے ہیں اور اس علاقہ کے حسین نظاروں سے مسرت حاصل کرتے ہیں

منطقہ عروہ

بیر عروہ شریف کی وجہ سے یہ علاقہ بھی نہایت دل کش ہے یہاں پر پلاسٹک کی نزلوں کا کارخانہ بھی واقع ہے۔

منطقہ سد رانونا

یہ علاقہ بھی سبزیات باغات اور کھیتی باڑی کے لحاظ سے نمایاں حیثیت رکھتا

ہے۔ کھیتی باڑی سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کی نگاہ میں خاصی اہمیت کا حامل ہے۔

منطقہ جبل الفقرہ

یہ علاقہ مدینہ منورہ سے ۵۰ کیلومیٹر پر واقع ہے اس کا ماحول عمدہ ہے اس کی آب و ہوا طائف سے ملتی جلتی ہے۔ اہل مدینہ منورہ دور کی سیاحت کے لیے اسی کا انتخاب کرتے ہیں۔

نوٹ: ان خطوں کی جانب صرف وہی لوگ مائل ہوتے ہیں جو مدینہ منورہ مقیم ہیں یا سیاحت کے شائقین، زائرین کا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، جاگنا، سونا سیر و سیاحت آہ و زاری کا محور صرف اور صرف گنبدِ خضرا ہی ہوتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مدینہ منورہ کے مشہور محلے

محلہ بنی سالم، محلہ بنی ساعدہ، محلہ بنی حارث، محلہ بنی عدی، محلہ بنو مالک، محلہ بنی بیاضہ محلہ بنو نجار یہ محلے حضور علیہ السلام کی آمد کے وقت مشہور تھے۔ محلہ باب المجیدی، محلہ عنبریہ، محلہ شارع ابوذر۔ محلہ شارع مناخہ، محلہ قبا، محلہ اغوات۔ یہ محلے اب مشہور ہیں یہ مقدس شہر سطح سمندر سے ۶۲۵ میٹر بلند ہے موسم گرما میں یہاں کا درجہ حرارت زیادہ سے زیادہ ۵۰ درجہ تک بڑھتا ہے اور موسم سرما میں نہ ہونے کے برابر ہے۔

پی۔آئی۔اے کا دفتر

اگر آپ نے بذریعہ ہوائی جہاز حاضری دینی ہے تو شارع ابوذر پہ پی آئی اے کا دفتر واقع ہے۔ سیٹ کے متعلقہ سبھی کام یہیں طے ہو جائیں گے۔ گذشتہ دو سالوں سے یہ دفتر قائم ہو چکا ہے۔ سعودی ایئرلائن کا دفتر جنت البقیع کے نیچے واقع ہے۔ اس دفتر کی شاخیں احد شریف اور قباشریف میں بھی واقع ہیں۔

بسوں کی ریزرویشن

باب شامی متصل الولادہ (میٹرنٹی ہسپتال کے عقب میں ایرکنڈیشنڈ بسوں کا اڈہ ہے جس میں ۲۴ گھنٹے پہلے سیٹ بک ہوتی ہے یہ بسیں سفر کے لیے نہایت آرام دہ ثابت ہوئی ہیں۔

غلہ منڈی

مدینہ منورہ کی غلہ منڈی کے بارے شیخ سمہودی علیہ الرحمۃ کے انداز تحریر سے واضح ہوتا ہے یہ منڈی سوق بقیع شریف کے قریب واقع تھی۔ ابو بردہ بن دینار فرماتے ہیں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سُوق بقیع (بقیع بازار) کی طرف سے نکلے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دہنا ہاتھ مبارک غلہ کے ڈھیر میں ڈالا پھر نکالا تو اندر سے غلہ خراب تھا یا مختلف تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیس منا من غشنا وہ ہم میں سے نہیں جو ہم سے فریب کرے۔ اسے طبرانی نے ابو موسیٰ سے بھی روایت کیا ہے۔

فروٹ منڈی

۱۹۸۰ء کی حاضری میں شیخ المحدثین علامہ سید احمد سعید کاظمی دامت برکاتہم کی معیت میں مدینہ منورہ کی فروٹ منڈی سے گزر ہوا۔ علامہ کاظمی صاحب تکلیف کے باوجود ایک ایک دکان پر جاتے کچھ خریدتے کسی پھل کا بھاؤ پوچھتے۔ میں نے عرض کی حضرت کبھی پاکستان کی کسی فروٹ منڈی میں بھی اتنی دلچسپی لی۔ فرمایا ہرگز نہیں۔ ایصال ثواب کے لیے مختلف قسم کے پھل خریدے کہ دربار رسالت میں نذرانہ پیش کریں۔ اسی موقعہ پر ایک صحابی کا واقعہ سنایا جسے غالباً اسدالغابہ میں نقل کیا گیا ہے۔ فرمایا ایک صحابی روزانہ فروٹ منڈی میں پہنچتے نہایت عمدہ اور اچھے پھل خرید کر دربار رسالت میں پیش کر دیا کرتے اور بہت خوش ہوتے

نے پھل کھائے ہیں ان سے لو ہم تو صرف سے جاننے والے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا کر دکاندار کو ادائیگی فرما دیتے۔

وصلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

مدینۃ الرسول کے حکمران

۱۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ۱ تا ۱۰ھ
۲۔ سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ۱۱ھ
۳۔ سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ ۱۳ھ
۴۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ۲۳ھ
۵۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ۳۵ھ
۶۔ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ ۳۷ھ
۷۔ ابو ایوب رضی اللہ عنہ ۴۰ھ
۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۴۰ھ
۹۔ مروان بن حکم ۴۲ھ
۱۰۔ سعید ابن العاص بن سعید ۴۹ تا ۵۶ھ
۱۱۔ مروان بن حکم دوسری مرتبہ ۵۴ھ
۱۲۔ الولید بن عتبہ بن ابی سفیان ۵۷ھ
۱۳۔ عمر بن سعید بن عاص ۶۰ھ
۱۴۔ ولید بن عتبہ بار دگر ۶۱ھ
۱۵۔ عثمان بن محمد بن ابی سفیان ۶۲ھ
۱۶۔ عبید اللہ بن زبیر ۶۳ھ
۱۷۔ جابر بن اسود بن عوف ۶۵ھ
۱۸۔ عباس بن سہل ۶۵ھ
۱۹۔ مصعب بن زبیر ۶۵ھ
۲۰۔ جابر بن اسود بار دگر ۶۸ھ
۲۱۔ طلحہ بن عبید اللہ بن عوف ۷۰ھ
۲۲۔ طارق بن عمر ۷۲ھ
۲۳۔ حجاج بن یوسف ۷۴ھ
۲۴۔ ابان بن عثمان ۷۵ھ
۲۵۔ ہشام بن اسمٰعیل مخذومی ۸۲ھ
۲۶۔ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ ۸۶ھ
۲۷۔ عثمان بن حیّان ۹۳ھ
۲۸۔ ابو بکر بن محمد ۹۶ھ

۲۹۔ عبدالرحمٰن بن الضحاک سنہ ۱۰۱ھ ۳۰۔ عبدالواحد بن عبداللہ نفری سنہ ۱۰۳ھ

۳۱۔ ابراہیم بن ہشام سنہ ۱۰۶ھ ۳۲۔ خالد بن عبدالملک سنہ ۱۱۴ھ

۳۳۔ محمد بن ہشام بن اسمٰعیل سنہ ۱۱۸ھ ۳۴۔ یوسف بن محمد بن یوسف سنہ ۱۲۵ھ

۳۵۔ عبدالعزیز بن عمر سنہ ۱۲۶ھ ۳۶۔ عبدالواحد بن سلیمان سنہ ۱۲۷ھ

۳۷۔ محمد بن عبدالملک بن مروان سنہ ۱۳۰ھ ۳۸۔ ولید بن عروہ بن محمد سنہ ۱۳۱ھ

۳۹۔ عیسٰی بن عروہ سنہ ۱۳۲ھ ۴۰۔ داؤد بن علی بن عبداللہ سنہ ۱۳۲ھ

۴۱۔ زیاد بن عبیداللہ بن عبداللہ الحارثی سنہ ۱۳۳ھ ۴۲۔ العباس بن عبداللہ بن معبد سنہ ۱۳۶ھ

۴۳۔ زیاد بن عبیداللہ (بار دگر) سنہ ۱۳۷ھ ۴۴۔ محمد بن خالد بن عبداللہ القسری سنہ ۱۴۱ھ

۴۵۔ رباح بن عثمان بن حیان سنہ ۱۴۴ھ ۴۶۔ عبداللہ بن ربیع الحارثی سنہ ۱۴۵ھ

۴۷۔ جعفر بن سلیمان بن علی العباسی سنہ ۱۴۶ھ ۴۸۔ حسن بن زید بن حسن العلوی سنہ ۱۵۰ھ

۴۹۔ عبدالصمد بن علی سنہ ۱۵۵ھ ۵۰۔ محمد بن عبداللہ الکثیری سنہ ۱۵۹ھ

۵۱۔ محمد بن عبداللہ بن محمد صفوان الجمالی سنہ ۱۵۹ھ ۵۲۔ زفر بن عاصم الہلالی سنہ ۱۶۰ھ

۵۳۔ جعفر بن سلیمان بن علی (بار دگر) سنہ ۱۶۱ھ ۵۴۔ ابراہیم بن یحیٰی بن محمد عباسی سنہ ۱۶۶ھ

۵۵۔ اسحاق بن عیسٰی بن علی السجاد سنہ ۱۶۷ھ ۵۶۔ عمر بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب سنہ ۱۶۹ھ

۵۷۔ اسحاق بن سلیمان بن علی سنہ ۱۷۰ھ ۵۸۔ عبدالملک بن صالح بن علی سنہ ۱۸۰ھ

۵۹۔ محمد بن عبداللہ بن عبیداللہ العباسی سنہ ۱۸۰ھ ۶۰۔ موسیٰ بن عیسٰی بن محمد بن علی سنہ ۱۸۳ھ

۶۱۔ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم سنہ ۱۸۳ھ ۶۲۔ علی بن حسین بن موسیٰ العباسی قبل ہارون الرشید

۶۳۔ محمد بن ابراہیم قبل ہارون الرشید ۶۴۔ عبداللہ بن مصعب قبل ہارون الرشید

۶۵۔ بکار بن عبداللہ بن مصعب قبل ہارون الرشید ۶۶۔ محمد بن علی قبل ہارون الرشید

۶۷۔ ابوالبختری وہب بن منبہ سنہ ۱۹۳ھ ۶۸۔ داؤد بن عیسٰی بن موسیٰ بن محمد العباس سنہ ۱۹۳ھ

۶۹۔ سلیمان سنہ ۱۹۳ھ ۷۰۔ حسن بن سہل سنہ ۱۹۸ھ

۷۱۔ ہارون بن مسیب سنہ ۲۰۱ھ

۷۲۔ حمدون بن علی سنہ ۲۰۱ھ

۷۳۔ عبداللہ بن حسن عبداللہ علوی سنہ ۲۰۲ھ

۷۴۔ صالح بن عباس بن محمد سنہ ۲۰۹ھ

۷۵۔ سلیمان بن عبداللہ بن سلیمان سنہ ۲۱۲ھ

۷۶۔ محمد بن صالح بن العباس بن محمد سنہ ۲۲۹ھ

۷۷۔ محمد المنتظر بن المتوکل سنہ ۲۳۳ھ

۷۸۔ صالح بن علی سنہ ۲۴۶ھ۔

۷۹۔ علی بن حسن بن اسمٰعیل بن محمد سنہ ۲۴۷ھ

۸۰۔ محمد بن عبداللہ بن طاہر سنہ ۲۴۸ھ

۸۱۔ اسمٰعیل السفاک ابن یوسف الاخیضر سنہ ۲۵۱ھ

۸۲۔ ابوعبداللہ محمد بن یوسف سنہ ۲۵۵ھ

۸۳۔ محمد بن یوسف سنہ ۳۱۶ھ

۸۴۔ حسن بن اسمٰعیل

۸۵۔ ابوجعفر احمد بن الحسن

۸۶ ابوعبداللہ محمد بن احمد سنہ ۳۵۰ھ

۸۷۔ محمد بن احمد جسے کرامتہ نے شکست دی۔

۸۸۔ عزیز الدین ابوفلیتہ القاسم سنہ ۵۸۳ھ

۸۹۔ سالم بن ابی فلیتہ القاسم سنہ ۶۰۰ھ

۹۰۔ جماز بن فلان بن ابی فلیتہ سنہ ۶۲۵ھ

۹۱۔ المنصور بن جماز سنہ ۶۴۷ھ

۹۲۔ عطیہ بن المنصور سنہ ۶۵۷ھ

۹۳۔ نعیر بن المنصور سنہ ۶۶۰ھ

۹۴۔ ہبتہ اللہ

۹۵۔ محمد بن ہبتہ اللہ سنہ ۶۸۷ھ

۹۶۔ جمال الدین سنہ ۶۸۸ھ

۹۷۔ ثابت بن اخی السابق

۹۸۔ عجلان بن اخیہ

۹۹۔ عزیز بن منازع

۱۰۰۔ عجلان

۱۰۱۔ الحسن بن جماز سنہ ۸۲۵ھ

۱۰۲۔ عجلان

۱۰۳۔ امیان

۱۰۴۔ مانع

۱۰۵۔ دشبان

۱۰۶۔ سلیمان بن عزیز بن منازع

۱۰۷۔ امیان بن الحازی

۱۰۸ زہیر بن امیان

۱۰۹۔ ضیغم سنہ ۸۷۴ھ

۱۱۰۔ قسیطل بن زہیر

۱۱۱۔ زہیر بن امیان ثانیاً

۱۱۲۔ حسن بن زہیر سنہ ۹۱۱ھ

نائبین حکمران

جنہیں حضور علیہ السلام نے غزوات یا اسفار کے مواقع پر مدینۃ الرسول کے حکمران مقرر فرمایا۔

۱۱۳۔ سعد بن عبادہ ۔ غزوہ ابوا کے موقع پر مقرر ہوئے۔

۱۱۴۔ سائب بن عثمان۔ غزوہ بواط کے موقع پر مقرر ہوئے۔

۱۱۵۔ ابو سلمہ بن عبدالاسد۔ غزوہ عشیرہ کے موقع پر مقرر ہوئے۔

۱۱۶۔ زید بن حارثہ ۔ غزوہ بدر اولیٰ کے موقع پر مقرر ہوئے۔

۱۱۷۔ عمرو بن ام مکتوم۔ غزوہ بدر کبریٰ کے موقع پر مقرر ہوئے۔

۱۱۸۔ سباع بن عرفطہ الغفاری غزوہ قرقرہ الکدر کے موقع پر مقرر ہوئے۔

۱۱۹۔ بشیر بن عبدالمنذر ابولبابہ غزوہ بنو قینقاع کے موقع پر مقرر ہوئے

۱۲۰۔ ابن ام مکتوم غزوہ نجران کے موقع پر مقرر ہوئے۔

۱۲۱۔ ابن ابی مکرتر غزوہ احد کے موقع پر مقرر ہوئے۔

۱۲۲۔ ابن ام مکتوم غزوہ حمراء الاسد کے موقع پر مقرر ہوئے۔

" " " غزوہ بنو نضیر کے موقع پر بھی وہی مقرر ہوئے

۱۲۳۔ ابو ذر غفاری یا عثمان بن عفان غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر مقرر ہوئے۔

۱۲۴۔ عبداللہ بن رواحہ غزوہ بدر صغریٰ کے موقع پر مقرر ہوئے۔

۱۲۵ سباع بن عرفطہ الغفاری غزوہ دومۃ الجندل کے موقع پر مقرر ہوئے۔

۱۲۶۔ زید بن حارثہ غزوہ مریسیع کے موقع پر مقرر ہوئے۔

۱۲۷۔ عبداللہ بن ام مکتوم غزوہ خندق کے موقع پر مقرر ہوئے ۔

۱۲۸۔ ابن مکتوم غزوہ بنو قریظہ۔ بن لحیان۔ غزوہ غابہ کے موقع پر مقرر ہوئے

۱۲۹۔ سباع بن عرفطہ الغفاری۔ غزوہ خیبر کے موقع پر مقرر ہوئے۔

۱۳۰۔ کلثوم بن حصین بن خلف۔ غزوہ مکہ کے موقع پر مقرر ہوئے

۱۳۱۔ محمد بن سلمہ یا سباع بن عرفطہ غزوہ تبوک کے موقع پر مقرر ہوئے۔

۱۳۲۔ ابودجانہ الساعدی انہیں حجۃ الوداع کے موقع پہ مقرر فرمایا گیا

جنہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مقرر فرمایا

۱۳۳۔ اسامہ بن زید۔ قصد حرب کے موقع پر مقرر فرمایا

۱۳۴۔ عثمان بن عثمان۔ سفر حج کے موقع پر مقرر فرمایا

جنہیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مقرر فرمایا

۱۳۵۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جنگ قادسیہ اور شام کے ایک سفر کے موقع پر مقرر فرمایا۔

۱۳۶۔ زید بن ثابت

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

آپ کے دور خلافت میں کسی نائب کا سفر یا غزوہ کے موقع پر مقرر ہونا مجھے معلوم نہیں ہوسکا البتہ آپ کی شہادت کے بعد الغافقی بن حرب صرف پانچ دن تک مدینۃ الرسول کا حکمران رہا۔

جنہیں سیدنا علی المرتضیٰ نے مقرر فرمایا

۱۳۷۔ قثم بن عباس شام کے ایک محاذ کے موقع پر

۱۳۸- سہل بن حنیف

۱۳۹- اسمٰعیل السفاک ابن یوسف سنہ ۲۵۱ھ

۱۴۰- ابوعبداللہ محمد بن یوسف سنہ ۲۵۵ھ ان کے ہاتھوں یمامہ فتح ہوا۔

۱۴۱- محمد بن یوسف سنہ ۳۱۶ھ

۱۴۲- الحسن بن اسماعیل

۱۴۳- ابوجعفر احمد بن حسن

۱۴۴- ابوعبیداللہ محمد بن احمد

۱۴۵- عزیز الدین ابوفلیتہ سنہ ۵۸۳ھ

۱۴۶- سالم بن ابی فلیتہ سنہ ۶۰۰ھ

۱۴۷- جماز بن فلان بن ابی فلیتہ سنہ ۶۳۵ھ

۱۴۸- المنصور بن جماز سنہ ۷۰۰ھ

۱۴۹- عطیہ بن المنصور سنہ ۷۵۵ھ

۱۵۰- نعیر بن المنصور سنہ ۷۶۰ھ

۱۵۱- صبغۃ اللہ سنہ ۷۶۰ھ

۱۵۲- محمد بن ہبۃ اللہ سنہ ۷۸۵ھ

۱۵۳- جمال الدین سنہ ۷۸۸ھ

۱۵۴- ثابت ابن اخی - عزیز بن منازع - عجلان

۱۵۵- الحسن بن جماز سنہ ۷۲۵ھ

۱۵۶- عجلان۔ ۱۵۷- امیان۔ ۱۵۸- مانع۔ ۱۵۹- وشیان۔

۱۶۰- وشیان۔ ۱۶۱- سلیمان بن عزیز بن منازع

۱۶۲- امیان بن الحازی۔

۱۶۳۔ زہیر بن امیان

۱۶۴۔ ضنیغم

۱۶۵۔ قیسطل ابن زہیر

۱۶۶۔ زہیر بن امیان

۱۶۷۔ حسن بن زہیر ۱۱۰۰ھ

عہد اشراف

۱۶۸۔ الشریف علی بن حسین امیر المدینہ ان کا دورِ حکومت ۱۷ ررجب المرجب ۱۳۳۶ھ سے شروع ہو کر ۱۳۴۳ھ تک جاری رہا۔

۱۶۹۔ وکیل الامارہ الشریف احمد بن منصور۔

۱۷۰۔ الشریف شحات بن علی قائم مقام المدینہ۔ یہ عہد اشراف ۱۹ رجمادی الاولیٰ ۱۳۴۴ھ کو ختم ہو گیا۔

عہد سعودی کے چند حکمران

۱۷۱۔ وکیل الامیر ابراہیم السبھان۔ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۴ھ سے آخر جمادی الثانی ۱۳۴۵ھ تک۔

۱۷۲۔ وکیل الامیر شاری ۱۳۴۵ھ سے ۹ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ تک۔

۱۷۳۔ وکیل الامیر عبدالعزیز بن ابراہیم ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ سے ۱۲ صفر المظفر ۱۳۵۵ھ تک

۱۷۴۔ وکیل الامیر عبداللہ السدیدی۔ ۲۱ رصفر ۱۳۵۵ھ سے ۱۳۷۹ھ تک۔

۱۷۵۔ وکیل عبدالرحمٰن عبداللہ ۱۳۸۰ھ تک۔

تاریخ امراء المدینۃ المنورہ وحکامہا

مؤلفہ الاستاذ سید احمد یاسین احمد الخیاری الازہری

مطبوعہ مصر

نوٹ:- سعودی دور کے امراء مدینہ منورہ کی فہرست مل نہ سکی۔ بریں بنا شامل اشاعت نہ ہو سکی۔

تیسرے ایڈیشن میں اضافہ ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وآلہ وصحبہ وسلم

مدینۃ الرسول کے سگانِ محترم اور چند یادیں

اس کی حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ جہاں مدینہ منورہ کا ہر ذرہ باعثِ کشش ہے وہاں عشاق کے لیے سگانِ طیبہ سے کیوں بے حد وارفتگی ہے؟ پہلے بزرگوں اور موجودہ دور کے لوگوں میں بے شمار ایسے واقعات پائے جاتے ہیں جن سے مدینہ منورہ کے سگانِ محترم سے بے حد دلچسپی عقیدت و محبت کے جذبات معلوم ہوتے ہیں۔

مولانا جامی علیہ الرحمۃ اور سگانِ محترم

مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دریا موجزن تھا آج جس محفل میں مولانا جامی علیہ الرحمۃ کا ذکر آجاتا ہے وہاں حضرت عشق بھی جلوہ گر ہو جاتا ہے حضرت جامی علیہ الرحمۃ ایک موقعہ پر تاسف کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں۔

ع سگت را کاش جامی نام بودے
کہ آمد بر زبانت گاہے گاہے

ترجمہ: اے شہنشاہِ کائنات کاش آپ کے کسی کتے کا نام ہی جامی ہوتا۔ کہ کبھی کبھی آپ کی زبان پر میرا نام تو آجاتا۔ کہ مالک کتے کو نام لے کر بلایا ہی کرتا ہے۔

اعلیٰحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ اور سگانِ محترم

آپ نے اپنے نعتیہ کلام میں متعدد مقامات پر سگانِ طیبہ سے عقیدت و محبت کا اظہار فرمایا ہے۔ ایک موقعہ پر مدینۃ الرسول کی حاضری کے جذبات محبت کو اس طرح ذکر فرماتے ہیں۔ ع

پارۂ دل بھی نہ نکلا تجھ سے تحفہ میں رضا
ان سگانِ کو سے اتنی جان پیاری واہ واہ

اپنے آپ کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں اے احمد رضا کتنا اچھا ہوتا کہ تو اپنے سینہ سے

دل نکال کر سگان طیبہ کے حضور نذرانہ پیش کرتا افسوس ایسا نہ کر سکا تعجب ہے تجھے اپنی جان سگانِ طیبہ سے زیادہ پیاری ہے۔ دوسری جگہ پر اپنی نسبت کا اظہار فرماتے ہیں۔

؎ تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے نسبت مجھ کو

میری گردن میں ہے دور کا ڈورا تیرا!

تیسری جگہ پر فرماتے ہیں ہمیں آہ و فغاں کرنے کا طریقہ یاد ہے مگر سرزمین مدینہ میں آہ و فغاں کرنے سے رکاوٹ یہ ہے ڈر لگتا ہے کہیں اس پاک سرزمین کے سگانِ محترم کی سمع خراشی نہ ہو جائے

خوف ہے سمع خراشیٔ سگِ طیبہ کا

ورنہ کیا یاد نہیں نالہ و فغاں ہم کو

محدث علی پوری علیہ الرحمۃ اور سگانِ محترم

حضرت پیر جماعت شاہ علیہ الرحمۃ کا سگان طیبہ کے ساتھ عشق و محبت کا واقعہ بہت مشہور ہے اس واقعہ کے موجود لوگ آج بھی ہیں۔ آپ اپنے احباب میں مدینۃ الرسول کی کسی گلی میں کھڑے ہیں کہ سامنے سے ایک زخمی کتا چیختا ہوا گزرا اس کتے کو کسی نے پتھر مارا تھا۔ حضرت پیر صاحب علیہ الرحمۃ اس منظر کو دیکھ کر بے خود ہو گئے۔ اسی بیخودی میں سگِ طیبہ کو گود میں لے لیا۔ اپنی دستار سے اس کا خون صاف کیا پھر ہاتھ جوڑ کر روتے ہوئے کہا اے سگِ طیبہ خدارا بارگاہِ رسالت میں میری شکایت نہ کر دینا پھر دیر تک سگ طیبہ کو گود میں لے کر روتے رہے ۱۹۷۹ء کی میری حاضری پر مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت صاحبزادہ سید منور شاہ صاحب (جو محدث علی پوری کے پوتے ہیں) نے مدینہ طیبہ میں جماعت منزل میں رہنے کی دعوت دے دی۔ میں نے انتہائی سعادت سمجھتے ہوئے قیام کیا۔ اس سال کے میرے رفقاء سفر مولانا ظفر اقبال فریدی اور مولانا محمد یوسف رضا شاہد ہیں مجھے اکثر و بیشتر سگان طیبہ کی

زیارت اور ان کے حضور نیاز مندی کا موقعہ اسی منزل کے سامنے مل جاتا تھا۔ میں نے محسوس کیا جب ولی کامل کو ان سے محبت تھی انہیں بھی انہیں کی طرف منسوب عمارت "جماعت منزل" سے محبت ہے۔

۱۹۶۶ء کی بات ہے پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب (جو حضرت محدث علی پوری کے نواسہ ہیں) نے مجھے مدینۃ الرسول میں یہ واقعہ سنایا ایک حاضری پر حضرت نے فرمایا آج مدینۃ الرسول کے درویشوں کی دعوت ہے دیگیں پکوا دی گئیں بازار سے نئے برتن منگوا لیے گئے عرض کی گئی حضور درویشوں کی آمد کا سلسلہ کب شروع ہوگا فرمایا یہ درویش آئیں گے نہیں تمہیں ان کے حضور جا کر نذرانہ پیش کرنا ہوگا۔ فرمایا یہ روٹیاں یہ گوشت مدینہ منورہ کے سگانِ محترم کو پیش کیا جائے چنانچہ تلاش کر کے حکم کی تعمیل کی گئی۔

وصلی تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

سگِ طیبہ کی نوازش

سگانِ مدینہ منورہ کے بارے میں جلیل القدر اولیاء اصفیا اپنی نیاز مندی عقیدت و محبت کا اظہار اعتراف کیا ہے۔ میری زندگی میں بھی ایک عظیم واقعہ پیش آیا جو ہدیۂ قارئین ہے۔ ایک حاضری میں مدینہ منورہ سے واپسی کی ساری رات سگانِ طیبہ کی زیارت میں صرف کردی۔ شوق یہ تھا کہ ان کی قدم بوسی کر کے مدینہ منورہ سے رخصت ہوں۔ یہ بھی شوق تھا کسی سگِ طیبہ کی آواز بھی ریکارڈ کرلوں۔ ٹیپ لے کر گھومتا رہا کئی مقامات پر سب مجھے زیارت تو ہوگئی مگر قدم بوسی کے شرف سے محروم رہا کسی سگِ طیبہ نے مجھے اپنے قریب نہ پھٹکنے دیا جوں ہی کسی سگِ طیبہ کے قریب گیا اس نے مجھ سے نفرت کی اور دور چلا گیا۔ سحری کے قریب ایک سگِ طیبہ کو سویا ہوا پایا دور بیٹھ گیا کہ اس کی بیداری پر سلام عرض کروں گا ایک کار کی آواز سے وہ بیدار ہوگیا۔ میں نے قریب جانے کی کوشش کی

تو وہ نفرت سے بھاگ گیا۔ میں نے وہیں کھڑے منت سماجت کی اور کہا خدا کے لیے مجھے قدمبوسی کا موقع دے دو صبح مدینہ منورہ چھوٹ رہا ہے پھر قسمت کی بات۔

بات بنتی ہے میری تیرا بگڑتا کیا ہے

مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میری اس عاجزانہ درخواست پر وہ رک گیا میں قریب ہوا قدم بوسی کی اس کی آواز ٹیپ کی اور صبح کی اذان ہونے پر میں وہاں سے چلا تو کم و بیش ۵۰ قدم تک یہ سگِ طیبہ میرے ساتھ آیا۔ سگِ طیبہ کی اس نوازش کو کبھی نہیں بھول سکتا کہ مجھے قریب جانے کا موقعہ دیا اور ۵۰ قدم میرے ساتھ چل کر مجھے شرف بخشا۔

تجھ سے در، در سے سگ، اور سگ سے ہے نسبت مجھ کو
میری گردن میں ہے دور کا ڈورا تیرا!
(اعلیٰحضرت بریلویؒ)

شنیدہ ام کہ سگاں را قلادہ می بندی
چرا بگردن حافظ نمی نہی رسنے (حافظ شیرازی)

ایک گورنر مدینۃ الرسول میں

۱۹۶۰ء کی بات ہے یہ فقیر مدینہ منورہ میں حاضر تھا۔ خواب میں دربارِ گوہر بار کی حاضری نصیب ہوئی۔ مواجہ شریف کے سامنے مغربی پاکستان کے گورنر ملک امیر محمد خاں کو روتے ہوئے دیکھا۔ ملک صاحب نے مجھے پہچان لیا اور بازو سے پکڑ کر کہا مولانا شرمسار ہوں کہاں امیر محمد مجرم اور کہاں سید الانبیاء کا گنبد خضرا۔ آپ مجھے سلام پڑھا دیں۔ سرزمین طیبہ میں حاضری کے دنوں میں اس سے زیادہ مجھے کسی کام کی خوشی نہیں ہوئی کہ کسی نووارد کو سلام پڑھاؤں اور زیارت کراؤں کیا خبر یہ نووارد کس قدر مقبولِ بارگاہ

بارگاہ ہو اور اسی کا صدقہ میری حاضری بھی مقبول ہو جائے میں نے سلام پڑھنا شروع کیا تو بارگاہِ رسالت سے مجھے حکم ملا پہلے اسے پاک پتن فرید الدین کے ہاں لے جاؤ پھر یہاں لانا میں نے ملک صاحب سے صورتِ حال بیان کی ہم جدہ سے لاہور اور پھر لاہور سے غوث العالم شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین کے دربار گوہر بار میں پاکپتن شریف حاضر ہوئے۔ میں نے حضور بابا جی سے سارا واقعہ عرض کیا اس کے بعد یہاں سے اجازت ملی پھر طیبہ شریف حاضری ہوئی سلام پیش کیا تو فرمایا۔ اب ٹھیک ہے۔ میری اس خواب سے مندرجہ ذیل نتائج معلوم ہوتے ہیں۔

۱۔ ہر شاہ و گدا کو یہیں مدینۃ الرسول میں ہی پناہ ملتی ہے۔

۲۔ بڑے بڑے مجرموں کو بھی نواز لیا جاتا ہے۔

۳۔ بارگاہِ رسالت میں حضور خواجہ فرید الدین علیہ الرحمۃ مقبول ہیں اور بارگاہ رسالت تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں ؎

تیرے دربار سے رستہ نکلتا ہے مدینے کو
واہ گنج شکر بابا عجب تیری رسائی ہے

۴۔ بارگاہِ نبوت تک پہنچنے کے لیے ولی کا راستہ بہت مفید و کامیاب ہے۔

۵۔ محبت کی طویل راہیں چند لمحات میں بھی طے ہو سکتی ہیں۔

حسنین مدینۃ الرسول میں

ایک حاضری پر مجھے اُردن کے شہزادہ حسن طلال، اُردن کے شاہ حسین سے باب المجیدی کے باہر ملاقات کا اتفاق ہوا۔ پولیس کا پہرہ نہیں فوجی محافظ نہیں دونوں شہزادے حرم انور میں حاضری کے لیے حاضر ہیں یہ اردن و اسرائیل جنگ کے اگلے سال کا واقعہ ہے مجھے بھی خیال پیدا ہو گیا کہ شہنشاہِ کائنات کے حضور بھکاریوں کو

مانگتے تو دیکھا ہے اور میں خود بھی غریب گداگروں، محتاج بھکاریوں، مسکین منگتوں میں شامل تھا آج ذرا بادشاہوں کو بھی دیکھیں وہ کس طرح حاضری دیتے ہیں۔ اللہ اللہ یہ منظر قابلِ دید تھا۔ شہنشاہ طیبہ کی عظمت کا عجیب مظاہرہ تھا۔ دونوں شہزادے انتہائی بر جبل قدموں کے ساتھ آہستہ آہستہ مقدس جالیوں کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ مقدس جالیاں ابھی دور ہیں مگر آنکھوں نے اشکباری شروع کر دی ہے۔ خوش نصیب شاہزادوں کے لیے جالی مبارک کا دروازہ کھول دیا گیا۔ اندر داخل ہو گئے۔ دیر تک سلام و نیاز عرض کرتے رہے۔ باہر نکلے تو اشکبار آنکھوں کے ساتھ ہیں۔ اس موقعہ پر مجھے مولانا حسن رضا علیہ الرحمۃ کا شعر یاد آرہا ہے

ع منگتے تو ہیں منگتے کوئی شاہوں میں دکھلا دو
جس کو مری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو!

ان کے آہستہ آہستہ قدم اٹھانے رکھنے سے مجھے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے یہ اشعار یاد آرہے ہیں۔

ع ہاں ہاں رہ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ
او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے
واروں قدم قدم پہ کہ ہر اک سے ہے جان تو
یہ ساہ جانفزا میرے مولا کے در کی ہے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ و آلہ وصحبہ وسلم

فوراً اصلاح فرمادی

مدینۃ الرسول میں ایک رات حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی نظر سے گذری اشکال پیدا ہو گیا کہ ہم حاضرین کے لیے قبر انور کی زیارت تو نہیں ہے، لزوم شفاعت کا وعدہ تو قبر انور کی زیارت کرنے والوں کے لیے ہے اسی پریشانی میں

نیند آگئی ۔ قبر انور کی زیارت ہوئی بلکہ بوسہ سے مشرف ہوا اور میرے عقیدہ کی اصلاح میرے نظریہ کی تطہیر میرے اشکال کے حل کے لیے مجھے فرمایا گیا۔ میرے دروازے کی حاضری میری قبر کی حاضری ہے ۔ دروازے کی زیارت قبر کی زیارت ہے ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ وصحبہ وسلم

شیطانی وسوسہ سے بچا لیا

مدینۃ الرسول میں ایک حاضری کے موقعہ پر اس فقیر راقم الحروف کو بخار ہو گیا ۔ طبیعت میں کمزوری پیدا ہو گئی ۔ حرم انور سے نکل کر چائے والے کے پاس حاضر ہوا یہ چائے فروش عام تھڑے پر ہی بیٹھا تھا ۔ اس نے مجھے چائے کی پیالی دے دی ۔ کرسی کوئی خالی نہ تھی میں نیچے ہی بیٹھ گیا ۔ شیطانی وسوسہ نے حملہ کیا اور ایک لمحہ خیال گزرا کہ گھر آخر گھر ہی ہوتا ہے کہ بیماری میں آرام سے وقت گزر سکتا ہے ۔ عین اسی وسوسہ کے ساتھ ہی میرے پیچھے کھڑے ایک خوش الحان نعت خوان نے یہ شعر پڑھا ۔

ع ہوندا اے کرم خوش بختاں تے سلطان مدینے والے دا
کوئی قسمت والا بن دا اے مہمان مدینے والے دا

بس یہی لمحہ تھا کہ دل نے اس وسوسہ کو بدترین گناہ سمجھا تو بہ و استغفار کی طرف رجوع ہوا اگرچہ وسوسہ پر شرعاً گرفت نہیں تاہم اپنے آپ کو بدترین مجرم سمجھتے ہوئے دربار گوہر بار میں حاضر ہوا معافی چاہی ۔

وصلی اللہ علی حبیبہ و آلہ وصحبہ وبارک وسلم

بچوں نے مجھے لاجواب کر دیا

مدینۃ الرسول میں ایک حاضری کے موقع پر مجھے بے حد شوق ہوا کہ اس سال

پاکستانیوں کے لیے کوئی نیا تحفہ لے جاؤں چنانچہ ایک ٹیپ ریکارڈر خریدا اور مدینۃ الرسول کے مختلف جانوروں کی آوازیں ٹیپ کریں۔ اسی غرض کے لیے ایک دن جنت البقیع شریف کی طرف نکل گیا وہاں مدینۃ الرسول کے چھوٹے چھوٹے سیاہ فام غریب بچے فٹ بال کھیل رہے تھے میں قریب جا کر بیٹھ گیا کہ ان کی آوازیں ٹیپ کر سکوں۔ بچوں نے مجھے دیکھ کر قہقہہ لگایا مذاق کیا طنز کیا مگر میں صبر سے بیٹھا رہا اُن کا سارا شور ٹیپ کیا کچھ دیر بعد چند بچے میرے قریب آ گئے میرے اور ان کے درمیان یہ مکالمہ ہوا جو ٹیپ ہو گیا۔

بچے۔ تو کس ملک کا ہے؟

منظور احمد۔ پاکستان کا۔

بچے۔ وہاں کیا شے خاص ہے۔

منظور احمد۔ وہاں باغات۔ نہریں۔ چشمے۔ وادیاں کیا آپ وہاں جانا پسند کرتے ہیں؟

بچے۔ بالکل نہیں۔

منظور احمد۔ وہاں کے لوگ اہل مدینہ کے ادب و احترام میں کمربستہ ہیں آپ کے لیے بہت کچھ تحائف ہوں گے۔

بچے۔ اچھا بابا یہ بتاؤ وہاں سب کچھ ہے تو وہاں قبر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ہے قبر صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) بھی ہے۔ قبر عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) بھی ہے قبر فاطمۃ الزہرا (رضی اللہ عنہا) بھی ہے۔

بس یہ تھا وہ دندان شکن جواب جو مجھے آج تک یاد ہے اور تا زیست یاد رہے گا اسی دن سے گردن شرم کے مارے جھک گئی ہے۔

ع تخت سکندری پہ وہ تھوکتے نہیں
بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں

مدینۃ الرسول میں ایک مجذوبہ کی زیارت

ظاہر ہے دار السلطنت میں جہاں بادشاہ مقیم ہے وہاں وزراء سفراء کی ایک بھاری جماعت بھی رہتی ہے۔ مدینۃ الرسول میں شہنشاہِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہیں وہاں اغواث اقطاب، ابدال اولیاء اللہ کی کیا کمی ۱۹۶۲ء کی حاضری کا مجھے ایک واقعہ یاد ہے میرے مکان سے حرم انور کو آتے ہوئے عموماً ایک مجذوبہ کی ملاقات ہوا کرتی مگر کبھی اس پر دھیان نہ گیا اسے عام دیوانہ سمجھ کر گزر جاتا۔ ایک دن ریاض الجنۃ کی حاضری کے بعد جنت البقیع شریف میں حاضر ہوا تو دل میں خیال گزرا سبحان اللہ مدینۃ الرسول میں دو جنتیں ہیں ایک کا نام ریاض الجنۃ، دوسری کا نام جنت البقیع ہے اسی خیال میں اس ولیہ کاملہ کے قریب سے گذر ہوا مجھے بڑی فصیح زبان میں بلایا اخی تعال اسمع کلامی میرے بھائی آؤ بات سنو میں قریب گیا تو اپنا دایاں ہاتھ میرے بائیں کندھے پر رکھا اور فرمایا واللہ العظیم اللہ حیی و رسولہ حیی۔ اللہ کی قسم اللہ زندہ ہے اور اس کے رسول کریم بھی زندہ ہیں پھر فرمایا واللہ العظیم اللہ ینظر و رسولہ ینظر اللہ کی قسم اللہ بھی دیکھتا ہے اور اس کے رسول کریم بھی دیکھتے ہیں پھر فرمایا واللہ العظیم المدینہ کلھا جنت الفردوس اللہ کی قسم مدینہ سارے کا سارا جنت الفردوس ہے یہ تھی آخری بات جس نے میری نظر کی اصلاح کی کہ مدینہ منورہ میں صرف دو جنتیں نہیں بلکہ سارے کا سارا جنت الفردوس ہے۔ اس رات کو شیخ الاسلام قطب الوقت حضرت مولانا ضیاء الدین علیہ الرحمۃ کے مکان پر محفل میلاد شریف میں شامل ہوا۔ تقریر کی اور یہ واقعہ سنا دیا۔ محفل ختم ہونے کے بعد بہت سے ساتھی میرے ساتھ آئے کہ زیارت کریں مگر اس دن سے آج تک پھر اس ولیہ کاملہ کی زیارت نصیب نہ ہو سکی۔

جنت سے نہ کر واعظ تعبیر مدینے کی
جنت بھی دھندلی سی ہے تصویر مدینے کی

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

ایک قطب کی زیارت

مدینۃ الرسول میں ایک حاضری کے موقع پر مواجہ شریف میں حاضر تھا اپنی زبان (پنجابی) میں ہی دربار گوہر بار میں درخواستیں پیش کر رہا تھا۔ انہیں ایام بیت المقدس پر اسرائیلیوں کا قبضہ ہوا تھا مجھے میرے گناہ ایک ایک کر کے یاد آرہے تھے۔ ملتِ اسلامیہ کی زبوں حالی پیشِ نظر تھی۔ درد و کیفیت کا ایک سماں تھا۔ میری دعا ختم ہو گئی تو میں نے دیکھا میرے پیچھے شام کے بہت علماء کرام دعا میں شامل تھے اور زار و قطار رو رہے تھے غالباً وہ میری حالت زار پر ترس کھا کر رو رہے تھے ورنہ پنجابی کو وہ کیا سمجھیں ان میں سے ایک نے مجھے فرمایا آیئے آپ کو شام کے ایک قطب سے ملاقات کرائیں جو براہِ راست حضور علیہ السلام سے باتیں کرتے ہیں مجھے بے حد خوشی ہوئی دل میں سوچا ان بزرگوں سے دعا کراؤں گا کہ مجھے آئندہ سال بھی حاضری نصیب ہو ہم ان کے ہاں حاضر ہو گئے وہ مراقبہ میں تھے۔ تھوڑی دیر بعد سر اٹھایا اور مجھے اشارہ سے اپنے قریب بلایا۔ فرمایا میں نے تیری طرف سے دربار رسالت میں سلام عرض کیا ہے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تجھے وعلیکم السلام فرماتے ہیں نیز آپ نے فرمایا انہ یاتی فی سنۃ الاتیہ وہ آئندہ سال بھی آئے گا قربان جائیں میں نے ان بزرگوں سے ابھی تک اپنا مسئلہ پیش نہیں کیا وہ تو مراقبہ میں تھے مجھے آئندہ سال پھر حاضری نصیب ہو گئی۔ اس کے بعد آج تک پھر ان بزرگوں کی زیارت نصیب نہ ہو سکی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

مدینۃ الرسول میں دودھ کی فروخت

ایک حاضری کے موقع پر مجھے یاد ہے نماز عشاء سے فارغ ہو کر حرم انور سے باہر آیا سردی کا موسم تھا ایک باباجی انتہائی خوش الحانی کے ساتھ یہ "ہوکا" دے رہے تھے۔ اشربوا لحلیب۔ صلو علی الحبیب، یہ دودھ پڑھو درود انہوں نے اپنے گرد اچھا مجمع کر رکھا تھا۔ ان کی صدا مجھے اس قدر پیاری اور بھلی لگی کہ میں صدا لگاتا رہا اور وہ دودھ بیچتے رہے یہاں تک کہ دودھ ختم ہو گیا۔ اس وقت تک رات خاصی گزر چکی تھی گائے کا خالص دودھ بڑی آسانی سے مل جاتا ہے باہر کے ڈیری فارموں سے صبح و شام منوں کے حساب سے دودھ پہنچتا ہے اگرچہ اس سے صحیح فائدہ اہل مدینہ اور واقف کار ہی اٹھاتے ہیں۔ گائے کے خالص دودھ کا دہی پورے مدینۃ الرسول میں میری معلومات کے مطابق محترم الحاج حضرت محمد عبدالرحمٰن شمس الدین کے ھاں دستیاب ہوتا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ کی دکان باب المجیدی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہ مدینۃ الرسول کے انعامات سے ہم کو نوازتا رہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

چائے کی دعوت

قریباً دس سالوں سے سحری کے وقت ایک پیالی چائے کی میری عادت ہو گئی۔ ایک سفر میں بیمار ہو گیا۔ میرے رفقاء سفر حاجی احسان الحق فریدی، حاجی بخش الٰہی فریدی صاحبان نے کہا یہ تکلیف صبح کی چائے پینے کے سبب ہے دا سے چھوڑ دو صحت ہو جائے گی۔ صبح ہوئی عادت کے مطابق چائے کی خواہش پیدا ہوئی مگر میرے رفقاء نے چائے بنانے سے کنی کترائی میں نے بھی اصرار کیا نماز تہجد کے لیے حرم انور میں حاضر

ہو گئے۔ نوافل کی ادائیگی کے بعد ایک سفید ریش بزرگ چائے کی کیتلی اٹھائے تشریف لائے اور فرمایا لو یہ چائے سب سے خود بھی پیو ساتھیوں کو بھی پلاؤ۔ اس حیران کن منظر کو میرے ساتھیوں نے بھی دیکھا اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکراتے رہے میں اس چائے کو عظیم ترین تبرک سمجھ کر پیتا رہا اور انہیں بھی پلائی۔ مسلسل تین دن میرے ساتھیوں نے چائے نہ پکائی اور حسب معمول حرم شریف میں کوئی انجانی شخصیت پلاتی رہی چوتھے دن صبح ساتھیوں نے چائے پکائی تو حرم انور سے ضیافت بند کرا دی گئی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ و آلہ وصحبہ وسلم۔

کبوتروں کی محبت

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ سیدی وسندی مولانا ضیاء الدین علیہ الرحمۃ نے مجھے ایک مرتبہ واقعہ سنایا جب سعودیوں نے حرم شریف کا انتظام سنبھالا تو حرم انور کو صاف ستھرا رکھنے کے لیے فیصلہ کیا کہ حرم شریف میں کبوتروں کے لیے دانہ نہ ڈالا جائے اس طرح کبوتر دانہ کی تلاش کے لیے دوسری جگہوں میں منتقل ہو جائیں گے اور حرم شریف صاف رہ سکے گا۔ اس حکم پر عمل کیا گیا کئی دن گزر گئے دانہ تو نہیں ڈالا گیا مگر کبوتروں کی گنبد خضریٰ سے محبت کا یہ عالم ہے بھوک سے مر تو رہے ہیں مگر آستانہ محبوب چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔ اہل مدینہ نے اس عشق و محبت بھرے منظر کو دیکھا۔ دنیا میں یہ بات شہرت پکڑ گئی۔ لوگوں نے حکومت کو تار دیے اصرار کیا پھر وہ حسب سابق معاملہ شروع ہو گیا۔ بعض حضرات کا یہ خیال ہے یہ کبوتر اس کبوتر کی نسل سے ہیں جو نوح علیہ السلام کی کشتی سے پیچھے آیا تھا اور خشکی کی خبر دی تھی۔ علامہ علی بن برہان الدین حلبی فرماتے ہیں یہ کبوتر اس جوڑے کی نسل سے ہیں جنہوں نے غار ثور پر جالا تنا تھا۔ محبوب کریم کو ان کی خدمت ایسی پسند آئی کہ ان کی نسل کو بھی اپنے

اپنے پاس رہنے کی اجازت فرمادی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وآلہ وصحبہ وسلم

کبوتروں سے محبت

حضور علیہ السلام کے ان محبوب پرندوں سے زائرین کو بھی بے حد محبت ہے۔ کئی مرتبہ دیکھنے کا اتفاق ہوا کسی پنکھے کی زد میں آکر کبوتر گرا تو جھٹ زائرین نے اٹھایا چوما سینے سے لگایا پانی پلایا زائرین اپنے دھلے صاف ستھرے کپڑوں سے خون صاف کرنے میں بھی دریغ نہیں کرتے۔ محبت کے یہ سارے مناظر گنبد خضریٰ کے مکیں صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات سے ہی وابستگی کا نتیجہ ہیں۔ گنبد خضریٰ کا قرب جس قدر انہیں نصیب ہے وہ انہیں کا حصہ ہے مشہور ہے کبوتر گنبد پاک پر نہیں بیٹھتے مگر بارہا انہیں بیٹھا دیکھا گیا ہے اس اشکال کے جواب کے لیے علامہ صاوی علیہ الرحمۃ کی بات پسند آئی وہ فرماتے ہیں سارے نہیں بیٹھتے بلکہ وہ کبوتر جو بیمار ہوتے ہیں اور گنبدِ پاک سے اپنا جسم لگا کر شفا پاتے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وآلہ وصحبہ وسلم

بارگاہِ رسالت میں بلی کا استغاثہ

مدینۃ الرسول کے ایک باسی حاجی محمد اسمٰعیل صاحب امرتسری (جو عرصہ سے وہاں مقیم تھے) نے مجھے واقعہ سنایا کہ ایک پاکستانی ان کے مکان میں رہائش پذیر ہوا وہاں ایک بلی رہتی تھی جو روزانہ پاکستانی حاجی کے قریب آتی اور وہ اس سے پیار کرتا، دن گزرتے گئے آخر حاجی کو واپس ہونا تھا۔ فراق طیبہ کی گھڑیاں سر پہ آگئیں خیال کیا یہ بلی ساتھ لیتا جاؤں تیاری مکمل کرلی پنجرہ تیار کرلیا آخری رات تھی صبح الوداعی سلام کہہ کر

اجازت لینا تھی حاجی صاحب سو گئے اور ان کا بخت جاگ گیا۔ آنکھ لگی ہی تھی کہ میرے دین و ایمان کے آقا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں جلوہ گر ہو گئے اور اپنے جمال جہاں آرا سے نوازا حاجی سے فرمایا جاؤ تم خیریت سے وطن پہنچو یاد رکھنا میری بلی کو ساتھ نہ لے جانا یہ کئی دن سے روزانہ میرے دربار میں حاضر ہو کر عرض کرتی ہے آقا بچا لیجئے مدینہ چھوٹ رہا ہے۔

نتیجہ :۔ معلوم ہوا مدینہ منورہ اور اس کی اشیاء کا پیار پیارے مصطفٰے کے دیدار کا سبب بھی بن جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں، جانوروں سبھی کے فریاد رس ہیں۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمْ

اعلیحضرت اور چڑیوں کی دعوت

اعلیحضرت بریلوی رضی اللہ عنہ نے ہر وہ شئے جسے مدینۃ الرسول سے نسبت ہے اس پر جاں نثاری کی ہے میرے نظریہ کے مطابق عشق و محبت کے الفاظ میں جو ذوق و کیف پایا جاتا ہے۔ "احمد رضا" نام میں بھی وہی کیف ہے۔ اسی مقدس شہر کی چڑیوں کو بھی دعوت پیش کرتے ہیں۔ اے سرزمین طیبہ کی چڑیو آؤ میں تمہاری بلائیں لوں تمہارے لیے اپنے جسم کا پنجرہ بناؤں تمہارے بیٹھنے کے لیے دو نینوں کی جگہ بناؤں تمہارے کھانے کے لیے اپنے دل کا چوگا بناؤں۔ تمہیں پیاس لگے تو میں آنسوؤں کا پانی پلاؤں۔ تمہیں دھوپ لگے تو بالوں کا سایہ کر دوں بزبان ہندی فرماتے ہیں۔

ع نیں بھار و چھنے من کا پنجرہ بناؤں۔ نین کی رکھ دیوی دور کر تیاں
نیں اپنے کر کر جیا کا چوگا بناؤں۔ جو جل ناگور و رو بھر دیوں تلیاں
دا ہو ماں تمکا جو گھامے ستائے۔ کیسن کی کر دیوں تم پر چھیاں

دربار رسالت سے کھجوروں کا عطیہ

غالباً ۱۹۶۶ء کی بات ہے۔ محرم خوفی میں ۱۵ ری تھی۔ حضرت پیر حیدر علی شاہ صاحب علی پوری بھی وہیں تھے۔ حضرت پیر صاحب نے حضرت پیر جماعت علی محدث علی پوری کا ایک واقعہ سنایا کہ وہ جب بھی مدینہ منورہ حاضری دیتے اُن کے لیے جالی شریف کا دروازہ کھول دیا جاتا تھا۔ جالی شریف اور دیوار مبارک کے درمیانی حصہ میں حاضر ہو کر سلام و نیاز عرض کرتے آپ کو اور آپ کے رفقا کو جالی مبارک کے اندر رات گزارنے کی سعادت مل گئی۔ صبح ہوئی خدام سے پوچھنے لگے۔ وقت کیسا گذرا کوئی خاص انعام ہوا۔ کوئی خواب آئی ایک نے عرض کی حضور مجھے تو آدھی رات شدید بھوک لگی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی آقا کچھ عنایت فرمایئے۔ یہ کہنا تھا میری جھولی میں کھجوریں گریں میں نے پیٹ بھر کر کھائیں۔ حضرت محدث علی پوری نے فرمایا بھائی وہ تو خاص تبرک تھا کوئی میرے لیے بھی بچا لی ہوتی۔ آخر تیرا پیر تھا۔ عرض کی حضور اللہ کی قسم آپ یاد ہی نہیں آئے۔

وصلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد و آلہٖ وصحبہ وبارک وسلم

ع

لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے
منگتا کا ہاتھ اُٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دُوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے
کیوں تاجدارو خواب میں دیکھی کبھی یہ شے
جو آج جھولیوں میں گدایانِ در کی ہے
عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہدو
مکہ نہیں کہ جانچ یہاں خیر و شر کی ہے

(اعلیٰحضرت بریلوی)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہٖ وصحبہ وبارک وسلم

جُبّہ کی عطا

۱۹۹۶ء کی حاضری میں اسی قسم کا واقعہ مجھے بھی پیش آیا۔ اسے گنبدِ خضرا کے
مکین شہنشاہِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے اظہار کے پیشِ نظر لکھا جا رہا ہے اس
سال مجھے ایک تار کے ذریعہ کراچی پہنچنے کا حکم ملا کہ میری پرواز میں دو گھنٹے باقی رہ گئے تھے
اس جلدی سے سامان نہ لیجا سکا۔ مدینہ منورہ میں کبھی بہت ٹھنڈی ہوا بھی چلتی ہے
جیسے ہمارے ہاں کوئٹہ کی ہوا کا نام آتا ہے۔ گرم کپڑا میرے پاس نہ تھا۔ رات گزاری
شرم کے مارے اپنے میزبان محترم حاجی عبدالرحمٰن شمس الدین صاحب سے بھی نہ کہہ سکا۔
دن کو بازار نکلا کہ گرم کوٹ خرید لوں مگر سودا نہ ہو سکا کہ رقم زیادہ تھی۔ غروبِ آفتاب کے
بعد پھر وہ ٹھنڈی ہوا چلی۔ رات کمرہ میں لیٹ کر گزاری۔ تہجد کے لیے آیا تو سردی کافی تھی۔
چند نفل ادا کیے لرزتا کانپتا دربارِ گوہر بار میں سلام کے لیے حاضر ہوا۔ سلام بھی سہمے کہی
تھی۔ صبح کی نماز ادا کر کے حرمِ اقدس سے باہر آیا کہ چائے کی پیالی سے سردی کو دور کر سکوں۔
چائے والے کے پاس بیٹھا تو ایک بابا آئے اور دکاندار سے عربی زبان میں فرمایا اسے
چائے پلاؤ بلکہ سب کو پلاؤ تمام پیسے میں دوں گا۔ تمام حاضرین نے چائے پی میں اٹھنے
لگا تو مجھے اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔ وہ ایک معیاری ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے ایک
کمرہ میں لے جا کر خوب ناشتہ کرایا اور رضائی دی کہ لیٹ جاؤ۔ سردی سے دو گھنٹے
بعد میں جاگا تو فرمایا دیکھو یہ جبہ میں تمہارے لیے لایا ہوں پہنو سردی سے ساتھ ہی پانچ
سو روپے دیے اور فرمایا یہ لے لو۔ بعض اوقات کسی شے کو خریدنے کو جی چاہتا ہے مگر
رقم زیادہ ہوتی ہے میں نے وہ جبہ لیا چوما اور سر پر رکھا کہ یہ سیدِ کائنات کا عطیہ ہے محبوب
کو مجھ پر رحم آیا عطا فرمایا وہ جبہ اسی دن سے آج تک محفوظ ہے گھر میں وصیت کر رکھی ہے
کہ یہ جبہ میرے کفن پہ رکھا جائے کہ مغفرت نصیب ہو۔ الحمد للہ میرے ورثا کو میری وصیت یاد ہے

مدینۃ الرسول کے مقدس کانٹے

اعلیٰحضرت بریلوی کو کوئے حبیب کے خار دنیا کے ہر گلزار سے بہتر دکھائی دیتے فرماتے ہیں ؎

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں
دشتِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں

ایک دوسرے مقام پر اسی عنوان کو اسی طرح فرمایا۔

خارِ صحرائے مدینہ نہ نکل جائے کہیں
وحشتِ دل نہ پھرا بے سروساماں ہم کو

اے خارِ طیبہ دیکھ کر دامن نہ بھیگ جائے
یوں دل میں آکہ دیدۂ تر کو خبر نہ ہو

ایک تیسرے مقام پر اس طرح فرمایا۔

ان کے حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لیے
آنکھوں میں آئیں سر پہ رہیں دل میں گھر کریں

علامہ کاظمی کی حاضر جوابی

۱۹۸۰ء میں حاضری کے موقعہ پر میں نے سیدی علامہ کاظمی صاحب سے عرض کی کہ آپ اپنی کسی حاضری کا کوئی واقعہ سنائیں فرمایا ہاں ایک واقعہ یاد ہے۔ پہلی حاضری پر میرے پاؤں میں ایک کانٹا چبھ گیا جو سخت تکلیف دے رہا تھا نکالنے لگا تو اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کی سرزمین حجاز کے کانٹوں سے محبت یاد آگئی تو میں وہیں رک گیا اور پاؤں سے کانٹا نہ نکالا کئی دن کے بعد خود بخود درد رک گئی۔ اس واقعہ کے چند دن بعد

آپ کو غسل خانہ کے دروازہ سے پھانس چبھ گئی اور مجھے نکالنے کو فرمایا۔ میں نے وہ پھانس نکال کر عرض کی حضرت کانٹا پاؤں میں رہنے دیا تھا تو اسے بھی ہاتھ میں رہنے دیتے فرمایا اے شاہ صاحب وہ کانٹا کوئے حبیب کا ہی تھا اور یہ پھانس انڈونیشیا سے آئی ہوئی لکڑی کی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وآلہ وصحبہ وسلم

مقدس جنازہ

۱۹۷۸ء کا واقعہ ہے مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ اسی سال حضور کے والد گرامی سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ان کی قبر مبارک سے نکال کر جنت البقیع میں دفن کیا گیا تھا۔ آپ کی قبر مبارک کی جگہ مسجد نبوی شریف کے توسیعی منصوبہ میں آ گئی تھی۔ مدینہ منورہ کے دوستوں نے بتایا جس رات یہ جسم مقدس قبر سے نکالا گیا پورا مدینہ منورہ مہک گیا تھا۔ یہ باتیں سن کر مجھے شدید احساس ہوا کاش اس رات میں بھی مدینہ منورہ حاضر ہوتا۔ رات سو گیا۔ خواب میں بہت بڑا عظیم اجتماع چلتے دیکھا۔ ایک ہی قد کے حسین نوجوان سفید لباس میں ملبوس چل رہے ہیں۔ پوچھا یہ کیا ماجرہ ہے تو بتایا گیا سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ جا رہا ہے۔ انہیں جنت البقیع میں دفن کیا جائے گا۔ میں نے اپنی خوش قسمتی پر ناز کرتے ہوئے جنازہ میں شمولیت کی اور بھیڑ کو چیرتے ہوئے جنازہ کی چارپائی تک پہنچا۔ کندھا دینے کا شرف مل گیا۔ جنت البقیع تک گیا۔ قبر شریف میں اتارنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ کفن صاف شفاف تھا۔ ان کے جسد انور کے صحیح سالم ہونے اور کفن کے صاف ہونے کی خبر کو نوائے وقت نے ۲۱ جنوری ۱۹۷۸ء کی اشاعت میں درج کیا ہے بلکہ اخبار نے تو مزید لکھا کہ ان کے ساتھ چند صحابہ کے

اجسامِ مقدسہ بھی تھے جو صدیوں سے صحیح سالم تھے۔

وصلّی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ سیّدُ الانبیا محمّد وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم

پودینہ کی عطا

ایک سال مدینہ منورّہ حاضری پر میں اپنے عزیز پیر ظفر اقبال شاہ کے ہاں مہمان تھا۔ ایک دن میں نے کہا کام سے واپس آتے ہوئے پودینہ لیتے آئیں چٹنی بنائیں گے۔ وہ بیچارے بھول گئے اور نہ لا سکے۔ میں نے پھر کہا اَچھا کل لے آئیں۔ اتفاق سے وہ اگلے دن بھی نہ لا سکے تو میں نے افسوس کیا معمولی کام ہے جو آپ نہ کر سکے اس پہ وہ شرمسار ہوئے اور کہا میں ابھی لاتا ہوں۔ باہر نکلنے کے لیئے دروازہ کھولا تو پودینہ کی دس بارہ گٹھیاں دروازے پہ لٹک رہی تھیں وہ کھول کر فوراً ہی لے آئے میں نے جلدی آنے پہ تعجب کیا تو رو کر بتایا میں نے تو گستاخی کی کہ دو دن بھولتا رہا۔ آج حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے مہمانوں کے لیئے کسی اور کو پودینہ دیکر بھیج دیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کون لایا کب لایا؟

وَصلّی اللہُ تعالےٰ علیٰ حبیبہٖ محمّد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلّم

(نوٹ ۱۹۹۶ء کی اشاعت میں اضافہ کیا گیا)

بدبودار جنازہ

سن ۱۹۸۰ء کا واقعہ ہے ، دربارِ گوہر بار مدینہ منورہ حاضر تھا رات سویا تو مقدر جاگ گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے نوازا گیا۔ آپ ایک جگہ کھڑے ہیں میں بھی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ اتنے میں ایک جنازہ گزرا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ اُف اُف فرمایا اور اپنی ناک مبارک پر کپڑا رکھ لیا۔ میں نے محسوس کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس جنازہ سے شدید بو محسوس فرما رہے ہیں۔ جنازہ گزر گیا تو میں نے عرض کی حضور یہ کس کا جنازہ تھا۔ فرمایا غلام احمد قادیانی کا یا فرمایا غلام احمد قادیانی ملعون کا۔ (استغفر اللہ والعیاذ باللہ)

نتائج

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی کفر پر مرا۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نفرت فرمائی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

دُودھ کا عطیہ

سن ۱۹۸۱ء میں مدینہ منورہ حاضری ہوئی تو خواب میں ایک جگہ لوگوں کا اجتماع دیکھا۔ پتہ چلا یہاں پر سیدنا عبداللہ ابن عباس زائرین مدینہ کو دودھ تقسیم فرما رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود نگرانی فرما رہے ہیں۔ میں بھی بے تابی میں آگے بڑھ کر بھیک مل جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بے تابی اور بے چینی کو دیکھتے ہوئے سیدنا عبداللہ ابن عباس سے فرمایا عبداللہ اسے پہلے دے دو یہ بے چین نظر آتا ہے چنانچہ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے میرا برتن بھر دیا اور میں خوشی خوشی واپس لوٹا تو آنکھ کھل گئی۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

جواہرات کے ڈھیر اور میری شرم

سنہ ۸۱ء یا سنہ ۸۲ء کی بات ہے مدینہ منورہ حاضری ہوئی رات خواب میں حرم شریف کے اندر حاضری نصیب ہوئی۔ دیکھا چاروں طرف ہیرے جواہرات اور موتیوں کے ڈھیر پڑے ہیں وہاں پر حاضر ایک سفید ریش بزرگ سے پوچھا یہ ہیرے جواہرات کہاں سے آئے انہوں نے کہا۔ یہ درود شریف کے تحائف ہیں جو مختلف لوگوں نے آج بارگاہ رسالت میں پیش کیے میں نے سوچا کہ درود شریف تو میں بھی پڑھتا ہوں تلاش کروں کہیں میری ڈھیری بھی ہوگی۔ تلاش کرنے پر ایک ڈھیری نظر سے گزری جس پر میرا نام تھا جب اس کے مقابل ڈھیر دیکھے تو مجھے شدید شرم محسوس ہوئی کہ میری ڈھیری چھوٹی تھی اور دوسری ڈھیریاں بڑی۔ آنکھ کھلی تو شرم کے آنسو موجود تھے اور پہلے کی نسبت درود شریف زیادہ پڑھنے کا فیصلہ کر لیا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم۔

ایک اشکال کا جواب

ایک حاضری پر صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد اشکال پیدا ہوا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا من زار قبری وجبت لہ شفاعتی جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت لازم ہو گئی — مگر ہم حاضرین کو قبر کی زیارت تو نصیب نہیں ہوتی کہ قبر انور بہت سے پردوں میں ہے۔ انہیں خیالات میں گم رہا اور سارا دن پریشانی رہی۔ رات سویا قبر انور کی زیارت نصیب ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے ہاں حاضر ہو جانا ہی قبر کی زیارت ہے۔ اور یہاں کی حاضری شفاعت کو مستلزم ہے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم۔

نور کا سمندر

۱۹۹۱ء کی حاضری کی بات ہے۔ باب العوالی میں مقیم تھا۔ رات اُٹھا تہجد کے لئے حرم شریف جا رہا تھا کہ اچانک مجھے اپنے آگے انتہائی صاف شفاف پانی کا عظیم سمندر محسوس ہوا وہیں رُک گیا کہ پانی کیسا ہے رات تو معاملہ ٹھیک تھا کچھ وقت اِسی حیرت میں گم سُم کھڑا رہا تو ایک ڈرائیور نے تیز ہارن دے کر مجھے متوجہ کیا اور کہا "انت مجنون" کہ تو دیوانہ ہے بڑی سڑک کے درمیان کھڑا ہے اب وہی سڑک ہے۔ وصلّی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلّم

کھجور کا عطیہ

۱۹۹۱ء میں باب العوالی میں مقیم تھا۔ خواب میں عظیم اجتماع دیکھا پوچھا یہاں کیا ہے۔ تو بتایا گیا اس جگہ حضور صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم خیرات تقسیم فرما رہے ہیں۔ مَیں بھی دَوڑا۔ کسی ایک شئی کی تقسیم نہیں بلکہ کسی کو کچھ دیا جا رہا ہے کسی کو کچھ۔ مَیں نے بھی حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور جھولی پھیلا دی۔ آپ نے میری جھولی میں کھجور کا پودا ڈال دیا مَیں خوشی خوشی واپس لوٹا تو آنکھ کھل گئی۔ میرے انتظار میں ملکہ ہانس کے حاجی عبدالرزاق صاحب بیٹھے تھے۔ اُنہوں نے کھانے کی بہترین کھجوریں دیں اور ایک کھجور کا پودا۔ مَیں نے انہیں اپنا واقعہ سُنایا اور پوچھا کہ آپ یہ پودا کیوں لائے ہیں۔ اُنہوں نے بتایا مَیں آپ کو ملنے آ رہا تھا تو باغ کے مالک نے اچانک بلا کر کہا یہ اپنے پیر صاحب کے لئے پودا تحفہ لے جاؤ۔ الحمد للّٰہ! مَیں وُہ پودا لے آیا اور مسجد اولیاء کے جنتہ میں لگائے گئے، پودوں میں ایک وہ ہے۔ اس خواب پر امام بوصیری کی خواب یاد آئی کہ رات کو چادر عنائت ہوئی۔ صبح موجود تھی۔ وصلّی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم۔

آنکھ کی بینائی

جولائی ۱۹۹۲ء کی بات ہے حرم انور سے نماز ظہر پڑھ کر واپس آیا۔ لیٹ گیا۔ عصر کے لئے اُٹھا تو دائیں آنکھ بند تھی۔ اچھی طرح بار بار دیکھنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ اپنے میزبان حاجی محمد سعید صاحب سے بات کی۔ انہوں نے کہا اس وقت کسی ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے نماز عصر کے بعد چلیں گے۔ پریشان ہوا۔ بارگاہ رسالت میں اسی حالت میں حاضر ہوا درخواست کی حضور گھر سے آیا ہوں تو دونوں آنکھیں تھیں اب واپس جاؤں گا تو ایک آنکھ ہوگی۔ آپ کا شہر تو دارالشفا ہے ایک آنکھ لے کر جاؤں گا تو شرم محسوس ہوگی۔ دُکھی دل سے بہت کچھ عرض کر گیا۔ اسی صدمہ میں روتے روتے سو گیا۔ بیدار ہوا تو آنکھ درست تھی۔ و للہ الحمد و للہ الحمد بعد نماز مغرب حاجی محمد سعید صاحب نے ڈاکٹر کے ہاں لے جانے کو کہا تو انہیں بتا دیا کہ میرے معالجِ حقیقی نے میرا علاج کر دیا ہے۔ اب ڈاکٹر کے ہاں جانے کی ضرورت نہیں رہی۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم۔

جبریل علیہ السلام نے نعت پڑھی

اسی جولائی ۱۹۹۲ء کی بات ہے خواب میں حرم شریف کی طرف جا رہا ہوں۔ باب مجیدی پر انسانوں کا عظیم اجتماع ہے، پوچھا کیا ہے تو کسی نے جواب دیا جبریل علیہ السلام نعت شریف پڑھ رہے ہیں میں بھی آگے بڑھا دیکھا تو سیدنا جبریل علیہ السلام مسجد نبوی شریف کی چھت پر کھڑے سفید لباس پہنے بڑے ذوق سے وجد آور انداز میں یہ نعت پڑھ رہے ہیں۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام ؎ بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم۔

نوازشاتِ جامی علیہ

حضرت مولانا عبد الرحمان جامی علیہ الرحمہ سے عقیدت و محبت تو اسی وقت سے ہے جب سے اُن کا نعتیہ کلام پڑھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کے واقعات علم میں آئے۔ تاہم ۱۹۹۳ء کی حاضری میں ان کی نوازشات کا بھی ممنون ہوں۔ مدینہ منورہ تھا۔ خواب میں باب مجیدی پر کھڑا ہوں اور اپنے گناہوں پر شرم و حیا سے دم بخود ہوں۔ اندر حاضری دینے کی ہمت نہیں پڑ رہی کہ کس منہ سے حاضر ہوں۔ اتنے میں ایک سفید ریش بزرگ آئے اور دلاسہ دیا۔ ہمدردی کی وجہ دریافت کی کہ مَیں پریشان کیوں ہوں۔ مَیں نے عرض کی حضرت گناہوں سے شرمسار ہوں اندر حاضری کی ہمت نہیں فرمایا گھبراؤ نہیں جاؤ وہ کریم ہیں رؤف ہیں رحیم ہیں مَیں نے پھر معذرت کی تو فرمایا چلو میرے ساتھ چلو اکٹھے سلام پیش کرتے ہیں۔ ہم حاضر ہوئے ان کی اقتداء میں سلام پیش کیا۔ ان کی دُعا پر آمین کہتا رہا۔ وُہ بار بار عرض کرتے تھے

زمہجوری برآمد جانِ عالم ✽ ترحم یا حبیب اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ اللعالمینی ✽ زمحروماں چرا فارغ نشینی

مَیں نے محسوس کیا یہ بزرگ مولانا جامی کے کلام سے محبت رکھتے ہیں۔ فارغ ہو کر باہر آئے وُہ جانے لگے تو مَیں نے عرض کی حضرت آپ کا اسم گرامی کیا ہے۔ آپ نے مجھ پر بڑا کرم کیا۔ حاضر کیا۔ سلام پڑھایا۔ فرمایا مجھے عبد الرحمان جامی کہتے ہیں بس آنکھ کھلی تو بستر آنسوؤں سے تر تھا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

اونٹ نے نعت سنائی

سنہ ۱۹۹۵ء کی حاضری کی بات ہے اگرچہ یہ واقعہ مدینہ منورہ میں تو پیش نہیں آیا بلکہ منیٰ شریف کا ہے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا مظہر ہے۔ اس لئے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ منیٰ شریف میں دوپہر کو سویا خواب میں دیکھا کہ ایک خوبصورت اونٹ میرے خیمہ کی طرف آرہا ہے۔ میں نے ساتھیوں سے کہا اونٹ کو روکو خیمہ پھاڑ دے گا تو اونٹ نے مجھے متوجہ کر کے کہا فکر نہ کرو خیمہ کو کچھ نہیں ہوگا مجھے آنے دو۔ میں نے کہا تیرا اتنا بڑا قد ہے خیمہ چھوٹا ہے خراب تو ہوگا۔ اونٹ نے کہا میں بیٹھ کر آہستہ آہستہ آجاؤں گا۔ چنانچہ وہ بیٹھ گیا اور آہستہ آہستہ رینگتا ہوا خیمہ میں آگیا میں نے پوچھا تو کیسے آیا۔ جواب دیا میں تجھے نعت سنانے آیا ہوں۔ میں نے کہا بسم اللہ سنائیں۔ اس نے بڑی حسین آواز میں ترنم سے یہ اشعار پڑھے جن سے مجھے بہت انس و شغف ہے۔

ام ھبت الریح من تلقاء کاظمۃ ❊ او اومض البرق فی الظلماء من اظم
فما لعینیک ان قلت اکففا ھمتا ❊ فما لقلبک ان قلت استفق یھم

پھر پڑھا بلغ العلیٰ بکمالہٖ ❊ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ ❊ صلوا علیہ وآلہٖ

میں نے کہا۔ جزاک اللہ ـــــ تو اونٹ نے کہا ایک نعت اور سنانا ہے۔ پھر میں نے کہا بسم اللہ کریں۔ پھر اس نے محبت بھرے انداز میں مولانا جامی کا یہ کلام سنایا۔

ے چوں سوئے من گذر آری من مسکین زنا داری ❊ فدائے نقش نعلینت کنم جاں یا رسول اللہ

پھر سنایا ے برون آور سر از بردیمانی ❊ جمال تست مارا زندگانی

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم۔

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں

اَغَرُّ عَلَيْهِ لِلنُّبُوَّةِ خَاتَمٌ ... مِنَ اللّٰهِ مَشْهُوْدٌ يَلُوْحُ وَيَشْهَدُ

یہ وہ ہیں جن پر مہر نبوت چمک رہی ہے ... اللہ کی طرف سے یہ شہادت ہے جو چمکتی ہے اور دیکھی جاتی ہے

وَضَمَّ الْاِلٰهُ اسْمَ النَّبِيِّ اِلٰى اسْمِهٖ ... اِذْ قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْهَدُ

اللہ نے اپنے نام کے ساتھ نبی کا نام ملا رکھا ہے ... جب کہ پانچ وقت مؤذن اشہد کہتا ہے

وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ ... فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ

اللہ نے انکا نام انکے اعزاز کیلئے اپنے نام سے مشتق کیا ہے ... صاحب عرش محمود ہے اور یہ محمد ہیں

نَبِيٌّ اَتَانَا بَعْدَ يَاْسٍ وَفَتْرَةٍ ... مِنَ الرُّسْلِ وَالْاَوْثَانُ فِي الْاَرْضِ تُعْبَدُ

یہ ایسے نبی جو ہمارے پاس ایک خوف اور طویل وقفہ کے بعد آئے ہیں ... اور حال یہ تھا کہ زمین میں بت پوجے جا رہے تھے

فَاَمْسٰى سِرَاجًا مُسْتَنِيْرًا وَهَادِيًا ... يَلُوْحُ كَمَا لَاحَ الصَّقِيْلُ الْمُهَنَّدُ

یہ نبی آئے اور روشنی دینے والے چراغ اور راہنما ہو گئے ... وہ اس طرح چمکے جیسے صیقل کی ہوئی ہندی تلوار چمکے

وَاَنْذَرَنَا نَارًا وَبَشَّرَ جَنَّةً ... وَعَلَّمَنَا الْاِسْلَامَ فَاللّٰهَ نَحْمَدُ

اور انہوں نے آگ سے ڈرایا جنت کی بشارت دی ... اور ہمیں اسلام کی تعلیم دی ہم اللہ کے شکر گزار ہیں

وَاَنْتَ اِلٰهُ الْخَلْقِ رَبِّيْ وَخَالِقِيْ ... بِذٰلِكَ مَا عَمَّرْتُ فِي النَّاسِ اَشْهَدُ

اے اللہ تو دنیا کا معبود ہے میرا رب اور خالق ہے ... جب تک میں لوگوں میں زندہ رہونگا اسکی شہادت دیتا رہونگا

تَعَالَيْتَ رَبَّ النَّاسِ عَنْ قَوْلِ مَنْ دَعَا ... سِوَاكَ اِلٰهًا اَنْتَ اَعْلٰى وَاَمْجَدُ

اے سارے انسانوں کے پروردگار تو ان کے اقوال سے بلند ... اعلیٰ اور برتر ہے جو تیرے سوا کسی اور کو معبود بنائیں

لَكَ الْخَلْقُ وَالنَّعْمَاءُ وَالْاَمْرُ كُلُّهٗ

تو ہی پیدا کرنیوالا نعمت دینے والا اور حاکم مطلق ہے

فَاِيَّاكَ نَسْتَهْدِيْ وَاِيَّاكَ نَعْبُدُ

ہم تجھ ہی سے ہدایت چاہتے ہیں اور تیری ہی پرستش کرتے ہیں

خواجہ نظام الدین علیہ الرحمۃ اور مدینۃ الرسول

صبا بسوئے مدینہ رو کن ازیں دعاگو سلام برخواں
بگرد شاہِ مدینہ گرد و بعد تضرع پیام برخواں

بنہ بچندیں ادب طرازی سر ارادت بخاک آں کو
صلوٰۃ وافر بروح پاک جناب خیر الانام برخواں

بہ باب رحمت گہے گزر کن بہ باب جبریل گہ جبیں سا
صَلوٰۃُ رَبِّی عَلٰی نَبِیِّ گہے باب السلام برخواں

بہ لحنِ داؤد ہمنوا شو بہ نالہ درد آشنا شو
بہ بزمِ پیغمبر ایں غزل را ز عبد عاجز نظام برخواں

بارگاہ رسالت میں الوداعی سلام

میں نے اپنی ہمت و بساط کے مطابق آپ کو مدینہ منورہ کے در و دیوار کی زیارت کروائی ہے مجھے اعتراف ہے اس مقدس سرزمین کے بہت سے گوشے میری کم علمی کے باعث نظروں سے اوجھل ہو گئے جیسے مومن پر لازم ہے مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے اپنے آقا و مولیٰ کے حضور صلوٰۃ و سلام پیش کر کے اجازت چاہے اور مستقبل کی حاضری کی درخواست کرے میں بھی اپنی کتاب "مدینۃ الرسول" کو الوداعی سلام پر ختم کرنے کی سعادت حاصل کر کے رخصت ہو رہا ہوں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝

السلام علیک ایها النبی - السید الکریم و الرسول العظیم الرؤف الرحیم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - الوداع یا رسول اللہ الاجازۃ یا رسول اللہ - الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ - الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ - الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ - الصلوٰۃ والسلام علیک یا خیر خلق اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا شفیع المذنبین عند اللہ - الصلوٰۃ والسلام علیک یا من ارسلہ اللہ تعالیٰ رحمۃ للعالمین - الصلوٰۃ والسلام علیک یا خاتم النبیین - الوداع یا رسول اللہ - الفراق یا رسول اللہ - الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم - الصلوٰۃ والسلام علیک یا طٰہٰ یا یٰسین - یا بشیر یا سراج یا منیر - الصلوٰۃ والسلام علیک یا مقدم جیش الانبیاء والمرسلین - الوداع یا رسول اللہ - الفراق یا رسول اللہ - الاجازۃ یا رسول اللہ - انت الشفیع انت المشفع یا رسول اللہ - الوداع یا رسول اللہ - الفراق یا رسول اللہ - انت الذی ترجی شفاعتک عند الصراط اذا ما زلت یا رسول اللہ - الوداع یا رسول اللہ - الفراق یا رسول اللہ الاجازۃ یا رسول اللہ - الوداع یا رسول اللہ - اشہد انک رسول اللہ - قد بلغت الرسالۃ و ادیت الامانۃ و نصحت الامۃ و کشفت الغمۃ و جلیت الظلمۃ و جاہدت فی سبیل اللہ حق جہادہ و عبدت ربک حتٰی اتاک الیقین جزاک اللہ تعالیٰ عنا و عن والدینا و عن الاسلام خیر الجزاء - الوداع یا رسول اللہ - الفراق یا رسول - انا نسئلک الشفاعۃ ان تشفع لنا عند اللہ یوم العرض یوم الفزع الاکبر یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم -

اشفع لنا و لوالدینا و لجیراننا و المشائخنا و لاستاذنا و لمن اوصانا

و قلّانا عندك بدعا الخير عند الزيارة الصلوٰة والسلام عليك یاسلطان الانبیاء والمرسلین و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ الوداع یا رسول اللہ ۔ الفراق یا رسول اللہ ۔ الاجازۃ یا رسول اللہ ۔

اسئلك الشفاعة والتوسل بك الى الله فى ان اموت مسلماً على ملتك و سنتك ۔

ترجمہ :۔ آپ پر سلام ہو اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)، اے سردار محترم اور رسول معظم شفقت و رحمت والے اور آپ پر اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو۔ صلوٰۃ و سلام ہو آپ پر اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) صلوٰۃ و سلام ہو آپ پہ اے اللہ کے حبیب۔ صلوٰۃ و سلام ہو آپ پر اے اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر۔ صلوٰۃ و سلام ہو آپ پر اے گناہگاروں کی شفاعت فرمانے والے اللہ کے یہاں۔ صلوٰۃ و سلام ہو آپ پر اے وہ مبارک ہستی جن کو اللہ تعالیٰ نے دونوں جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

صلوٰۃ و سلام ہو آپ پر اے انبیاء کے ختم کرنے والے۔ صلوٰۃ و سلام ہو آپ پر اے میرے آقا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم۔ صلوٰۃ و سلام ہو آپ پہ اے طٰہٰ۔ اے یٰسین۔ اے خوشخبری سنانے والے ہدایت کے چراغ۔ اے روشن کرنے والے اے گروہِ انبیاء و رسولوں کے سردار۔ آپ محبوب ہیں اے اللہ کے حبیب۔ آپ شفیع ہیں یا رسول اللہ آپکی شفاعت مانی گئی ہے۔ آپ وہ ہیں جن کی شفاعت کی امید پل صراط پر کی جائے گی۔ جب قدم ڈگمگائیں گے یا رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچا دیا اور رسالت کی امانت کو پورا کیا اور امت کو نصیحت فرمائی اندھیرے دور کر دیے ظلمت کو بھگا دیا اور کوشش کی خدا کی راہ میں جیسا حق تھا آپ نے اپنے رب کی عبادت کی یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ جزائے خیر دے اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے ہمارے والدین کی طرف سے اور جملہ اہلِ اسلام کی

طرف سے بہتر جزا۔ ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں جاری شفاعت فرمائیں۔ قیامت کے دن بڑی گھبراہٹ کے دن جس دن مال اور اولاد کام نہ آئیں گے مگر جو اللہ کے حضور قلب سلیم لے کر حاضر ہو گیا شفاعت فرمائیں ہماری اور ہمارے والدین اور ہمارے پڑوسیوں کی اور ہمارے بزرگوں کی اور ہمارے اساتذہ کی اور جس نے ہمیں وصیت کی اور پابند بنا دیا۔ آپ کی زیارت کے وقت دعائے خیر کرنے کا۔ صلوٰۃ وسلام ہو آپ پر اے انبیاء و مرسلین کے بادشاہ اللہ تعالیٰ کی رحمات و برکات کا آپ پر نزول رہے۔ یا رسول اللہ میں قیامت کے دن آپ کی شفاعت کا طلب گار ہوں اور آپ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہوں کہ مجھے حالت اسلام میں آپ کی سنت پر موت نصیب ہو۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حضور سلام

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے پہلو میں بائیں طرف مدفون ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کرنے کے بعد اپنی دائیں جانب ایک ہاتھ ہٹ کر ان الفاظ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کریں۔

السلام علیک یا سیدنا ابابکرن الصدیق

السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ بالتحقیق

السلام علیک یا صاحب رسول اللہ ثانی اثنین اذ ھما فی الغار۔

السلام علیک یا من انفق مالہ کلہ فی حب اللہ وحب رسولہ حتی تخلل بـ لعباء رضی اللہ عنک و ارضاک احسن الرضا۔ وجعل الجنۃ منزلک ومسکنک ومحلک وماوٰک۔ السلام علیک یا اول الخلفاء وتاج العلماء وصھر النبی المصطفیٰ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ترجمہ: آپ پر سلام ہو اے ہمارے آقا ابو بکر صدیق۔ سلام ہو آپ پر اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ حقیقی۔ سلام ہو آپ پر اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے ساتھی جب وہ دونوں غار میں تھے۔ سلام ہو آپ پر اے وہ ہستی جس نے سارا مال اللہ اور رسول کی محبت میں خرچ کر دیا۔ یہاں تک بدن کا جبہ اتار دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر راضی ہو اور راضی کرے آپ کو بہتر راضی کرنا اور بنا دے جنت آپ کا گھر اور مسکن اور رہنے کی جگہ اور آرام گاہ۔ سلام ہو آپ پر اے خلیفہ اول اور علماء کے سرتاج اور حسنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

سیدنا فاروق اعظم کے حضور سلام

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے برابر بائیں جانب مدفون ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر کی زیارت کے بعد اپنے داہنے ہاتھ کی طرف ایک ہاتھ ہٹ کر سیدنا عمر فاروق کو اس طرح سلام پیش کریں۔

السلام علیک یا عمر بن الخطاب

السلام علیک یا ناطقاً بالعدل والصواب

السلام علیک یا مظہر دین الاسلام

السلام علیک یا مکسر الاصنام

السلام علیک یا ابا الفقراء والضعفاء والارامل والایتام

انت الذی قال فی حقک سید البشر لو کان بعدی نبیاً لکان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنک وارضاک احسن الرضا وجعل الجنۃ منزلک و محلک ومسکنک وماوٰک السلام علیک یا ثانی الخلفاء و تاج العلماء وصہر النبی المصطفیٰ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ترجمہ:۔ سلام ہو آپ پر اے عمر بن خطاب سلام ہو۔ آپ پر اے انصاف کی اور سچی بات کہنے والے سلام ہو آپ پر اے دین کو ظاہر کرنے والے سلام ہو آپ پر اے بتوں کے توڑنے والے سلام ہو۔ آپ پر اے فقیروں ضعیفوں۔ بیواؤں اور یتیموں کی دستگیری کرنے والے آپ وہ ہیں جن کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔ راضی ہوا اللہ آپ پر اور راضی کرے آپ کو بہتر راضی کرنا اور بنا دے جنت آپ کا گھر اور رہنے کی جگہ اور آرام گاہ سلام ہو آپ پر اے خلیفۂ ثانی اور علماء کے سرتاج اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر آپ پر رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وآلہ واصحابہ وسلم

ابو النصر منظور احمد عفا اللہ عنہ بانی و مہتمم جامعہ فریدیہ ساہیوال

۱۹ / ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

۲۲ / ۱ / ۱۹۸۴ء

مؤلف کی دیگر تصانیف

۱. فیوضات مجموعہ رسائل
۲. حضور الحرمین
۳. رہنمائے حج
۴. لا تثلیث فی التوحید
۵. بہائی اصول ناقابل قبول
۶. قلب سلیم
۷. مکتوب مدینہ
۸. آئینۂ حق
۹. منزل شوق
۱۰. کلمات طیبات
۱۱. شہباز قدس
۱۲. نصر الفقراء
۱۳. جنگ مصر
۱۴. المائدہ
۱۵. مدینۃ الرسول
۱۶. علم القرآن
۱۷. مسیح کون ہے؟
۱۸. اسلام اور انفاق فی سبیل اللہ
۱۹. اسلام اور حفظان صحت
۲۰. اسلام اور سوشلزم
۲۱. قادیانیوں سے بائیکاٹ کی شرعی حیثیت
۲۲. مکتوبات مدینہ
۲۳. الجہاد
۲۴. المقالۃ العلمیہ
۲۵. فلسفۂ زکوٰۃ
۲۶. درود و سلام بر خیر انام
۲۷. ذوق دعا
۲۸. مقالات طیبات
۲۹. تصوف کیا ہے
۳۰. سیدہ کے غیر سید سے نکاح کی شرعی حیثیت

کتب جن سے استفادہ کیا گیا

نام کتاب	تالیف	نام کتاب	تالیف
قرآن مقدس		تاریخ اسلام	علامہ معین الدین رح
صحیح بخاری	محمد بن اسمٰعیل بخاری رح	طبقات ابن سعد	محمد بن سعد رح
صحیح مسلم شریف	مسلم بن الحجاج قشیری رح	سیرت ابن ہشام	محمد عبدالملک بن محمد ہشام
ترمذی شریف	ابو موسیٰ ترمذی رح	رحمۃ للعالمین	قاضی سلیمان منصور پوری
سنن ابو داؤد	ابو داؤد سلیمان رح	سیرۃ المصطفیٰ	علامہ محمد ادریس کاندھلوی
سنن ابن ماجہ	ابن عبداللہ بن محمد رح	ترجمان السنۃ	علامہ بدر عالم
سنن نسائی	احمد بن شعیب رح	تاریخ الخلفاء	علامہ جلال الدین سیوطی رح
مشکوٰۃ شریف	ولی الدین ابی عبداللہ رح	تفسیر نعیمی	مفتی احمد یار خاں نعیمی رح
وفاء الوفا شریف	شیخ نور الدین رح	الامن والعلیٰ	اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں
خلاصۃ الوفاء	" " "	فتاویٰ رضویہ	" " "
جذب القلوب	شیخ عبدالحق دہلوی رح	حدائق بخشش	" " "
زرقانی	محمد بن عبدالباقی رح	توراۃ۔ زبور۔ انجیل	
سیرت حلبیہ	شیخ علی بن برہان الدین رح	تاریخ المدینۃ	محمد عبدالمسعود
راحت القلوب	سید عرفان علی	فیوض الحرمین	شاہ ولی اللہ رح
عمدۃ الاخبار	احمد بن عبدالحمید عباسی	اسد الغابہ	محمد بن عبدالکریم
آثار المدینہ	عبدالقدوس انصاری	اخبار المدینہ	محمد بن محمود بن نجار
تاریخ الحرمین	عباس کرارہ	تاریخ ابن خلدون	علامہ عبدالرحمٰن
مدارج النبوۃ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح	طبری	ابو جعفر بن جریر
سیرت النبی	شبلی نعمانی	جواہر البحار	علامہ النبہانی رح
حلیۃ الاولیاء	حافظ ابی نعیم رح	قصیدہ بردہ شریف	علامہ بوصیری رح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حکومتِ پاکستان

وزارتِ مذہبی اُمور

اسلام آباد

نمبر ۲(۱) ادس/ آر اینڈ آر/ ۸۵

تاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ
۲۶ نومبر ۱۹۸۵ء

سندِ امتیاز

نہایت مسرت سے تصدیق کی جاتی ہے کہ جناب علامہ ابو النصر منظور احمد شاہ کی تالیف کردہ کتاب مدینۃ الرسول بزبان اردو کتب سیرت النبیؐ کے مقابلہ برائے سال ۱۹۸۵ء میں خصوصی انعام کی مستحق قرار پائی اور مؤلف موصوف کو حکومتِ پاکستان کی طرف سے مبلغ -/۱۰،۰۰۰ ڈالر/روپے بطور انعام دیئے گئے۔

سیکرٹری

وزارتِ مذہبی امور، حکومتِ پاکستان
اسلام آباد

جامعہ فریدیہ ساہیوال کے ثمرات

مدرسۃ بنات الاسلام ساہیوال

جامعہ عثمانیہ نورپور

مدرسہ انوار الفرید ہڑپہ

جامعہ گنج شکر پیرپکھی

مدرسہ انوار الفرید کمیر

مدرسہ انوار الفرید نورپور

مدرسہ بنات الاسلام حاصل پور

مسجد اولیاء ساہیوال

فریدی مسجد سول لائن ساہیوال

مسجد گنج شکر سعید کالونی

انجمن حزب الفرید پاکستان

بزم فرید ساہیوال

ماہنامہ انوار الفرید ساہیوال

مکتبہ نظامیہ ساہیوال

نوٹ

۱۲۰۰ سے زائد طلباء وطالبات کی رہائش وخوراک بذمہ جامعہ ہے۔ اوسطاً ۶ لاکھ روپے سالانہ خرچ ہے۔ ۲ ہزار سے زائد علماء وحفاظ فارغ ہوکر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ جامعہ کو قریب سے دیکھیں بصورتِ اطمینان قلبی اس دینی تحریک میں ہمارے ساتھ شامل ہوں۔ خداوند کریم ہم سب کو رحمات وبرکات سے نوازے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین وصلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین